

تیسرے عہدہ اولیٰ الالباب



تیسرا حصہ

مصنف

علامہ دہر مولانا حکیم محمد علی خان صاحب مرحوم

بفرایش

مولوی محمد مصطفیٰ علی خان صاحبی ایس سی ایل اے بی

مترجم عالم پریس بیرونی مین چمپا

(باہتمام شفیق اللہ خان مینجس مترجم عالم پریس)

# مسیحی عالم

مصنف

حکیم محمد علی خان صاحب مرحوم اڈیٹر مرقع عالم

جسین

خط صحت کے نکل اصول معجزانہ سحر طرازی کے ساتھ دکھائے گئے ہیں  
زبان شستہ اور حوض کوثر میں دھلی ہوئی ہے۔ بس اسکو پڑھنے اور  
ایک طرف لطف زبان کے چٹھارے لیجئے اور دوسری طرف انسانی تندہی  
کے قائم رکھنے کے اصول سیکھئے۔ قیمت فجلد ۸ ر

## المذہب

یہ بھی تاریخ کی ایک بنیظیر کتاب ہے جس کو قبلہ و کعبہ  
حکیم محمد علی خان صاحب مرحوم نے ابن شحنے کی تاریخ سے  
ترجمہ کیا ہے۔ کتاب کا ترجمہ ۱۲۶۳ھ تک ہے۔  
عربی تاریخوں میں ابن شحنے کی تاریخ کو یہ خصوصیت  
حاصل ہے کہ بہت اختصار کے ساتھ تمام واقعات اس میں  
درج ہیں۔ قیمت ۴ ر

المشہد  
نیچر مرقع عالم پریس پرنٹری (اودھ) تھیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عہد

کا  
تیسرا حصہ

پہلا باب

اب چونے

بارگاہِ حرم میں حکمی مدد باری تھی وہیں نہ کر

بجلی بولی ہادی گلشن کی بھر بھر ہم سیر کرتے ہیں

معاذ اللہ اب ایسا اشتباہ کس کام کا ایسی ہی شکلیاں کسی طرح نہانے نہ لے لوٹ دے گئے تو یہ  
لیجئے اب دیکھئے ہر وہی مقام جسکی سیرور تاشے کتاب پہلے ماش تھے کیوں ابی خوش ہوا  
خوب بھی طرح سے دیکھ لے گا۔ چھان لیا دیکھے سیری اس انگلی کی طرف دیکھے وہ سپید سپید  
دور کو بھر بھر یا تنگ کی صاف اور چکا اور میں انیم سر کے چکر لوٹے اپنے پانی کی مولی دکھائی پہلی  
پھر ہی ہیں وہ سامنے شرفی کنارے کے قریب کھڑے ہیں باز لگاؤ لے ہوئے ہیں جن کی جہتوں کے  
مخالفی معر کے دور ہی سے دیکھنے والے کو تباہ ہے جن کہ یہ مدی جہاز ہیں۔ باہر اڑنا آسانی  
کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھئے گا وہ منظر ہی ہوا ہی جس کی سرشت میں شجر نے کھلے سہاگن کی ہوا کھلے بجا  
مناق زیادہ پیدا کر دیا ہے دیبا کی شقی ہوی لہر لگو سطح دیکھتے بھاتے اس جوڑن چکر لگا رہے ہیں  
جس میں دریائے لطیف اور بڑے بخارات نے مل کر کچھ اور سی لطف پہلو دیا ہے دیکھئے اڑتے  
اڑتے اب جوہر خشک گئے ہیں تو کس انداز خوبی سے جہازوں کے اونچے اونچے ستونوں پر بیٹھے  
ہیں بجان اندر کیا ہی اچھے معلوم ہوتے ہیں ہر بانی فرما کر شرفی ساحل کی طرف بھی نظر ڈالئے  
دیکھئے وہ بلندی پر بلوں کی عالیشان عمارتیں نظر آتی ہیں۔ دیکھیں، کیوں! اٹھلا میں نا دی  
عادتوں کو تنگ اشتیاق میں آپ بگو بیان ملے ہر وہ تو یہاں ہیں میں لیکن وہاں یہاں کے  
لوگوں کو یقیناً آپ سے زیادہ وہی فکر ہوگی غیر اسے چکر دھڑا ہر تو میں شاید کہ میں سے سرخ طپائے  
آئے بسم اللہ

صبح کا وقت ہو کر صبح ہی اسی حالت کی حسین پہلا بہوت دوست تھان اپنی پیاری محبوبہ بخدیو

کو اپنے ساتھ لے کر کسی طرف چلتا ہوا تھا۔ نیز وہ شخصات کا افسوس پڑھنے والی رات کی تباہی کا خوف  
 بڑھتی ہوئی اور ان پرنا پیشی خیزان کو چونک چونک کرنے کا ہوا۔ میں نے مشغلہ ہوئے جاتے ہیں جس کی غالب  
 آجائے خالی رہوشی کے گوارا کی شمع اور چوڑی خوشی روشنی کے گوارا و نشان تکبھی رسدوت باقی  
 نہیں بکھا ہو گمان کی کوچے اور سارا زمین دوسرے شکر و نیکر کے شمشادہ نئی زبان سے تبادہ ہیں  
 کلمات یہاں روشنی کا بہت انتظام تھا۔ جا بجا بلبل اور بے پروا نون کا ڈھیر چاؤز و گچھ  
 ہوئے چلنے پھرنے کی جیسی ہوتی سجادہ نمایان کو دکھا دکھا کر چپٹا ہوش میں جس نے رات روشنی کے  
 چوسنے میں اپنے حسن و علم و حکمت کی جھلکیاں دکھا دکھا کر غریب پروردان و فوجیں ایک قیامت پر ابھری  
 تھی آفتاب جام غریب کی طرح اچھی قسم سے نکل رہا ہے اور اس کی روشنی شہر کی گلیوں کے منہ پر پہنچ  
 سکی کہ ان خار کو گزرا گیا ہوں کچھ ٹکڑے چارہ و لطف پھیل رہی ہیں جس میں کھڑے کھڑے خوشی ہو رہی  
 دکھا دکھا کر گھڑا ہی نورانی اور لطیف چیز کو بھی اپنے گلابی رنگ میں رنگ رہی ہوں و غریب چارہ  
 طرف پہنچ رہی ہے اور لکڑیوں پر ڈیاں دیان خاص میں خوب نوٹین ہو چونک کر ایک شخص  
 مسند پر بیٹھ کر کہا اس کا اس کو اس کو اس کو نکال رہی ہے جو جوتا پے میں اعلیٰ حرارت کے گھر  
 ہر جیسے ترقی کر جاتی ہے اور وہ دیکھتے دیکھتے دیلین ٹی ان کی چوٹی پو ڈو کیا ہی تو وہ پیشی یا گارڈین  
 نے لیکر سٹی انگلیسی پر اچھا اور وہ اس کی دھلیوں سپارہ بیٹیاں جو ابھی بچا کر بٹھا گئی ہیں  
 جو ہم جو کر گری پڑتی ہیں۔ خوب سب سے بیکار کیوں ہو۔ یہ بات کہہ کر وہ سچا ہوتا ہے یا تو رات  
 کیسے کہہ سکتے ہیں میں دیکھ رہی ہوں نے جانے کیسے عالی چیز چڑھا بہت گئے ہیں جانے کے قانون میں ہی  
 اپنی خوشی کی وجہ سے نہیں شعرتی اور اگر تم کا اندیشہ وہ چھپائی جاتی ہے تاہم اس کی خود آہنی اور  
 اور اس کا شمع رنگ اس کو صاف و شفاف و روشن نکالتا ہے جس کے سکر بھری عقل میں ہر شخص کے  
 سامنے پیش ہی کرتا ہے ضروری وجہ ہوگی حد یہ سب سے بھائی اور بچے کھانے کے ساتھ ایک  
 ہی جگہ نہ لیتے ان ہاں سے ہے۔ یہ شک ہے ہی رات و ہم باطل ہوں ہی گئے تھے۔ کل پہل کے مرنے  
 کہ قرقری تھی نا صاف نہ میں رات دوسری کے شہنشاہی تھی اور یہ سب ہی اسی طرف اور رہے  
 میں اگر کہہ سکتی ہوں کہ اور جب غرق نشہ نے دماغی گندہ گاہوں پر نیا اور اچھا نہ لکھا تو  
 باوجود کی صحبت دیکھتی ہی دیکھتے پہنچے ہوشی کے عالم میں جو ہم کہیں میں ڈھلک ہے۔  
 پلے پلے یہاں اب ہر گزوری سے غافل ہو کر اسی مسند پر بیٹھ رہی ہے۔ دیکھتی ہی ہی پیش



جہاں نیاں لے رہا ہے اور ہنس ہنس کرہ باتیں چورہی ہیں۔

لیکن لڑکیوں کا جواب دلیرانہ کیسی وقت پر دے دی۔ میں؟ وہ مزاح ملک اور مال کا بہت بڑا حصہ اتل کجیت کے خور کرنا پڑتا پڑی بیرو ہوئی۔

وہیں مٹی ان بھی ہاں ہمیں کیا شک آخر میں ہی کوئی چیز ہے لیکن ہنور یا نے تو اس سلطنت کے برباد اور تباہ کر کے ہیں اپنے اختیار پر کوی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

ملکہ آف کچہرہ پوچھو غضب ہی کر دیا تھا غضب اب قدر کا عین معلوم ہوئی دیکھا جا سکتا ہے کہ وہیں مٹی ان ہاں انما جان اس کی خوب بھی طرح سے خبر لینا چاہیے یہ باری

آپ کی دشمن ہے۔ جانی دشمن؟

یہ جملہ بھی ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک خاص گھبرائی ہوئی آئی اور اس طرح کہنے لگی حضور مائی! آج شہزادہ صاحب نہیں معلوم ہو تین۔

حاکم دعا اس کے منہ کی طرف دیکھ کر، شہزادہ صاحب نہیں معلوم ہو تین۔ اسکا مطلب۔ ان کو کہاں گئیں؟ دیکھو میں کہیں ہوئی۔ اونکی پیش خدمتوں سے دریافت کرو۔

وہی خوشی حضور پیش خدمتوں کو کچھ بتائی ہی نہیں ہیں اور دینی کا ہی کہیں پتہ نہیں اور نہ شاید راستی سے کچھ معلوم ہو جاتا۔

یہ سنتے ہی پلٹ پڑا چپکے ہی اس کے چہرہ کا رنگ وٹن مٹی ان کے ہر شمس اس کی طرح ڈو گیا جلدی سے گھر آکر آٹھی اور ہنور یا کے کمرہ میں خود جا کر طرف جھٹو اور تلاش میں مشغول ہو گیا لیکن ہنور یا بیان کہاں ہوا و سکا پتہ چلا۔ آئی گئی سب ہنور یا کی پیش خدمتوں کے سرکاری

مارا کر لگن سے پوچھا جاتا ہے اور وہ جھڑکے اور کچھ نہیں کہتیں کہ حضور مائی دس گیا وہ بچہ

تنگ تو ہم سب حاضر تھے مگر حیلہ ہزادی صاحب نے آنا م فرمایا تو پھر ہم سب ہی لادہ آدھرا کر سورہ پھر ہر حال نہیں معلوم۔

یہ بڑے والوں سے جو دریافت کیا جاتا ہے وہ سب سب لکھا کہ محض اسی و علی بتائی ہے اسے ہاتھ بھی غیر حاضر ہیں اور اب طرح طرح کے شکوک پلید ہونے لگے ہیں کہ جہاں جہاں

دینے اور شک و یقین کے درجہ پر پہنچا شک کے لئے اس وقت پلید ہونے لگی کہ کامیاب کو خوشی ملی ہے ذرا بڑھتی جاتی ہیں ہمارے دوست جان اور بیاری ہنور یا کی محبت کو عام طور سے اچھا بہت چھپی ہوئی ہے لیکن پھر بھی انکی محبت میری نظروں اور بعض بعض اوقات کے انکی

میں اچھا رہی مگر نون نے جھٹک کر پیسے خرچ کر دیے تھے کہ وہیں ٹی ان کو رہا بیٹھا دو نون  
اپنے دل میں کھٹکتے اور یہی ملک ایسی وجہ تھی کہ نون اس وقت ہی ان دونوں کے خیالات کو بہتر  
دوست ہی کی طرف لیگتی۔ اس وقت ایک متبر آدمی اس غرض سے جان کی طرف بھیجا گیا کہ  
وہ پوشیدہ طور پر دیکھ آئے کہ ہنریا وہاں ہے یا نہیں اور میرا احتیاطاً محل اور باغ میں تلاش پڑے  
گئی۔ پلیسٹیا اپنی پیش میں بھری ہوئی ایوان خاص میں آگے بڑھ کر اپنی بیوی کو چہرہ دکھانا ہوا جو  
اور بڑے دل سے کہتی تھی کہ میں لالہ میں دل ہی ملیں تو یہاں آکر رہا کر رہی ہوں۔ ابھیس ہی گیا اور  
پلیسٹیا اس طرح اس کے پاس پہنچی کہ وہ کہنے لگا اور کچھ ہی منٹوں میں وہاں سے نکلتی ہوئی وہاں سے نکلتی ہوئی  
ابھیس نے اس کے لیے کہا کہ یہاں ایک کبوتر ہیں لے بیٹھی سنا تھا کہ یہ پتہ چلو؟  
ملکہ تو بہتہ کیسا شہا ہی کہہ رہی تھیں تو میں اور وہاں اجازت دو کہ میں جاسکتی ہوں  
کہا کہ یہ سیفر وغیرہ تو آتیل کے مرنے کے بعد سے کل شہری چلے گئے تھے ورنہ شبہ ہو سکتا تھا کہ  
شاہیہ کے درے، دوتے پاس چلی گئی ہو؟

ابھیس نے نہیں۔ اگر سیفر ہوتے بھی تاہم ایسا خیال نہیں ہو سکتا تھا۔ تحصیل کے آدین  
کی یہاں ایسی جماعت ہی کیا تھی جب شہزادی صاحب کو کہہ دینا ہوتا؟  
ابھیس کی تقریر ابھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ اس شخص نے جو ابھی جان کی طرف بھیجا  
گیا تھا سامنے حاضر ہو کر بہت گہرا ہٹ کے لہجے میں کہا یہ حضور وہاں تو آج کوئی معلوم  
ہی نہیں ہوتا مکان بالکل خالی پڑا ہے۔

یہ سنتے ہی پلیسٹیا دو ہاتھ کر کے چپ سٹارے میں آگئی پلیسٹیا اور خضنے مراح میں گئی  
اور غل میں جوش پیدا کر کے چہرہ کو سرخ کرنا چاہا۔ افسوس کے محل سٹارے والے بھگنے کے  
چہرہ پر دند و رنگ کے دیکھنے کی لہجہ ہی ہوئی حیرت لپائی خیالات میں ٹھیک ٹھیک ہوئی چلا  
کہ جسم کا سارا خون خانہ سے قلب میں آکر جمع ہو جاؤ وہ دکھائیے لے بھرے پر خون کی  
ایک چھینٹ تک ہی باقی رہے دانتوں کے نیچے اور کئی داب لی پریشان ہوا سو کئی  
طرز پھرتے ہوئے سر کو دو لوہا توں سے تھما لیا اور بے اختیار ہی کے ساتھ یہ جلاؤں کی  
دبان سے دکھلائیے جیسے جھنجھکیا گیا ہو ایک ٹھنڈی ہاتھ ختم ہو گیا اور غلاموں پر کھڑے گئی  
ابھیس نے کہنے والے آدمی سے کہا کہ یہاں کا تذکرہ ہے کہ جس کے جواب میں پلیسٹیا نے  
خود ہی کہا اور اس کا تذکرہ ہوا اسی مالابن وہاں کا جس کی رنگ رنگ میں ہمارا شک پڑا

حق ثابت کرنا ہوا خون کی طرح پھر رہا تھا۔ اور جو اس سلطنت کا بیڑا جان نثار بھی تھا  
تک حرام کہیں گا۔ خدا فارت کرے بخت کر۔

ایشیئیس رہب تھیکے لہجے میں ادا کیا سچ سچ وہ جلد سے یہاں ان کے ساتھ اسی  
کونسی بُرائی کی گئی تھی اور پھر بے اجازت اور اس طرح چھپر (ای شخص سے مخاطب ہو کر)  
ابھی طرح وہاں دیکھ آئے ہوئے

وہی شخص علی بن منصور میں ایک ایک کو ڈھونڈ آیا ہوں۔ بجز شاگرد پیشے کے  
چند آدمیوں کے وہاں باہر سے اند تک کوئی نہیں ہے۔

پلیسیڈیا یہ تو بس معلوم ہو گیا۔ یہ تنگ خانہ ان بخت ہندیا بھی ایسے کے ساتھ بھاگ گئی۔  
ایشیئیس تدریجاً یہاں سے علی بن منصور اب تو کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

پلیسیڈیا یہ کچھ کیا یقینی بات ہے۔ بیشک ایسا ہی ہوا ضرور وہ ایسے کے ساتھ بھاگ گئی  
ایشیئیس یہ سرد مشرب بہت بکھڑا تھی۔ منصور ایسا ہی ہوا اب وہاں تھانہ دو تو کے

معالے میں پہلے ہی سے خشک تھا لیکن یہ ایک ایسی بات تھی جسکو میں نے ہی نہ مانا  
لانا ہے ادلی اور گستاخی سی سمجھتا رہا۔ بیشک حضرت جان نے جو کچھ کیا وہ

کوئی بہا تھا حق تو یہ ہے کہ دنیا میں کوئی فرد ایسا نہیں کر سکتا تھا کہ کسی نہیں کر سکتا تھا۔  
پلیسیڈیا یہ جناب غلام اور کیسے ہوتے ہیں انکی یہی حرکتیں ہوتی ہیں مابعد دولت کے

سایہ طاقت میں چہلے سے بٹا ہوا استخوان اس کے باپ نے ہمارے ہی گھر سے ہڑو کا  
خزانہ پایا اور ہر طرح حق تنگ دایا وہ خیر دیکھا جائیگا۔ کچھ خود اسکی جانب سے خشک تھا

لیکن میں نے کہ ہمارے خلق کم تو بھی نے کسی ہمارے اس خیال پر ہمارے اس کو قایم نہیں  
رہنے دیا اور ہم نے باپ کی طرح اسکو بھی پیشہ چاہا ہی سمجھا کے فیروہ تو وہ آپ اس تنگ

خانہ ان پر تو یہاں کو کچھ کے لیے یہاں کس طرح علی بھائی بڑی پاکدامن تھی تھی۔ بڑی بخت تھی  
پادشاہ ساری پالیسیا کی بخت کو شرم ہی نہ آئی جو اس طرح عمل برائی۔ باہیسا کہیں کی

نعت ہو خدا کی محنت و تہوڑے سکوت کے بعد بہن جانتی ہوں اسنے خیال کیا ہو گا کہ  
اب تحصیل تو کر گیا جسکا دور تھا اور جس کے اندیشے سے سید میرا لقا اور یہاں سے تھے اب

کہیں ایسا نہ ہو جو مجھے میری مان سب کو تنگ کرے۔ اب جو میں آتا ہوں اور یہاں کے لیے کہیں  
ویلن مٹی (ان)۔ (ایک ٹنڈی مانس لیکر) اب جو میں آتا ہوں اور یہاں کے لیے کہیں مٹی لگ گئی

اسکو اس کی خطاوں کی سزا ضرور دی تھی۔ افسوس!

پلیسیسٹیا و بان بیشک اس کی خطائیں ضرور اسی قابل تہیں اور خداوند سبحان نے جہانوں  
لوگوں کی حرکتوں کی اس کو ضرور سزا بھی بخشی لیکن افسوس ہوا تو وہ ضرور خلگی افسوس بادل  
ہماری پتھارہ میٹوشی نے ہمارے خیال کو مطلقاً بے طرف بنین جانے دیا کہ آج کا کام کل پر چھوڑنا  
اعتقاد اور عقلی کو کوسوں غیب میں نہ لکوں دوسرے اس کے باب میں جو بہک کر ناتواہ کل ہی کر  
لینا چاہئے تھا اور کسی طرح اس امر کا موقع و نہایت قریب تھا کہ وہ اس طرح نکلے بے بیشک  
گیا وقت پھر آتا تھا۔ افسوس! افسوس! ہائے ہماری عقل کو کیا ہو گیا تھا شراب کے  
نشہ نے اپنے بیوقوف کر دیئے وائے اشرے ہماری انگلیوں کے ساتھ حققت کے ایسے پردے ڈال دیے  
تھے کہ ہم کو کچھ نہیں سوچا اور ہمارا تھکاؤ اور بے گہری ایسے اندر سے ہو گئے تھے کہ اس کی خفاقت ہی  
اچھی طرح نہ کی بیشک وہ ہر سچ شہابی رنگ کی مسست اور متوالی کر دینے والی چیز بہت ہی  
جری چیز ہے اسکو لی اور پلا کے سارے کام کو یہ طرح خراب ہو جاتے ہیں جس طرح اس کے منہ والے  
کا دل۔ دماغ اور جگر اس کے سینے سے خراب ہو جاتا ہے اسکو کچھ نہیں دہننا اور اس کی جری  
حالت ہو جاتی ہے جو ایک مجنون یا دھمپینے والے بچہ کی ہونی چاہئے۔

ایشی میس۔ جی ہاں حضور بہت صبح فرماتی ہیں شراب کم بخت ایسی ہی بری چیز ہے  
اور یہی وجہ ہے کہ قریب قریب دنیا کے ہر ملت و شرب میں ناپاک اور حرام بھی کہی ہے اور شراب  
کے پیو اور وقت اور لوگ اس سے اجتناب ہی کرتے آئے ہیں دیکھئے ہمارے پاک مذہب کے واجب الیکم  
بشپ اور پادری ہی وقت زندگی قریب کیسی حرام سمجھتے ہیں لیکن اس کا خفیہ رنگ اس کی مزہ بجانے  
والی سستی اور سستی میں خود ہی ہی کچھ ایسی خفیب کی باتیں ہیں کہ انسان کی صورت و جھوٹی  
دیکھتے بالکل بے اختیار ہو جاتا ہے اور خاص اس مصلطہ میں اس وقت جو خرابی واقع ہو گئی اس کی  
بڑی وجہ یہی چیز تھی مگر خیر اچھو کچھ ہو گیا ہو گیا اسپر افسوس کرتے سے کوئی ناید نہیں اب  
اگر بہار اختیار میں کوئی امر باقی ہے تو وہی کہ کوئی تلاش اور جستجو میں نہ نہشتہ کیجئے  
طین مٹی ان سے آٹھ۔ اب کوشش بیکار کچھ نہیں ہو سکتا مجھ سے مصلوب خدا جانے  
اب وہ کہاں سے کہاں ہو رہے ہوں گے اور کس طرف گئے ہوں۔

ایشی میس۔ کچھ اندیشے کی بات نہیں۔ کہاں جائیں گے آپ منتشر نہ ہوں سب  
جنہاں حلیت ہو جائے گا۔ وہ کیا وقت نہیں ہیں جو نہ طین۔

پلیسیڈ یا چپ مسو' میں سے کسی ایک کو بھیج کر کہہ دیجئے کہ میرا دل اس سے بڑھ کر  
 میں تبدیلی پیدا کر رہا ہوں اور یہ اس طرح اپنے دل سے کہہ دی ہے۔ بیشک تمہارا اس طرح  
 ملا جلا سیری ٹری سکی کا باعث ہوا۔ ٹری بڑھی ہوئی ہو گی۔ بیشک کیا کریگا لیکن تمہارا شرط  
 ہے آخر تمہاری گواہی تک پہنچو نفس پہنچ کر تے۔ جو اتنی کا جوش اور جوش کی یہ اختیار کی حالت کے  
 ضبط کے ضبط ہو سکتی ہے۔ یاد دہی کرتی ہے جو بچے کو جس قدر سے ضبط کیا اتنا ہی کسی سے  
 نہیں ہو سکتا۔ بیشک یہ جاری پر ٹری زیادتی ہوئی ہے۔ کو کو تیرا کے طعنے و طعنیہ ہو گا  
 ہی کہنا چاہتا تھا۔ اس کے ٹری ظلم کی بھی حد ہے۔ آئے اگر میری اس میں کیا خطا۔ ان صاحبوں کے  
 کو خواہاں است کہ ملک اور مال کی لالچ میں جو کچھ کیا انہیں نکلیا۔ یہ بڑا ہی گورہ کی طرح  
 جا سکتا ہے۔ وہ نہیں ہو گا نہیں۔ بیشک جو ان لوگوں کی شادی تکر کی یا کھل پھرا و فطرت کی سخت  
 اور جھل سے دشمنی کرنی ہے۔ اگر اس کا عقد ہو جائے اور تنگ ناموس کی خارت کرنے والی جو  
 کی بدستیاں حیا کے اچھل سے منہ چھپا ہے ہوسے جائز طور پر نکال تین تو وہ ایسا کیوں کرتی  
 اور کس لئے ایسی رسوائی ہوئی (اٹھیس سے مخاطب ہو کر) یہاں پھر اب کہا گیا جائے  
 یہ تو بہت جبری اور بڑی ذلت کی بات ہوئی ؟

ویلن مٹی ان (گورہ کر) جان آگاہی ٹری ذلت کی بات ہے مجھ کو تو ہویا کے نہیں  
 سند کو ایک قابل اتی نہیں رکھا ہے اور اس قدر کہنے کے بعد پھر اس کے پاس اس قابل کوئی  
 اور بات دہتی کہ وہ اپنی زبان سے نکلتا ایشی کے ولیم گورہ کے کہنے جو جان باہا بائی نہیں  
 بوقت سے ظاہر داری کے سایہ میں سینہ کے گندہ ہی مانند رشوہ کا پار ہے تھے مدد کر اس پر  
 اس کو تیار رہے تھے کہ وہ اس وقت اچھی طرح اپنے دل کے آئے توڑنا لیکن فقط ایک سن و یکا بیشک  
 اس کی قربان ہوئے تھا کہ مبادا میرا خبث باطن لوگوں پر ظاہر ہو جائے لیکن یہ بھی اس کا  
 دل کب اتفاقاً پرانی عداوت نے کچھ دیکھا پنا رنگ دکھائی دیا اور اس نے کچھ طرح کی تین  
 سمجھائیں کہ پلیسیڈ با کے مزاج کی برہمی و مدہم ترقی کرتی ہی گئی ساحت اساعت اس کا وہ خیال  
 قوت پکڑنا لیا جو انتقام لینے کے باب میں جان و مال و دنیا سے متعلق تھا اور وہ تو اس امر پر تیار  
 ہو گئی کہ اچھی طرح انکی تلاش اور تھوکی جائے اسنے اپنا جبکہ ہوا وہ مرا کیا اور نکلیا جس میں نسبت  
 بہت سے خستہ خیالات کا مجمع تھا اور ایشی سے مخاطب ہو کر اس طرح کہنے لگی "اچھا آپ  
 پہلے اُن سب لوگوں کو تو بلا لے جو اس کے خفا کر دیتے ہیں باقی ۱۰ گئے یہاں اس کے مکان پر

پہرا تھا دیا جائے اور گل فرج کو حکم دیتے ہیں کہ فوراً تیار ہو۔  
 شاہی حکم کو فوراً تعمیل ہوئی اور وہ جب لوگ اسی وقت پکڑے گئے جو ان کے شاگرد پیشہ میں  
 جاتی تھے پیچھا روک رہے تھے ان کے اور بار بار کرنا سن جانے کے جائیداد کا مال بوجھا گیا لیکن  
 وہ بیچارے کیا جانتے تھے سب نے رو رو کر قسمیں کھا کر یہی بالاتفاق بیان کیا کہ ہم تو  
 حضور رات کو سو رہے تھے بکواس کی مطلق خبر نہیں کہ وہ کیوں اور کہاں اور کس وقت چلے  
 گئے۔ مگر ان محلوں کے سب سے آگے تو ہم نے کیس کو پایا اور یہی سننا جو اس وقت وہاں پر  
 رہا ہے ہماری حیرت نغہ آنکھوں کو دیکھنا عجیب ہوا جو اُن بات ہی وہ پہنچے عرض کر دیا  
 اور یوں حضور ہماری ملاک ہیں چاہیں مار ڈالیں۔

اور یوں حضور ہمارے ملک میں چاہیں ماردا میں  
 ہنگام کے صاف مریاں سے چو نکرائی کی بوائی تھی اس سبب سے پکسید یا سے سب کے  
 پھوڑ دیا اور پھر خود ان انتظاموں کی طرف متوجہ ہوئی جو یہاں کے ہر کوں کے تلاش کے  
 متعلق تھا اب یہ خبر سارے شہر میں اسی طرح پھیل رہی ہے جس طرح آفت خیرتی افس کے ہاتھ  
 بلند ہو جانے والے آفتاب کی کرنیں ساری دنیا میں پھیل ہی ہیں جس طرح کانٹا لگا کر تنے  
 ہی ہتھکڑے ہیں یہی جو چھ اوپر عجیب لطیف کی بات ہے کہ جو یہ روایت سننا ہے وہ بجای اسکے  
 کہ ہندیائی اس حرکت کو حقارت کی نظر سے اور بری نظر سے دیکھتا ہے کہ اس کے مان بہائی  
 پر کھن اور فرین کرتا ہے اور کہہ دیتا ہے : ایسے ہو گیا اسکو مخالفت جان اور شے کے مجبور کرنے  
 والے تھا خیر پھول کے سب گھن میں ہی لہتے ہیں کہ پجاری نے بہت دلوں میں جوانی  
 کی شرتے والی خواہشوں کو جیسا کہ زبردست ہاتھوں سے روکا مگر پھر آخر کب تک کوئی لہ زوں  
 پر چکر سکتا ہے۔ مان بہائی نے تو اس کی شادی نہ کر نہ کیا اپنے دلی میں عہد ہی کر لیا تھا  
 کہ اگر قی محمد ہو گئی اور عزت آوے تو اسات اسلام کر کے نہ جانا بلکہ مکمل بھائی

[illegible]

جہاں ہوتی تھی اور اسلام کا نورانی ستارہ مشرب کی خاک پاک سے ٹکرا کر اونچا نہیں جہا تھا  
اب آفتاب بہت اونچا ہو گیا ہے۔ اور چوپ کی حدت کی طرح پلبدیہ کے قصہ میں بھی عری آتی  
جاتی ہے۔ جان کا سارا مال اسباب غیظہ کر لیا گیا ہے اور وہ او کی حالی شان حمائیرن گمراہی  
ہیں جکوبانی فیض نے اپنے نے انتہا مصارف سے جوایا تھا اور چہ کی کرؤش اور زینت  
ہماری دوست کی نقاست مزاج اور اس کی اس رنگینی طبیعت نے ایک علی درجہ پرہیز چاہا  
تھا چھین حسن از عشق کے جذبات نے اب وہی مذاق پیدا کر دیا تھا تمام قلوب میں اس  
مضمون کے فرامین جاری ہو رہے ہیں کہ جان اور ہر نور یا بیان سے پہاگ ملے ہیں خبر دل  
یا نے نہ پائیں عروجی افسر بلا سے جاتے ہیں طرح طرح کی فحاشی کیجاتی ہے اور جان اور ہر نور  
کی تلاش اور جستجو کے لئے چاروں طرف فرجین روانہ ہو رہی ہیں۔

## دوسرا باب

الحمد للہ

جکوڑ ہوٹا کئے پایا انہیں باکھشکر  
جکی امید نہ تھی ان سے ملاقات ہوتی

دن آخر ہو چلا ہے۔ دھوپ کی تیزی میں پہاڑ کی آگنی سے جس طرح نامساعدانہ کی  
خلاف ہوائیں چلتے چلتے اسوقت مسند ہو گئی ہیں۔ آفتاب کسی کی تلاش میں حیران  
اور سرگردان پڑتا ہوا اب اس نئی دنیا کی طوطہ چاہے مسند زمین کی گولائی تو اس کا خطا  
دل کر ہمارے حساب سے ہماری زمین کے پاکیزہ پیچھے پیدا کیا ہے۔ آفتاب کی وہ کرشمہ ابھی  
پڑے آن بان کے ساتھ ساری دنیا میں بونج ہی نہیں گرا اب بھی وہی طرح اپنے کام میں  
شغول ہیں لیکن اب ان کے سارے دعوے اور سید بے نکل گئے ہیں جسطرح فلاح سے  
کیا کی لفظوں کے سارے نم اور چچ نکل گئے ہوں یا جسطرح اپنے جبروت و دست کوڑ ہوٹے  
ڈھونڈتے اب ہمارے جو صلہ کپت ہوٹے ہیں۔ انہوں نے کسی کے جکے ہوئے سر کی طرح  
پنا آٹکھین بھیجی کرنی ہیں۔ ان اتنی بات سمجھیں کہ اگر ان کے حصے کو کچھ ہوئے ہیں تو  
دھوپ اور چوپ کے پیچھے سادہ قدم بڑا ہے کسی کی تلاش میں جارہا ہے اور ہم اپنے جبروت

دوست جان لوڈ ہونڈ لے ڈو ہونڈ لے ماری دنیا کی خط چھان کر جنیوا کی اس ٹرین پر  
 پہنچے ہر جگہ کی خاک سے ایک شخص کلبس نے لے پیدا ہو کر فری دنیا کو ڈو ہونڈ ہی غلام  
 اس وقت ایک جہت پر خفا میدان باری آنکھوں کے سامنے ہے جو گہارے خیال کی طرح وسیع  
 تو نہیں ہے لیکن پھر نے اسکے دلفریب بنا خیر جس سادگی سے کام لیا ہے وہ حضور اس  
 قابل ہے کہ ہمارے غریب جان والی لٹکا تھوڑی دیر کے لئے روک کر اس قدر پناہ وقت اس کے  
 نذر کر دیں جو ہیکل ایک جہت میں میدان کے دو شخصین صف کرنا پڑتا ہے یہیں کا ایک ہزار  
 اور سطح تختہ چھ چھٹو والی ہوائی سحر کے ہر دست حکم سے بہت صفائی کے ساتھ  
 پھر چاہے کبھی نگہ اور جسکے لطف سے اٹھانے میں نظر کو مطلق اس امر کی تکلیف نہیں  
 ہوتی کہ وہ دھوپ کی طرح بلندی سے گرے ہوئے صائیہ دیوار کی طرح اوپر چڑھے  
 ہر طرف ہر اس بندہ لہلہا رہا ہے جالی اور وہ چھٹے ہوئے ہیں جنکی خوش ترنگیاں  
 ہری ہری پتھوں میں کچھ کچھ بھی سوئی اور کچھ لٹکائی ہوئی پتھوں کے ساتھ  
 وہی دیابت کے مطالعے کوئی نہیں جو کسی شوق شکار و کدو پھول سے رشتہ سے غضب  
 کر جاتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں نقاب چھپے ہوئے تو ہوں مگر مزاج کے چلبے بن حسن کی  
 شوخی اور شوخی کی مشرارت یا قدرتی تہوں کے تقاضے سے نقاب کے ایک گوشے  
 میں کچھ کچھ اوشی ہوئی شکن بھی پڑی ہو وہ موسم بہار کی وہ ٹہنڈی ٹہنڈی ہوائیں خوش  
 خلیاں کرتی چل رہی ہیں جو بہت دور دور کی مسافرتیں طے کرتی کشافوں سے پاک اور صفا  
 ہو کر اس کچھ میدان میں آتی ہیں اور دھتوں کے جذب کر لینے کی وجہ سے متعلق ہو اٹھتا  
 لگاؤ ہی نہیں ہوتا جس قدر کہ اولی پاکیزہ مزاج عشاق کے غموں میں پرانے رنج اور غموں کی  
 آئینہ نش ہوتی ہے جو اپنے مقدس کی فیاضی سے ہر دم تانہ ہی غم کہا یا کرتے ہیں گو یہ خصوص ہے  
 کہ اس دلکش میدان کی آبادی سے بہت دور اور طحہ ایک کناوے پر واقع ہو چکی ہے  
 وہ نگاہیں پہلے بہت کہ پہنچتی ہوئی جو چہرے کے کارخانے اور قداتی سینوں کو بہت قدر کی نظر سے  
 دیکھتے ہیں اور دیہاں کہیں پر پولوں کے پڑانے جان مار ہوئے اور طیلوں کا گندہ طوم ہوتا  
 ہے مگر وہ وحشی آنکھیں تو ہر دیہاں کی دلفریبیاں اکثر دیکھتی ہوئی جن سے حسنین کی اچھی سی  
 اچھی آنکھ کی ہمیشہ تشبیہی جاتی ہے اگر اب بھی آپ نہ سمجھتے ہوں تو دیکھتے انہیں کی آنکھیں  
 وہ جو یہیں فقط اشارہ ہی کرتے دیکھ کر کسی پھری ہوئی نگاہ کی طرح جو کڑی ہرے ہوئے



چلے جاتے ہیں وہ گئے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو وہ حق ہیں اور نصف مزاج فرشتے تو ہر وقت ضروری دیکھتے رہتے ہوں گے جنہوں نے بلخ آدم کے ایک ایک پھول پڑی طرح سوگند کر دیکھا ہے۔

اس میدان کے شرقی اور شمالی حد بندی جس چیز نے کی ہے وہ وہی کوہ اپنی نمایاں کا سلسلہ ہے جو مغرب کی طرف سے اگر شرقاً اور جنوباً وسطاً طالع بن پھیل گیا ہے جنوب کی جانب چلے جینوں کی تیز لہریں اپنی خوشنما موجوں کے دلچسپ سین دکھا رہی ہیں مغرب کی طرف دور سے کوہ انیس کی وہ سپید سپید چوٹیاں نظر آ رہی ہیں جن پر برف ہی برف ہے اور جو موسم بہار کی لطیف حرارت اور آفتاب کی اعتدالی گرمیاں جھک چکی ہیں اس طرح لکھ رہی ہے جس طرح شمع اپنے شعلے میں غم کی گرمیاں دیکھ کر خود ہی بجھ چلی جاتی ہے۔ یہ بجھ چلی ہوئی برف کا پانی بڑے زور شور کے ساتھ بہا رہا ہے اس سے بچے گر رہے ہیں اور اس کے گرنے کی آواز بہا رہوں سے نکل کر اگر چاروں طرف دور دور پھیل رہی ہے گویا بہا رہا پھاڑوں سے گرنے والے پانی کی چادرین ہماری نظر سے بہت دور ہیں مگر یہاں کا سننا آنا گئے کہ بچنے کی خوش آئند آواز ہمارے کانوں تک کچھ طرح پھونچا رہا ہے کہ ہمارے جسم کی ساری قوتیں اپنا اپنا کام چھوڑ کر اس وقت کو مردہ کر رہے ہیں جو سماعت سے تعلق ہے ہمارے کان یہ مزے و لذت ہی رہے تھے کہ کچھ اور غیر معمولی آوازیں اسی سناٹوں میں بول رہی ہیں ہمارے کانوں میں آئیں جو ہمارے بیٹے لطف میں کسی تدخّل اعلان پیدا کرنے لگیں اور پھر کسی قدر غصہ کے ساتھ ہکا بکا اپنے وہ کان اس طرف متوجہ کرنے پڑے ہیں یہ اس وقت تعجب ہے پورا قبضہ کر لیا تھا یہ آواز کچھ اس طرح کی نہیں ہے جس سے کسی کے باتیں کرنے کا خفیہ پیدا ہو بلکہ ایسا لگتا ہے جیسے کہ دوڑنے والے گھوڑوں کی ٹاپوں میں سخت زمین پر ٹک رہا ہو۔ یہ آواز یہی ہیں بہت تعجب سے ہمارے کان اس طرف لگی ہوئے تھے مگر کبھی پتلیاں جہرت سے اس طرف دیکھ رہی تھیں کہ کوہ اپنی نائن کے ایک شرقی درہ سے چند سو گند ہوئے جو بڑی تیزی کے ساتھ اس طرف اپنے گہوڑے بڑھ رہے چلے آتے ہیں ہر سر سے پانکھ سب فوجی لباس میں غرق ہیں تلواریں ہلکی کرکوں سے لگی ہوئی ہیں زہرین سپ پچھ ہوئے ہیں اور ڈھالیں کندھے سے لٹکی ہوئی سب کی پشت پر بڑی ہیں انکی تعداد کسی طرح ساٹھ سے زائد نہیں ہے اور ان کے آگے آگے دو خوشنما جوان چلے

آئے ہیں جو کہ وہی فوجی ہی لباس میں ہیں مگر ان کا امتیازی لباس۔ انکی شاندار دست  
 انکی اعلیٰ درجہ کی آپسوں اور ان سب کے علاوہ انکا آگے آگے چلنا یہی ایک ایسی بات ہے  
 جو دیکھنے والے کو اپنی طرح تیار ہونے کا یقین دلاتی ہے۔ انکے خادم ہی ہیں یا ان کے زیرِ نگرانی  
 ہیں اسوقت انکے گھوڑے جس تیزی کے ساتھ تارے تھے ان کے دیکھنے سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ شاید یہ بہت ہی جلد اس میدان کو طے کر جائیں گے مگر نہیں یہاں کے لوگوں نے  
 غفلت نہ کی۔ یہی سبب یہاں کے لوگوں کو کچھ ایسا متوجہ کر لیا  
 کہ یہاں اس کے تیر ہوا کی طرح یہ اپنے گھوڑے اڑاتے جس طرف جانا چاہتے ہیں۔ چلے  
 جائیں انہوں نے اپنے گھوڑوں کی بالین کھینچ لیں اور بڑے ذوق شوق کے ساتھ اپنی  
 نظر کے گھوڑے دوڑنے لگے اب ان کے گھوڑے اسوقت کی آہستہ آہستہ چلنے والی ہو  
 گی طرح مستحقانہ چال چل رہے ہیں اور اس قدر تیزی سے نہ چل رہے ہیں اسوقت  
 بڑے چلے آ رہے ہیں جس نے اقباب کی آڑی ترچی کر لیا کی مار کہا ہے کہ ان کے دھڑکے  
 بعد اپنا جھکا ہوا سر اب ڈاؤں ڈھلایا تھا ہماری تیر انگلیں انکی طرف ملی ہوئی ہیں تو تیار ہو  
 کے برقی تار دیکھنے کے لئے انکے کے پودوں سے نکلنے پر تیار ہوئے ان کے چوں تک پہنچ رہے تھے  
 انکو جن کہ دیکھتے ہی دیکھتے بخودی سننے عالم میں کہ تو وہی رہ گئے ہیں اور کہہ رہے ہیں  
 ہمارے پاس اگر کسی بچے ہو چیتے ہیں کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتے  
 لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر یہ بچے قریب ہوئے جاتے ہیں اسی قدر ان کی موت  
 ہماری نظر سے آشنا معلوم ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ ایک بہت دل خوش کن خیال ہی  
 ہمارے دل میں آتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی صورت اس صورت کی صورت  
 وہ جو دہائی طرف ہمارے دوست مد جان سے مشابہ معلوم ہوتی ہے اگرچہ ظاہر  
 ہے کہ انسان کو جس چیز کا بہت خیال ہوتا ہے جسکی زیادہ فکر ہوتی ہے۔ قوت و اہم  
 اپنے خیال کے وسیع خزانہ سے اسکی صورت یا ادھیکیا قوت و خیال اس شخص کے ذہن کے  
 سامنے پیش کر دیتی ہے اور پھر وہ اچھی طرح ظاہر ہونے لگتا ہے کہ وہی صورت اسکی  
 آنکھوں کے سامنے موجود ہے جسکا بھی اسکو خیال آیا تھا اور یہ اسوقت کا ہمارا شبہ ہی شاید  
 اسی قسم کا ہو گا مگر صورت شکل کے علاوہ اس سوار کا لباس وغیرہ بھی تو مد جان ہے۔ یہی ہے  
 مشابہ معلوم ہوتا ہے۔ شاید یہی اسی غلطوچہ کا نتیجہ ہو گا جس نے ابھی اسکی صورت



پلیس بیڑیا کی ماوس قمار فوج سے محفوظ ہیں جو اس کی تلاش میں چاروں طرف  
 پہنچ گئی ہے اور اب چونکہ یہ لوگ اٹلی کے حدود سے نکل کر ملک کے دائرہ سلطنت سے  
 باہر پہنچ گئے ہیں اسوجہ سے اس امر کی بھی امید ہوتی ہے کہ شاید وہ آئندہ بھی اعلیٰ  
 کی فوج کے ہاتھ نہ لگیں گے اور اس قدر دور ماز سافت قطع کرنے اور سفر کی بے انتہا کمپنیں  
 ادا کھانے کی وجہ سے ان کی نازک طبیعتیں بالکل مضطرب ہو گئی ہوں گی اور ان کے گرد و گرد  
 ہڈے کا رنگ آفتاب کی تیز شعاعوں کی دست درازیاں دیکھ کر اس طرح بدل گیا  
 ہو گا جس طرح غصہ سے کسی ماوس نازک مہج حسین کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا ہے  
 جس سے پیار اور محبت کی باتیں کرتے ہی کرتے جوش و اشتیاق میں آکر کسی اس کے  
 غمازت زدہ عاشق کے گستاخ ہاتھ گلے میں یا ہین ڈالنے کے لئے اوستی بے اجازت  
 بڑھیں لیکن پھر بھی ان دونوں کے چہرے پر جس قدر خوشی کی نشانیاں ہم اس وقت  
 دیکھ رہے ہیں اس سے پہلے اس قدر ہنسنے نہیں دیکھیں۔ ان دونوں کے اس  
 اوداس چہرے پر جس کی سرخی رنگین مہر زن حضرت عشق کے نذر ہو گئی تھی جیسے رہے  
 ہے قطرے بھی غم بھر کی ناکامی نے منہ لگا کر جس لئے تھے اب وہیں وہ خون لہریں  
 لے رہا ہے جھکنا آج کل کی اتفاق اور بے انتہا خوشی نے ان کے نازک جسموں میں پی  
 حریادلی کے ساتھ اس طرح پیدا کر دیا تھا جس طرح کج محل کے موسم بہار کی بوج افزا ہوا  
 کھاتے ہی خندان رسیدہ درختوں کے بے رنگ دیار شاخوں سے تنو کا مادہ کوئل بن کر  
 بھل رہا ہے اور کوئل زمین سے کسی بہت خوشیز کے سینے سے پھرا پھرتی ہوئی چیز کی طرح  
 ایک سخت سخت گول چیز نکلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے دیکھی وہ چیز جس پر  
 نیچر نے بہت ہوشیاری اور دور اندیشی کے ساتھ جو انسان چین کی بری نظر سے بچانے  
 کے لئے ہری ہری کٹوریوں پر بادی ہیں گرفتار رہے قوت نامیہ کا زور اب بھی روکے  
 نہیں گنا وہ تراق سے بند ٹوٹے اور وہ اندر سے پھول کا لابی گھڑائی رنگ اپنا  
 تاشاد کھانے لگا۔ رہتے کے گرد اور غبار نے ہوائے شوق میں آؤ کر کوہنڈیا کے  
 چہرے کا خوب بلائیں لی ہیں اور کسی کی لچائی اور ٹھٹھکی باندھ کر دیکھنے والی نظر کی طرح  
 اس کی بھی ایک ہلکی سی تجم گئی ہے مگر اس اور پوری ناامیدی کے بعد اس طرح کا سیلاب  
 ہونے۔ دونوں کی گردن تنناؤں کے پھرنے سر سے جی اہٹنے اور صدمہ ہٹنے نے

ارمان اور تمنائوں کے پیدا ہو جانے سے خون رگوں میں جس طرح خوش خوش دوڑ رہا ہے اس کے رنگ کی جھلکیاں کسی کے چہرے کسی طرح نہیں چسپکتیں اور وہ منہ پر آنے والی ہنسی یا بے اختیار ہوشوں پر آئے ہوئے قہقہے کی طرح چہرے کے صاف اور نازک جلد کے نیچے لہریں دیتا ہوا اچھی طرح نظر آ رہا ہے۔ ہنور یا لے وہ خود ناہموار اور لٹیٹی جس کو ابھی وہ پہنے تھے سکر اکتار کر ہاتھ میں لے لی ہے اور اس پر قضا میدان کا دلچسپ سینہ اور یہ رمان کی محو ثنیت کہ ایسی پسند خاطر آگئی ہے کہ اس نے اپنے گلوٹے کی رفتار کو بالکل سست کر دیا ہے اور اسی کے ساتھ اس کے جاناغہ عاشق نے بھی سہانا سہانا وقت ہے اور دن بہر کی تیز دھوپ دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے درود رنگ ہلہلہا سبزہ دور سبزے پر پھیلا ہوا سایہ اور اس سایہ میں طرح طرح کے کھلے ہوئے پھول اپنی بہار دکھا رہے ہیں۔

آفتاب کی حدت کم ہو جانے کی وجہ سے گویا عام طور پر اس وقت ہوا کی رفتار بہت سست ہو گئی ہے اور ہوا کے وہ اجزاء جو پہلے آفتابی گرمیوں کے حسن کی گریبان دیکھ دیکھ کر گریباں ہوئے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور اسی بڑبڑاہے شوق نے ان کی رنگ رنگ میں ایک سو حشت کی روح پیونک دی تھی جس سے وہ بہت تیزی کے ساتھ ساری دنیا میں ماری ماری پھیر رہی تھیں لیکن یہاں کا کہلا میدان دیکھ کر اس کا جوش جنوں کی طرح مٹا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کسی کسی اسکے تیز آجانے والے جوتے پیاری ہنور یا کی پُرشکن زلفوں اور کہنے ہوئے سر کے بالوں کے ساتھ وہی چپڑ کر جاتے ہیں جو سنبل کے ساتھ چلتی ہوئی ہوا کر جاتی ہے۔ ہنور یا کا شخ بھی اتفاق سے اس وقت اسی طرف ہے جب طرف سے چوتھے آ رہے ہیں اور جس طرف غروب ہونے کے سامان کرنے والا آفتاب بڑی حسرت کی نظر سے اسکے پیارے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہے وہ جبکی سپید سپید کینیں جوتا عشق کی حمایت سے نمد زرد ہو کر بڑے شوق کے ساتھ اس کے چاندی چہرے کی طرف تہلاتی آتی ہیں اور ہمارا دوست درجان، جس کی آنکھیں جوتا ہر وقت بخود کی عالم میں ہنور یا کی چہرے کی بلائیں لیا کرتی ہیں ان کی ہفتیوں کو دیکھ دیکھ کر بڑے سچا ب کھانے کے ساتھ اس طرح کہتا ہے۔ پیاری شاہزادی ایک کیا چو؟



اویہ بے نقاب چہرہ اور ہا سے اس کندنی رنگ پر نقاب کھینچ کر ہاتھ لگا کر اس کی نگاہوں سے دیکھ کر کس طرح اور کب تک کوئی اپنے دل کو سنبھال سکتا ہے اس طرف سے مزید حیرت کا معاذ اللہ کیا دل کی فیری کیفیت ہوتی جاتی ہے دیکھ کر مسکرتی ہوئی حیرت کے آفت خدا کی چشماہ کس غضب لی صورت پاتی ہے بس بے اختیار ہی دل چاہتا ہے کہ کپٹ کر پیار کر لیں چہ عہد ملازمین کے لون لودہ ہا سے اس پیار ہی پیار ہی صورت کو اسی گھٹچے میں رکھ لیں جس پر آج تک بہت جبر ہو اگر اب کسی طرح نہیں مانتا مگر وہ تم نے تو بہت سخت قیدیں لگا دی ہیں خدا جانے کب ایذا سے ایک چکر پھریں اور دیکھیں گے اب ایسا موقع نصیب ہو رہا ہے کہ ہر شے ہمارے اوّل شقائق نگاہوں کو جائز طور پر دیکھنے کی اجازت دے جو ان کے پردہ کے اندر رہ کر سستی رو گئی ہیں لیکن پیار ہی تمہارے حسن کی شوقیان میرے اس پرہیزگار دل کے ساتھ اس وقت میری نگاہیں کھلی ہیں۔ ادوہ دل جو باطل بے اختیار بھانپتا ہو چکے بہت دنوں صبر کیا اگر تم کو یہی منظور ہے تو ہمیں چھ پی کیا ہے تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو۔ اور اگر یہ نہیں تو خوف کے لئے دزد اپنے اس کس کو سمجھاؤ کہ جو یہ باندھتا ہے اس سے عشتات کو اس اندر ہی تنہا ہونی بہت کمسنی ہوتی آنگھ پتھر چھوینے سے کھلی ہوئی کی ہوئی ہوئی صورت کی نہایت نصیب ہو مگر خدا میری اس بیخودی اور بے اختیار سی کا ہوا کرے کہ میں اس کے مقابلے میں یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ دیکھوں تو مگر اس طرح نہ دیکھ سکوں اگر میں دیکھوں تو خیر دیکھ ہی لوں لیکن اور کوئی نہ دیکھے تمہارا یہ گورا پنڈا میری پیاری صورت اور یہ کریم یہ ہوا میں۔ خدا خارت کرے انکو۔ انکا منہ اور تمہیں خدا کی قسم یہ دیکھ ہی نہیں دیکھا جاتا۔

ہو پریا۔ دیکھ کر، تو کیا آپ کی مرضی ہے میں منہ چھپا لوں؟ اور یہ کہ کس نے ایک معشوقانہ انداز سے آنکھوں کے ساتھ منہ بھی پھیر لیا۔ مسکرتی ہوئی رکھ لی اور جلدی سے گورے چہرے پر سیاہ سیاہ نقاب چھوڑ لی جس کی طرف آفتاب کی شعاعوں کو کثرت سے تپنے لگا دیکھ کر ایک غلام سفر تو رہا سے قائم کرنے لگا کہ سیاہ رنگ قدرتی طور پر آفتابی کرنوں کو اپنی طرف زیادہ کھینچتا ہے مگر تم تو یہی کہتے کہ نقاب کے حوالی پر نیکی وجہ سے چوکر ان کرنوں کو پھیر لیا کہ رخساروں تک ابھی طرح پہنچنے کا اب موقع نہیں ملتا ہے اس وجہ سے وہ نقاب پر بے طرح ہجوم کئے ہوئے فکر کر رہی ہیں کہ کسی طرح درمیان سے یہ پردہ ہٹا دیا جائے تو اچھا اور

پھر ہم خوب آنکھ بھر کر دیکھ لی۔

ہنور یا کا اس طرح منہ چپالینا ہمارے دوست کی اس ادولچین کے کم کر نیکی کے کافی تھا جسکو خدا واسطے کارشک چل گیا ان کے لیکر اس کے محبت بھرے دلیں پیدا کر رہا تھا اور وہ اپنی پیاری محبوبہ کی محبت بھری احاطت دیکھ کر بہت خوش ہو کر بھڑکا نظر آنکھ کے پردوں کے اندر بی طرح تلخ ہونے لگی اور بھر و سی طرح بے نقاب دیکھنے کے لیے شوق نظر کے قلعے ہونے لگے۔ دل میں پھر شوق دید کا ایک جوش اٹھ اٹھا اور ہنور یا کا رخ بھر دیکھ کر اس طرح کہتے لگا یہ پیاری شاہزادی اب میں نے یہ تو آپس میں کیا ہوا تھا کہ اس طرح منہ بھی میری طرف سے پھیر لینا؟

ہنور یا ر نقاب چہرے ہٹا کر کہا آنکھ کد بصر اپنے آپ کی طرف سے آنکھ بھری ہے؟ میں کوئی شکر، نہیں کہ دلیں کو سی بات کہنی بھی بات نہیں مگر جو کچھ فرمایا کیجے خدا کے لئے آپ کے رئیس پہلو پر جی خان کو لیا کیجئے میں نے تو آپ کے حکم کی تعمیل کی تھی اپنے منہ چپانے کے لئے دنا بٹھا سے خیال کیا کہ شاید میرا منہ آپ کو یہ معلوم ہونے میں نے دھرم نہ کر لیا۔

جانان یہ بجز یہ جان اندر نہ کیا۔ چنانچہ اس سے تہان بچائے آپ کے اس ہونے میں کے ایک چہرہ اور اسے مجھ کو برا معلوم ہوا ارے یہ کھڑا اور ان آنکھوں کو برا معلوم ہو جو سب سے پہلے عاشق ہوئی ہیں۔ میں ناشکر نہیں ہوں۔ پیاری شاہزادی ساری عمر کی حاکم ہوئی اور آئے دن کی طرح کی کامی بن اگر خوشی تھی تو اسی بات کی کہ جسکے عشق میں یہ سخت سخت مصیبتیں ہیں چشم بد دور او کی صورت ہی کچھ اتنی ہی پیاری ہے کہ یہ تذکرہ جان کی زبان پر آتے ہی کچھ عجیب کیفیت پیدا کر گیا جسکا اثر یہ ہوں میں ہوتا ہوا دل اور داغ میں پہونچ کر ایسا لطف دے گیا کہ فوراً ایک شرم کی بھوڑی اسپٹاری ہو گئی جس کا خطا اوٹھا نیکی کے بڑے شرم کے ساتھ اسنے کچھ کہہ اپنی آنکھیں بھی بند کر لیں اور اپنے ہونٹہ دانتوں سے دب داب کر اس سستی اور جوش کو جھوم کر ٹھنڈی ٹھنڈی سالتوں کے ساتھ نکالنا شروع کیا۔ ہنور یا نے اب حیا سے گردن جو کالی تھی اسکے خدا دوشمن و ذل ہی دل میں کچھ غور دیکھی اور فوراً اسکے انداز اسکے رنگ کی سرخی میں نے ہوس چہرے کی صاف جگہ کے نیچے بندھتے پھرتے نظر آئے۔ ہنور یا نے شرم سے نقاب کا اوٹھا ہوا گوشہ ہاتھ سے جوڑ دیا آنکھیں بھی کر لیں ورنہ اب اس طرح ایستے۔ تذکرہ شروع



ایسا کہ ان تو مجھ آپ کس طرف چلے گا اب تاب آپ نے اپنا دلی ارادہ مضبوط کر لیا ہے نہیں کیا جان۔ (دیکھ کر) ان خوب یاد دلائی میں تو اس کو بولا ہی ہوا تھا چاروں طرف دیکھ کر اگر ہیکو پریش یا جلا ہے تو اس طرف چلے جائیں ہاتھ پر۔ اور اگر فرانس کا قصد ہے تو اس طرف چلے۔ یہی دو اپنے مقام میں جہان۔ سننے میں تیری خواہش کی گئی ہے دتہ ٹوی۔ جو کر کے تیری بات۔ میں میں نہیں آتی۔ بہر مشیائے گو میری بہت خوش کیمائی ہے۔ مگر وہ ان کی عورت، ملوکی کو دے دے۔ ان امر کی کسی طرح امید نہیں ہوتی ہے۔ اگر خدا خواستہ ٹولی تھے تھے ہاتھ پائوں مارے تو پر مشیائے کی فوجی قوت اسکا مقابلہ کر سکتی۔ ان فرانس کی سلطنت ایسی ضرور ہے کہ وہ ان کے بادشاہ میوڈس سے سبائی کے کچھ ایسے اذیاط نہیں ہیں کہ جنہیں ہیکو پورا پورا بھروسہ ہو پس ایک دو مرتبہ سبائی میں فقط خط و کتابت کی نوبت آتی ہے، چنانچہ میکسمس سے اسے لینا چاہئے۔ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں لیکن اس کج گفت کی بات تو غضب کی ہوتی ہے۔ دلخ کھانا ہے (ٹیکھے ہو کر بلند کر دئے) اسے جی حضرت! ذرا یہاں تشفی لائے گا یہ کہتے ہی اسکے گلوے کی رفتار اور بھی شست ہو گئی ہے اور میکسمس اس کے قریب کر کے اور حاضر کیا اور شاد ہوتا ہے ۵

جالن: جناب ارادہ کیا ہے تاکہ اب چنانکس طرف چاہئے؟ پر مشیائے فرانس۔ میکسمس: اچھا۔ ابھی اسکا تذکرہ کیا کسی وقت فرصت سے اس کو ہی دیکھ لیجئے گا ابھی پہلے جو اور ضروری باتیں ہیں ان سے فرصت کر لینی چاہئے۔

ہنرور یا ربات کاٹ کر حیرت کے لیے ہیں، اور ایسی ضروری باتیں کوئی ہیں؟ میکسمس: جی ہاں حضور ہیں۔ آپ کو نہیں معلوم۔ آپ (جان) کی طرف اشارہ کر کے جہان جان: جناب اسود کی قسم ہیکو نہیں معلوم کیا؟ میکسمس: دیکھ کر بعض دہی آپس کے گلے اور شکوے۔ اور کیا اسے بھی زیادہ کوڑی ضروری بات ہو سکتی ہے؟

ہنرور یا ربات: مذکور کیا کہنا سب جان اترے۔

جالن: ہنرور یا سو، انکے اشارے میں آپ دیکھتی ہیں؟ (میکسمس) لاجل ولاقہ ہیں۔

آپ ہی عجیب چیز ہیں ۵

میکسمس: اے بھائی میں اتنی بات کہہ رہے تھے عجیب چیز ہو گیا اور خود بدلتے ہیں۔

ایسے خود شوق اور انتشار کے سفر کو اس اطمینان کے ساتھ طے کر رہے ہیں۔ یہ کوئی بات ہو نہیں  
سکتی کہ یہ بے پرواہی کے روئے روئے گئے ہیں اور اپنی باتوں کا سلسلہ ہے کہ معاذ اللہ کسی طرح  
ختم ہی نہیں ہونے آتا۔

جان (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) اٹھ اٹھ کس قد بیدار ہو کر تو انصاف کو ہمارے  
دل شکوے اور باتوں کی کہیں انتہا ہو سکتی ہے۔ خیال ہو کر کس کس مشکل کوٹنے کیسے کیسے  
انسان اور تنہاؤں سے اور پھر کس قدر زمانے کے بعد خدا خدا کر کے اب یہ دن دیکھنا نصیب ہوا  
ہے۔ ہمارے کس یہ امید باقی تھی کہ پیاری شاہزادی اس طرح مجھ کو ملے گی۔

میکس (بے ہوشی سے اپنا سر اٹھا کر) آپ دونوں صاحبوں کے تعینیت بھرے  
دونوں میں بیست سی بائیس بھری ہوئی مگر حضور اسی کے ساتھ ہیں پر حضور میں کبھی کبھی  
یہ خیال ہی تو آ جاتا چاہئے کہ ابھی ہم کس بے اطمینانی کی حالت میں ہیں کس ہوشیاری کی  
ساتھ تھکا ہوا اس سفر میں ہر وقت رہنا چاہئے۔ کہاں کا پہاڑ تھا ہے کہاں پر کو جا چاہئے  
اور کس طرف ہو جا رہے ہیں؟

جان (ہاتھ بٹا کر) تو آپ کو بلا تھا بتائیے؟  
پتہ نہ رہا۔ دیبا کاٹ کر، یہ گئے اب بائیں بنائے۔ میکس خدا کی قسم یہ تو اپنی حادثہ  
کے موافق اسی طرح کی وہی تباہی بائیں کرتے چلے جاتے تھے۔ تم کو آفتاب گھوڑا ہے  
کرشن ڈور سے قبال رہی ہیں۔ ہوا کے جھونکے آ کر تم کو پیار کر رہے ہیں۔ یہ ہوا ہے وہ  
ہو رہا ہے، کرشن نے کہا آفتاب آپ چلے گا کہاں؟

جان۔ (ہندو دیا کے منہ کی طرف دیکھ کر) درست یہاں کے ہر سے ہر سے ہو گیا ہے  
کس نے گھوڑے کی باگ کھینچ لی تھی۔ پیاری شاہزادی خدا کے لئے قربانی کا کردار میں  
باد نہیں کہتا تھا کہ یہاں سے جلدی بھاگ چلو؟

پتہ نہ رہا۔ تو آپ نے بدگمانی کی وجہ سے بھاگ چلنے کے لئے کہا تھا کہ ہوا کے جھونکے  
اور آفتاب کی کرشن مجھ کو نہ چھو جائیں یا اس لئے فرمایا تھا کہ مسافت جلد طے ہو جائے۔  
جان (بے چارہانہ مسافت طے کرنے کے خیال سے نہ ہنسے۔ اس وجہ سے جب کہ آپ بدگمانی پر  
محل کرتی ہیں مگر چلنے کیلئے کہا تھا۔ اور میں بدگمانی ہی کہتا تھی۔ کچھ چھوٹ گیا تھا؟

میکس (دبا کاٹ کر) حضور نے مانگ لیا کہ آؤ تیرے چلنے میں تو اب بھی ہوا کا من

لاؤں گے کما جس سے آپ بھاتے تھے ۛ

جان ۛ یہ کیوں! وجہ ۛ

میکسمس ۛ اس کی وجہ کچھ بھی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ تیز ہوا کے چلنے ہو اور حرکت زیادہ ہوگی اور اسکا اثر ترقی کر جائیگا۔ آہستہ آہستہ چلنے میں اگر اس کی چہرے زلفیں بگڑتی تھیں تو اب تیز چلنے میں اور بھی بگڑ بگڑ کر پریشان ہو گئی ۛ

جان ۛ یعنی اس شوق اور گہرا ہٹ کی وجہ سے کہ اب یہ موقع ہاتھ سے جانا ہے یہ یہ پیاری زلفیں اس طرح کہاں ملین گی۔ اچھی طرح سوچو غریب لپٹ کر بلا بیچ لے لیں کیوں ۛ میکسمس (اپنے دل میں) یہ اگر کج سوچتی ہے تو اس طرح کی زبان سے، مہین جباب ہوئی کیا بھال۔ اور وہ آپ کی طرح زلفوں کی عاشق تو ہے مہین جو اسکو ایسی وحشت ہو وہ تو ایک نہایت لطیف اور شفاف سیال عنصر کا نام ہے جو ذہن کے پیارے طرف ۵۵ میل کے پہلاؤ میں پھیل گیا۔ اس خلا میں بھری ہوئی ہے جسکا خالی جہاں خلل و سلف نے محال ثابت کیا ہے جب آب اپنے گہرے کونے کیجئے گا تو وہی جہاں جو چہرہ ہوتا ہے سے گہرے ہوئے ہے، رہنے والا ہوئے اور اپنے نقل کو جہ سے یقیناً پہنچا دے گا۔ آپ کی سنداہ ہوگی۔ اور میرا یہ وقت ہو کی ٹھنڈک اور سنسناہٹ اس کے چہرہ پر پڑے گی۔ سوں ہوگی۔ یہ وہ پہلی بات ہے نہ جس کا تجربہ ہر ذی حس کر سکتا ہے ۛ

جان ۛ آہا تو اسی لئے حواریان نصیب عشاق بہت آہیں کہتے ہیں تاکہ گناہ آئینہ ولی آسانی بلالین او نہیں میں ادا ہو کر رہ جائیں بیشک جو تو بات ذہن میں آئی ہو لی مگر ہم تو آج تک ہو کر ایک بہت لطیف شے سمجھتے آئے ہیں پھر ہمیں اس قدر غفلت کہا ہے آگئی کہ وہ دھڑلے والے سے اس طرح اوجھڑے ۛ

میکسمس ۛ ہاں بیشک وہ بہت لطیف ہو اگر ذہن سے ۵۵ میل کی بلندی پر جا کر ہو گا تجربہ کیا جائے تو ایسی پاک اور صاف ہوا ملے گی جو کسی طرح محسوس ہی نہیں ہو سکتی لیکن جو ہوا ہمارے جسم کو گہیرے ہوئے ہے اس میں بہت سی خارجی چیزیں ملی ہوئی ہیں اور اس کے علاوہ اوپر والی ہوا کے نقل نوعی نے دبا دبا کر اس کو بہت غلیظ کر دیا ہے جس کو جہ سے اس میں اب ایسا نقل پیدا ہو گیا ہے اور یہی نقل بجائے خود ایک ایسی بکار آہ چیز ہے کہ جس کے جبکہ ہر شخص بہت آسانی کے ساتھ اس کو سانس کر سکتا ہے

ذریعے سے اپنی زندگی کے لئے جذب کر سکتا ہے اور خون میں حیات کا مادہ بخشتا ہوا  
رگوں کے اندر خوب تیزی کے ساتھ دوڑ رہا ہے ورنہ اگر اس قدر قلیل مواد میں نہ پونے تالیق  
خون کے زور دار دوسرے کی وجہ سے جسم کی وہ باریک رگوں میں رگ گلی ہو جاتا ہے۔  
ہیں اس طرح بات کہتے ہیں ٹورٹریس میں جس طرح سبب سے ذرا بہا ہوا پانی ٹوٹ جاتا  
ہو جاتا ہے دیکھتے ہی دیکھتے اونٹنی جانتا ہے۔ ورنہ جان عاشق و جزا کو ان میں توڑنے پر آمادہ  
پہر ہوا کی لطافت کی وجہ سے کس طرح سانس لیتے کے لئے اندر نہ جاتی یہی وجہ ہے کہ  
بہت بلند مقام اور اونچے اونچے پہاڑوں پر جہاں کی ہوا اتنی طاقتور ہے کہ پانی ہی ہے اور نہ تو  
قیام کرنا بہت ہی سہی ہو جاتا ہے جن کے رگ۔ پتھے اور پھر پیرے بہت ضعیف ہوتے ہیں  
اور وہ تھوڑے ہی دنوں میں ہوا کے ہلکے ہونے کی وجہ سے خون جو کھینچ لیتے ہیں

جان بجا تو معلوم کر ہوا کا قتل ہی جسم انسان پر ہوتا ہے۔  
میکس مس اس میں کچھ شک ہی ہے۔ جناب ایک متوسط جسم کے آدمی پر قریب قریب  
چار سو ٹن کے ہوا کا بوجھ ہوتا ہے۔

جان اگر تھوڑا سا اٹھو۔ اور لطیف ہے کہ زمین میں گڑا یہ بھی نہیں جاتا  
میکس مس یہ بیشک اس قدر بوجھ اگر ایک ہی جانب سے انسان پر پڑتا تو وہ نہ  
ایسا ہی ہوتا ہوا کا قتل ہو نہ کہ چاروں طرف سے جسم پر پراپر ہوتا ہے اس وجہ سے  
ہوا کا ہر ایک جزو دوسرے کا بوجھ اٹھاتا ہے ہوا ہے اور انسان کو یہ محسوس  
نہیں ہوتا اس کی مثال بعینہ اس طرح سمجھنا چاہئے کہ جب کوئی شخص میدان میں  
خوٹے لگتا ہے تو ہزاروں میں پانی اس کے اوپر ہوتا ہے اور اسکو زور اور بوجھ  
نہیں معلوم ہوتا حالانکہ پانی کا اثر اس سے بد چھا ہوا ہوا ہے۔

جان یہ بھی ہے کہ سے بیگانہ نہ بھائی دہ کی جنت کوین کرے یہی ہی لیکن اگر وہ میرا جیسا  
فصل بدگمانی ہی بدگمانی ہے میرا کی ہے میں نے اسکے تیز چلنے پر ہار کر کیا تھا  
تو پھر ہوا بیماری شہزادی کے سر کو دیکھ کر بے وقت اس قدر تیز چلنے لگی  
بتائے ہے اس وقت تو آفتاب گرم بھی نہ تھا اور نہ ہنسی لہو سستا تھا کہ نہ بدگمانی  
مگر ہی نے ہوا کے ایذا میں یہ انقلاب پیدا کر دیا ہوگا۔ تو یہ زمین میں آئے ہے کہ فوٹو  
ہم کر نہ ہیں کے اس طرح سے دیکھ رہے ہیں پوچھ سے حوالہ استوا کے نام سے

مشہور ہے اور اس جگہ کی تیز حرکت بہت ملاپ کی وجہ سے اس جگہ کے ہوا کو بھی تیز کر سکتی ہے جو اس سے ٹک ہوئی ہے نہ کہ کوئی بلند مقام ہے اور نہ یہ پہاڑ اور درجن اولیاء کے حساب سے یہی بات ہے کہ کیا رنگی چم سبز ملک سے نکل کر ایسے گرم و بن ہو چکے ہوں چھان سے آفتاب کو بہت نزدیک ہو اور اسی گرمی کے وجہ سے یہ کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی ہو اور اگر ایسا ہو تو پھر میرا یہ کہنا بیجا نہ ہو گا کہ حضرت آفتاب نے ضرور ہماری شاہزادی کے شوق دیدار کے لئے یہ تدبیر کی ہے

میکس۔ (بہت کس) نہیں حضور! یہ کوئی بات نہیں ہوگا چاہے قاعدہ ہو کہ پڑا کوئلہ  
ایسے میدانوں میں اگنے چلتی ہے جس میں اس کے جوش اور زور کا کوئی روکنے والا نہیں ہے نہ آگ  
ہتھوریا۔ معاذ اللہ اب یہ تقریر بھی ختم ہوگی! کہ نہیں! آخوس بیخا۔ یہ باب بکلی  
ضرورت ہی کیا ہے (جان سے آکھٹے لاکر) اچھا آپ کہہ دیجئے۔ نا۔ کہ یہ چلنے کا تذکرہ آپ ہی  
نے چیرا تھا اور دینے یاد نہیں دلائی تھی۔ کہائے قسم (تو تھوڑے سکوت کے بعد) کہوں۔ وہ  
گئے نا!

میکس مس زبانت کاٹ کر حضور صبح فرمائی ہیں۔ ان سے کہتے ہیں۔ علاج یہ ہے۔  
 واقعہ یہ ہے۔ ان کی پیچیدگی جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے تو یہ دہشت منہ اور ضرر  
 ہوا کہ وہ تو ان خیال ہی میں آتا ہے تو لاکھوں مرتبہ کی دیکھی ہوئی بات۔  
 جان میں (بگڑ کر) ہے۔ بہر حال میری بخود کی کاگلہ کے جانا ہے یہی بخود ہی  
 یو جہ نے سبب تھی یا آج۔ جب مجھے پتہ چلا کہ کسی مصیبت میں کیا گیا گذر گیا آہ  
 جان ہی ساخت جان تھا جو بہت تک زندہ رہا میری تمنائوں کے بعد اسے انوں  
 ہوا۔ کام کس طرح بن کر گئے۔ اور کہیں کہیں میری سوزنی یا کڑواہٹ۔  
 سے اس وقت تک حاصل ہے جس خوشی میں بھگدو لکھ رہا ہو وہی تندرست ہے۔ اس  
 درجہ کی ہے کہ خدا جانے وہ کون کون ہی تمنائیں ہیں جن کے نکلنے کے لئے رہی ہیں  
 جان کو نگار کہا ہے ورنہ اگر شادی مرگ ہو جائے تو کچھ تعجب تھا آہ کس کے وہم و گمان  
 میں یہ تھا کہ اس بھولی بھولی پیاری صورت کی یہ بچہ ہاں ان شوق انکھوں کو اس  
 آزاد کے ساتھ نصیب ہوگی اچھا تو پرزب کہا تھا کہ بچہ ہاں ان شوق انکھوں کو اس  
 میکس مس (پتھر) بڑی بات جو یہ تھا کہ ان کے لئے یہ بات تھی۔

بیچارہ راہوں میں شہزاد پھرتا پھرتا۔ مگر پھر سنبھل گئے اور تھوڑے سکوت کے بعد، پوچھا  
 سے فرانس کا چلنا مناسب ہے اول تو وہ یہاں سے قریب ہے اور دوسرے وہاں  
 کے خلف میں یہ بات بہت اچھی ہے کہ وہ خود مختار اور تہذیب و دست سلطنت ہو۔ وہاں پر  
 پہونچ کر سلطنت اٹلی کی تہذیبی ہوا اور اپنا کوئی خراب اثر نہیں پہونچا سکتی۔ آئندہ جو آپ کی شک  
 جان، وہاں ہم ہی ایسا ہی خیال کرتے ہیں بے شک اس سلطنت میں اگر کارا  
 رسوخ بھی طرح ہو گیا تو پھر ایشیاس اور ملکہ نیپید یا کسی طرح ہمارا بال بکا نہیں سکتے  
 اور ان سب کے علاوہ یہ بات کیسی ابھی ہے کہ فرانس کی آب و ہوا کو خوش کے ساتھ  
 ایک قدرتی مناسبت ہے اور اس اعتبار سے اس امر کی قوی امید کی جاتی ہے کہ  
 وہاں کا قیام پیاری شاہزادی کے جہاں کو بھی کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچائے گا۔  
 میکسس (سکرا کر) ہاں۔ یہ بات میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی اور واقعی اسکا  
 لحاظ بھی اسوقت بہت ہی ضروری تھا مگر شاہ اللہ صحبت ہو تو ایسی ہو۔ دواخانہ مان گیا تھوڑا  
 نے شہر کا اس وقت اپنی گردن چمکائی تھی۔ ہمارا عاشق مزاج دوست بھی بکے چھپ  
 کر چھپ ہو گیا تھا اور میکسس اس طرح فقرے پیست کر رہا تھا یہ تصور انکا دل والی  
 حسین تو خدا داد ہے اسکو کسی جگہ کی ذرا یا بھری ہو کر کیا فائدہ اور نقصان پہونچا سکتی ہے  
 اسوقت وہ اپنے دل کی بات کہتا تھا۔ کیا ایک عظیم الشان عورت اور شاہزادی  
 سامنے لیکر نہ ہے اور ہر قسم کی سنسناہٹ ہونی اور باچپن کی گئیں۔ نظر بد و خرد  
 انکو چاہے اگر کہیں کی ابھی سی آب و ہوا بھی ہوگی تو خوش اور جہاں کا وہ کون سا دیر  
 اور شہر رہا ہے جو ان کو ملے گا اور اب وہ نہیں ہے اور اگر خدا نخواستہ خدا نخواستہ کہیں  
 کی کیا موافق ہو ابھی ہوگی تاہم ہونے عین کی خوشی (خدا کرے) کم ہوتے ہوئے  
 اس غضب کی ہلکی ہلکی تو ضرور رہ جائے گی۔ آپ کی نگرانی و جہاں ابھی ہی معلوم ہوگی  
 ہنوز باوجود اسے ہے میکسس نے کیا فرمایا۔ تم کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ کیسی باتیں کرتے  
 ہو انے مذاق کرتے کرتے اب مجھ پر بھی تمہارے لگے۔ دیکھو میں صاف کہہ دیتی ہوں  
 بھئی مجھکو ایسی سنسی ابھی نہیں معلوم ہوئی۔

جان (موقع پر) آؤ۔ پیاری شاہزادی ان کو آپ کچھ کم نہ سمجھئے گا یہ بڑے  
 حضرت ہیں۔ ہمیشہ یہ مجبور اور آپ یوں ہی کاواڑے کسا کرتے ہیں خدا کی قسم انکے

آئے دن کے طعنے سننے سننے میرا دل بک گیا ہے اور بات فقط اتنی ہے کہ ان حضرت کو  
 کیا جانیں میں خیرے خوب چست کرتے ہیں ؟  
 ہنسور یا دسکر اگر تو اب جھکوان کے لئے اس کی بھی دعا مانگی پڑی ؟  
 میکسٹنس دہاتھ جو کر نہیں حضور غلام کو تو اس حمایت سے معاف ہی رکھے بس خدا  
 آپ بچا دو تو ان صاحبوں کو مبارک کرے۔ میں کچھ پوچھ ہی اچھا ہوں ؟  
 ہنسور یا۔ یہ اب بھی آپ نہ جو کے۔ پھر بھی ایک چٹکی لے بی بی ؟  
 جان بڑی بھلا کب مانتے ہیں لے ہیں ہاں خا ہزار دی صاحب جب میں افریقہ میں تھا اور  
 آپ ریونامین تو آپ نے میرے نام کوئی خط بھیجا تھا ؟  
 ہنسور یا۔ دیور بلی کر، جی نہیں کون کتا ہے۔ جھکو اس کی کیا ضرورت تھی میں کیوں  
 بھیجتی۔ ہاں اسے تو۔ تو یہ میں تو بھول ہی گئی تھی۔ خوب یاد کیا۔ معاف کھیجا یہ تو فراموش  
 ہماری بی بی صاحبہ کا مزاج تو اچھا ہے اور وہ ہیں کہاں ؟  
 جان۔ دستجب چور کون ہیں صاحب !  
 ہنسور یا۔ اے ہے کیسے ہوئے بنے جاتے ہیں۔ کون صاحب !۔ گویا کچھ جانتی ہی نہیں ؟  
 ہنسور یا۔ میں نے نہ دیکھا نہ سنا ہے۔  
 ہنسور یا۔ یا اللہ تو اس قدر چپا تے تیوں ہیں۔ کیا میں اب آپ کو شکایت کرنے  
 بیٹھوں گی۔ اے جی حضور کی بیگم صاحب اب بھی نہیں سمجھے ؟  
 جان۔ دہبت حیرت سے ہائیں اے آپ اس وقت کیسی باتیں کرتی ہیں خدا کے  
 لئے صاف صاف کہئے۔ آپ تو کچھ پسیلیاں سی بھجواتی ہیں۔ بیگم صاحب کیسی ؟  
 ہنسور یا۔ آٹ رے تجا ہاں۔ اللہ رے آپ کی گرز اے ہے جا ہی آئی بیگم صاحب  
 وہی جتنے جلسہ عقد میں حضور نے اس دور افتادہ کنیز کو اسی افریقہ میں یاد فرمایا تھا ؟  
 یہ سننے ہی پر اختیار ہنس پڑا۔ اس وقت اس کے دل میں اس کے اچھے استاد کی خوشی  
 نے گدگدائے گدگدائے پچھینی پیدا کر دی تھی جس سے اسے کسبوت اس معافیہ کام لیا تھا  
 اور وہ پوری وفاداری جو اسے ہنسور یا سے ناامید ہونے پر ہی اپنے عقد کر کے توجہ سے  
 ہنسور یا کی محبت کے ساتھ کی تھی اس وقت بہت بے غم کئے ہوئے رہ رہ کر ہنسور یا ؟

میکس کارنگ زرد ہو گیا ہے۔ چہرے پر ہوا کی لہریں ہیں ہنوز یا تو دل بدل کر جان کی یہ بے اختیاری ہنسی دیکھ رہی ہے اور جان اس طرح کہہ رہی ہے: "آؤ دوسری شاہزادی غضب کر دیا۔ معاذ اللہ اور تمکو نصیب نہ ہوا۔" ہاں ہاں مجھے ایسا دکھاتا تھا کہ یہ کہنے کے بعد میں دنیا میں ہی تم کو دکھا سکتا تھا۔

ہنوز یاد ہے بچہ۔ انکوں آنکھوں میں چمکلائیے والے ایسے ہی تھے جن میں کہتی ہوں؟ آپ اس قدر سچ کیوں بولتے ہیں۔ خود ہی تو جھگو لکھا اور آپ ہی اب ایسے نہیں بنے جاتے ہیں میرے پاس آپ کی وہ تحریر اب تک رکھی ہوئی ہے مگر اس میں یہ جو جھگو اس طرح کی بارگی جل دینے کا حال معلوم نہ تھا اور نہ یہ خیال ہو سکتا تھا کہ آپ اس طرح مگر بھی جائیں گے ورنہ میں اس کو ساتھ لے آتی۔ مگر ان بالٹک جو جود ہے اس سے پوچھ لیجئے (بلند آواز سے) بالٹک بالٹک ذرا یہاں تو آنا۔

بالٹک (دُریب آکر) غلام حاضر ہے۔ (ارشاد ہے:)

ہنوز یاد کیوں بالٹک تم کو یاد ہے۔ میرے غصے نے جانے سے قبل انکار جان کی طرف اشارہ کر کے اس عنوان کا خط افریقہ سے آتا ہے: "سب سے پہلی شادی ہو گئی" بالٹک دو جی ہاں حضور مجھ کو یاد ہے میں۔ خود ہی لا کر تو آپ کو خط دیا تھا یہ بھی تو اس میں لکھا تھا کہ آپ بھی اگر شریک ہوں جتنے کو تو اس پر بہت ملال ہوا تھا اور اسی رنج و غم میں کئی روز آپ نے خار سے مکئی خوش نہیں فرمایا۔

ہنوز یاد جان کی طرف مخاطب ہوا۔ ہند کی عورت (اپنے دل میں) ہٹ تھے جو ہٹ کی کسی قدر بلند آواز سے کہہ رہی تھیں۔ "تم آؤ مجھ سے نہیں ہو آؤ میرے اس قدر جو ہٹ کیوں بولتے ہیں؟"

جان (ایک قدم ہٹا کر) اُٹ معاذ اللہ۔ اور آپ فرماتی ہیں کس سے ہیں انہیں سے جن کے یہ سب فتنے اُٹھائے ہوئے ہیں پیاری شاہزادی تم کس خیال میں ہو جھگو تو ان باتوں کی طعنہ خبر ہی نہ تھی ہائے میں تو ان دنوں بالکل نظر بند تھا کوئی قدم تک باہر نکلنے کی سخت ممانعت تھی۔ دور از حال یہ بڑے بڑے نظم جو گوشت و زری خبر میرے پاس ملتی بنیں ہو پچھنے باقی تھی نہ تمہارے۔ طاعنی کہتا ہے حاسنے تہیہ خط خفیہ طور سے لکھ کر میں تم کو بھیجتا تھا وہ مجھے جہاں۔ اگرچہ کہ لڑے جاتے تھے۔



اور خدا جانے کیا کیا، اس کے عوض میں، کچھ کرتا رہے پاس پہنچا جانا تھا۔  
 ہنرور یا نہ سب باتیں بالکل غلط ہیں؟ مگر جڑ تو یہی کی ہوتی تھی؟  
 چنانچہ اس نے بے چین، سرخ، اہل بیاری شاہزادی، غلطی، بول، بالکل جھوٹ  
 مگر ان اتوار بات، ضرورتی کہ میں شادی کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا لیکن بی بی شاہزادی  
 یہ دل تو ان سے نہ سارا بچا تھا۔ اس کو کون سے سکا آتا۔ کہ خدا بخشنے آبا جان و بہت  
 چاہا اور یہ حضرت بھی جواب سر جو کاسے ہوئے ہیں بہت پیچھے پڑے رہے۔ مگر جلال  
 کب مانتے واڑ تھا۔ سب تدبیریں اسی لئے کی جاتی تھیں کہ تمہارا دل خدا کو مستعد  
 ہوا ہو جائے۔ یہی مہر وہ انہیں حضرت کے ہاتھ میں تھی جھک تو کسی طرح ہوش ہی نہ تھا  
 ہنرور یا۔ میکسمس کا مطلب ہو کر کیوں جناب اذرا اور ہر دیکھتے۔ یہ چالیں۔ آف۔ یہ  
 بھلی گونے۔ آئن اارے یہ غضب۔ آخر کس جرم میں۔ میری خطا۔ میرا قصور؟  
 میکسمس یہ (گردن نیچے کئے ہوئے) بیشک اس معاملے میں میں ایک بگڑا ہوا ہوں  
 جو چاہئے سزا دیکھئے۔ لیکن اتنی عجبے تصور ہو گیا۔ لیکن میں مجبور تھا۔ خدا جنت  
 نصیب کرے بڑی سرکار کا یہی حکم تھا۔ میں کیا کرتا تھا؟

ہنرور یا، اچھا یہ بھی ہی مانا، اُن کا یہی حکم تھا اور تم اس میں مجبور بھی تھے مگر تو  
 تمہارے اختیار میں تھا کہ ان کا رد انہوں سے اشارتاً یا کثافتہ تم جھک یا انکو خیر کر دیتے؟  
 میکسمس یہ بجا ارشاد ہوا۔ اگر آپ اس سے آگاہ کر دیا جاتا تو پھر آپ سے چھاپا ہی  
 کیا جاتا اور سنو انصاف تو کہیں جب جناب ملکہ صاحب نے بڑے مذہار کو صاف  
 جواب ہی دیا تھا، وراپ کے ملنے کی نظر ہوا مگر وہی نہیں بات تھی تو پھر اسی حالت  
 میں جانا، کی خبر نہ مانے کے لئے بھڑکے کہ ان کا دل آپ کی طرف سے اور انکے اس طرف سے  
 برکتا جائے اور کیا مٹا سکتا ہے؟

چنانچہ میکسمس جب یہ ہو۔ مظلوم ہو گیا۔ شاہ اش۔ یوں ہی حق دوستی اور  
 کیا جاتا ہے یہی چاہئے تھا۔ خدا سمجھے ظالم کو جس طرح دھوکا دیکر، بول دال دکھایا ہے؟  
 گو یہ غصہ کے بھرے ہوئے جیلے، موقت جان، نے اپنے دل ہی دل میں کہے تھے مگر اس  
 تذکرے نے اُنکی نازک طبیعت کو بے مزہ کر کے ختم، میں، یہاں بے قابو کر دیا تھا کہ آخری  
 ہمارا پادشہ کیسے قدر بلند آواز سے نکل ہی گیا اور اس کے ساتھ وہ خاموش ہی ہو رہا



اور ہم کے اس انتہائی درجے پر بہت خوشی کے ساتھ جانا پڑنا جان سے پاؤ اپنی جان دینے کے لئے میں خود ہی گر پڑتی یا جھجھکا کر نکلتا ہے اس دل کو سی کو پسینہ پڑتی ہے مجھ کو کسی طرح یہ یقین ہی نہیں آتا تھا اور میں کہتی تھی کہ میری اس محبت نے جو تمہارے دل میں ہے کس طرح اس شرط کو جائز رکھا۔ بیشک میکسس نے میرا کیا کہ دوست بنکر مجھ کو اور تم کو اس طرح دھوکا دیا مگر واقعی یہ بات ہے کہ یہ اس میں مجبور تھے اور انکا غم ضرور اس قابل ہے کہ مان لیا جائے۔ یہ آپ کے بچے خیر خواہ ہیں اور انہوں نے آپ کے ساتھ بہت رفاقت کی ہے۔ مجھ کو انکی وہ جانفشانیان خوب یاد ہیں اور ہڈی سانس لے کر حبیب میں قسطنطنیہ میں تھی اور یہ حیران پریشان آپ کو ڈھونڈتے تھے ہو چکے تھے۔

میکسس (آنکھ سے آنسو پونچھ کر) ان حضور خدا آپ کو سلامت رکھے لے آپ ہی منصفی کو کیجیے میں نے تو انکے لئے اپنی جان تک وقف کر دی۔ انکو یہ کیفیت سن کر وہ اسی بات میں ایسے غما ہو جاتے ہیں کہ بس خدا کی پیاد (مجھے مولا) دیں! تم نے تو میری حالت قسطنطنیہ میں اچھی طرح دیکھی تھی اسلئے تو اگر کیوں نہیں بیان کرتی ہو وہاں "مجھ کو سچ بات کے کہنے میں کیا حذر ہے۔ بیشک اس معاملے میں جو کچھ آپ نے کیا وہ آپ ہی کا حق تھا اور اگر آپ اس قدر جانفشانی نہ کرتے تو کبھی شاہزادی صاحب کی آپ کو خبر بھی نہ ملتی مگر ساری عمر میں اگر وہ کچھ کا کچھ آپ سے کیسا عجیب بدلا کیسی چالاکی کی۔ آغوش

میکسس یہ مگر کیا ان کے نزدیک کچھ ہی نہیں۔  
جان دمسکرا کر، آغوش شہر ادتوں سے مطلب۔ آپ چاہتے کیا ہیں؟ آپ کی تعریف کروں شکر یہ ادا کیا جائے۔

ہر طور یا یہ نہیں اور کچھ نہیں پس اب آپ ان کی خطا معاف کر دیجئے۔  
جان یہ اللہ تو آپ مجھے کیا فواقی ہیں۔ چل میں تو یہ خطا دار آپ کے ہیں بڑا عزیز تو انہوں نے آپ کے نازک دل کو ہونچایا ہو۔ آپ معاف کیجئے میں تو سب پہلے ہی سن چکا ہوں کہ ہنر ریاچہ اچھا میں نے معاف کیا آپ بھی معاف کر دیں۔

جان میرے گشتا ہزار دی صاحب اس قدر خیال رہے۔ ابھی انہوں نے آپ پر ایک  
خفہ چیت کیا تھا جس پر انکی ساری قلمی سوخت کھل گئی۔ اور آپ نے اس قدر خلاف مزاج  
ہوئے تھے اور میرے آپ ہی ان کی سفارش کرتے ہیں ؟  
ہنور یاد نہ کر سکتا تھا وہ تھی۔ مگر میرے آپ کے خلاف وہ عوام کو دینی دعوت ہی تھا۔  
جان نے انکی خواہش کو نہ سمجھا۔ پھر انکی مخالفت میں ہی تھا کہ حاکمان اور جس کے  
میکس میں نہ ہو۔ ہر دو دن ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔  
کیونکہ نہ ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔

ہنور یاد نہ کر سکتا تھا وہ تھی۔ مگر میرے آپ کے خلاف وہ عوام کو دینی دعوت ہی تھا۔  
جان نے انکی مخالفت میں ہی تھا کہ حاکمان اور جس کے  
میکس میں نہ ہو۔ ہر دو دن ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔

میکس میں نہ ہو۔ ہر دو دن ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔  
جان نے انکی مخالفت میں ہی تھا کہ حاکمان اور جس کے  
میکس میں نہ ہو۔ ہر دو دن ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔

کس چیز سے لکھا تھا ؟  
ہنور یاد نہ کر سکتا تھا وہ تھی۔ مگر میرے آپ کے خلاف وہ عوام کو دینی دعوت ہی تھا۔  
جان نے انکی مخالفت میں ہی تھا کہ حاکمان اور جس کے  
میکس میں نہ ہو۔ ہر دو دن ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔ ہر ایک کو ایک دفعہ دیکھنا ہوتا تھا۔

اوہ بین انکھوں سے جو کسی قدر اس کے ہر ایک کا تھوڑا سا  
چھوڑا ہوا ہے۔ میں کیا کہوں۔ جب میکس کے خبر سے مجھ کو مطلع ہوا کہ تم نے  
میرے لئے ایک نوٹ لکھا ہے۔ اور ہر قسم کے اکیس تین تین۔ جس پر ہر ایک کی طرف سے  
آہ ایک اپنی دولت دیوانہ کی کاغذ۔ تمہاری جدائی کا جاگہ ملے۔ اور قیدی مجبور کی جگہ

مٹے آئندہ گز لو رہی تھی اور وہ سراسر اصد مہ لیں اصل  
سخت جان اور بھیا زندگی کی عورت تھی جو قسطنطنیہ کی زبردستی  
جوئی معاذ اللہ۔ خدا کی پناہ۔ روح القدس کسی دشمن کو بھی وہ دن دکھائی دے  
وہ کجخت رات جھکو کبھی نہ ہوئے گی جس میں حضور قسطنطنیہ پہنچیں تھیں اور دشمنوں  
نے کلمہ بین پھانسی کا پہنڈا لگایا تھا۔ آف دکانپ کہ خیال کہنے سے اس وقت بھی  
کیا نام نہ کو آیا جاتا ہے؟

خیال نہ خوف آف۔ پیاری شاہزادی تم نے تو غصہ ہی کر دیا تھا۔ جھکو کبھیں کار کیا  
ہی نہ تھا۔ باسے تگنوں۔ جی اس وقت خیال نہ آیا کہ تمہارا جان دادہ عاشق کیا کرے گا  
بتور یا نہ آدہ شمار ہی تو ایک ایسا خیال تھا جس نے اس وقت میرے ارادے کو  
بہت دیر تک۔ دھکا لیا۔ جو الزام مجھ پر لگا تھا جو جوئی تمت مجھ لگائی تھی وہ کسی طرح  
ایسی نہ تھی کہ میں زندہ رہ کر تم کو اپنا آمنہ دکھاتی۔ آہ کیا گردن وہ بھی نہ ہو مگر پھر بھی  
پیار سے جان میں نکو بیوی نہ تھی خدا گواہ ہے کلمے میں پہانسی کا پہنڈا لگتا ہو۔ ہمتا  
لیکن تمہاری باد میرے دل میں خور اور افسانے دم کی طرح تمہارا نام میری زبان سے  
نکل رہا تھا۔

جی اے۔ افسوس صاف نہیں نہیں شکر خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اسے تمہاری  
جان بچائی اور اسی کے ساتھ جان کی جان بھی۔ بڑی خیر ہو گئی۔ باسے پیاری شاہزادی  
جس وقت بالوک نے یہ پہانسی لگانے کا واقعہ قسطنطنیہ سے واپس آکر بیان کیا ہے  
کہ بتاؤں کہ اس وقت میرے دل کی کیا حالت تھی اور کس طرح سے وہ رات میں نے  
بیسری تھی۔ صبح ہونے ہی نہیں پائی تھی کہ میں نے ہانسنے نکل کر تمہا قسطنطنیہ کا  
راستہ لیا۔ مگر قدر ایسا کمان تھا۔ راہ میں آتا جان کو ایشیاس کی فوج میں بطرح  
پہنسا ہوا دیکھ کر مجھ پر اذکی جان بچانے کے لئے جھکوڑا پاڑا اس کے بعد ابا جان  
کی حالات اور ان کا انتقال اور ان کے انتقال کے بعد میری سخت حالات یہ سب وہ  
باتیں تھیں جنہوں نے ہمیشہ آپسے سر زندہ اور محبوب رہنے کیلئے کی طرح جھکوڑا پاڑا سے باہر  
نکلنے دیا۔ بڑے شہ باتیں بڑے لطف کے ساتھ ہو رہی تھیں سب پر ابانہ ہے ہوئے  
اوسے تھے آفتاب یہ بڑی ہنور یا کے روشن چہرہ کو دیکھ کر غیرت کے مارے

آلیس کی بونچی اونچی چوٹیوں کی آڑ میں اپنا منہ چھپا رہا تھا۔ چاکلیس کی شہینہ جی  
 ہوتی نظروں کی طرح کل رہی تھیں اور شام کا وقت قریب آتا دیکھ کر  
 تیر چلنے میں اس نے کوشش کر دی ہے کہ رہی ہستی مسافت طے کر کے آجکی رات  
 کسی قور اطمینان کے ساتھ کوہ آلیس کے وہاں میں بیکرین کی پشت کی جانب  
 یہ ایک ایک بہت تیز آنے والے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز ان کے کان میں  
 آئی اور یہ دیکھ کر پیچھے دیکھنے لگے پیچھے میدان میں گرد و غبار مہلایا ہوا تھا اور اس  
 غبار میں باؤنگار ڈکا وہ رسالہ اس وقت کہیں نظر نہیں آتا تھا جو ابھی  
 تھوڑے فاصلے سے پیچھے پیچھے چلا آتا تھا۔ ہاں اس میں کا ایک سوار اپنا گھوڑا  
 غیر کچھوٹے اس طرف چلا آتا ہے اور اب ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ یہ ابھی  
 آنے والی آواز شاید اسی آنے والے سوار کے گھوڑے کی ٹاپوں کی تھی لیکن  
 یہ سوار کچھ اس گہرا ہٹ سے ہو وقت ادھر آ رہا ہے کہ جس کے دیکھنے سے طبیعت  
 کو ہلکا ہوتا ہے۔ ہر طرح حرج کے برسرہ خیالات سناٹا پیدا کر رہا ہے۔  
 دل میں آتے ہیں اب یہ مہلایا سوار اس کیفیت کے ساتھ آئے دیکھ کر ہر بار  
 ہو گئے ہیں اور کہہ رہا تھا درجے کے اضطراب میں سب اپنے اپنے گھوڑے  
 روک کر اپنی گہرا تھا ہوی نظر سے اس آتے والے سوار کی طرف دیکھ رہے ہیں

## تیسرا باب

ابھی تو

عادت نجات گریہ قیامت ہی کیوں نہ  
 ملنے کے بعد پھر کوئی جھگڑا اٹھائے

وہی دن ہے وہی وقت اور وہی خلیج حنیہ کا پٹنہ میڈن جو ابھی آپکے پیش نظر  
 تھا اب کیسے چوٹیوں سے سج سجا کر مغرب کی طرف سے آئینہ والی کوبین ان درختوں کی ہری  
 ہری پتوں پر گر رہی ہیں جو حکیم مطلق کی قدرت سے اپنی نائیں کی سخت اور پتھریلی  
 زمین سے نکل کر اس وقت کی چلتی ہوئی ہوا میں جو ہم رہے ہیں اور اس درد

زرد و ہو پ میں انکی ہری ہری پتیوں کا گہرا کاسی رنگ ہلکا ہر ہو کر بالکل مانی رہ گیا ہے۔ کوہ ابی نازین کا سلسلہ مغرب کی طرف سے اگر چہ زیادہ خالص چمکتا چلا گیا ہے اور اس کی اوس شرقی گھاٹی پر جس نے پہلے میں کچھ سادہ چوڑا کاس طرف سے آئینہ الون کو اس طرف اپنی اجازت دی ہر کچھ تفریح نظر آتی ہے جن کا فوجی لباس اپنی اپنی بعض بعض خصوصیات کی وجہ سے تیار ہا ہے کہ یہ سوار ایلٹالیہ کی فوج کے ہیں اور پسینہ میں نہاٹے یا پیٹے ہوئے اور کچھ گھوڑے جن کے منہ سے کھٹ بھی جاری ہے اپنی اپنی زبانیں منہ سے نکالے ہوئے تیار ہے ہیں کہ یہ ابھی ابھی بہت دور کا دھاوا مارا ہے ہوئے کہیں سے چلے آتے ہیں اسی پہاڑ کی غریب گھاٹی پر یہاں کے سوار پر اچانک ہوئے ہیں اور تقریباً نصف میل کے فاصلے سے جنوب کی طرف بڑھے ہوئے جانی دہنور یا مسکس۔ بالنگ اور ویلی اپنے اپنے لشکروں کی زمین پر اس طرح چب بیٹھے ہوئے ہیں کہ گویا وہ جھپٹتی ان میں نہیں ہے جس جملہ تانے کے کھس اور حرکت ہوتی ہے ان کے چہرے پر انتہائی دوجہ کی گھبراہٹ اور حوش بڑھ رہی ہے اور ایک سوار اپنی جھکی ہوئی گردن اٹھا کر اس طرح کہ رہا ہے حضور عالی یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ آپ علیین ہو کر اس طرح کسی بات پر غور کریں یہ انتہا دور ہے میں اس موقع کو اتار سے دیدین جو کو اب بھی چلے نہیں ہے مگر یہ کہ جو کیا ہو گئے۔ لڑائی اب ضرور چھڑی ہوگی۔

ہتھوریا۔ دگمبر مٹ کے بچے ہیں، ہمارے پھر اب کیلہوگا۔ اٹ جان۔ یہ کچھ نہیں اندیشہ کس بات کا یہ تو ظاہر ہے کہ یہ آسمان ہمارا جانی دشمن ہے اسے مٹانے کے لئے خاک میں ہمیں ملا دیا ہے مگر خدا عارت کرے سمجھت کو اب تک ظالم کی چٹہ نہیں جاتی ہے۔ وہی جاش اور وہی آئے دن کے تیرتے صدمے کسی طرح دم ہر چوں آرام سے نہیں دیکھ سکتا دھوار سے مخاطب ہو کر، تم نے خوب دیکھ لیا ہے ایلٹالیہ کی فوج ہے اور ہمارے ہی تعاقب میں آتی ہے ؟

وہی سوار جی مان حضور ایلٹالیہ کی فوج ہے اور آئی بھی یقیناً وہ ہمارے ہی فکر میں ہے اور لوگوں نے ہم کو جو کچھ کے لقب سے پکارا اور یہ کہا وہ اب کہاں بھاگ کر جاتے ہوئے جان۔ اور انکی جماعت کس قدر ہوگی ؟

وہی سوار حضور جماعت تو ایسی کچھ زیادہ نہیں ہے مگر پھر بھی وہ لوگ ہم سے زیادہ ہیں

یہی تھی تو دیر نہ ہو سہا رہ گئے۔

جان۔ اُنہ کوئی ہرج کی بات نہیں۔ آپ کچھ غم نہ کیجئے جان میں جب تک جان ہے اُس وقت تک کسی کی کیا مجال جو تمہاری طرف آنکھ دوٹکا کر ہی دیکھے۔ آنکھیں نکال کر اُن پر غور کر لیوں۔

ہنور یا۔ اسے نے جھکا بنا خیال نہیں ہے۔ ایک میں کھفت زہری نہ بھی۔ خدا تم کو سلامت رکھے۔ خیال تو تمہاری جان کا ہے۔ خدا خواستہ خدا خواستہ اگر دشمن کسی بلا میں نہیں گئے تو میرا سہے میں کیا کروں گی؟

جان۔ پیاری شاہزادی کیا کہتی ہو۔ خدا تم کو صبح سلامت رکھے میں تمہیں صدقہ ہونے کو لے پیدا ہی ہوں ایک دن ایسا بھی ہو جائیگا مگر پیاری شاہزادی آپ کی ایک کا ذکر نا چاہئے وہ سامنے آپس کا پہلا نظر آتا ہے آپ اب وہاں جا کر ٹھہریں۔ یہاں آپ کا رہنا اچھا نہیں میکسس تم ان کے ساتھ جاؤ۔

ہنور یاد بات کاٹ کر کیا میں جاؤں اے مجھے کبھی نہ ہو گا۔ جہاں آپ جائیں گے سہی کی طرح میں ساتھ جاؤں گی۔ چو آپ کا محل ہو گا۔ وہی میرا بھی۔

جان۔ ہائیں پیاری شاہزادی۔ یہ کیا غضب ہے۔ کہاں آپ اور کہاں میدان کا لڑا۔ آپ خیال تو خراب نہیں ہو کر جنگ میں آپ کی موجودگی۔ علاوہ اس کہ دشمنوں کے ارادے اور خواہش کو اور نیز کرے خود میرے ساتھ کیا اس کو کہ جائیگی و میرا خیال بالکل آپ ہی کی طرف رہیگا۔ ہر وقت یہی فکر ہے کہ خدا خواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ پر حملہ کرے۔ میری ساری ہمت اسی میں صرف ہو جائیگی اور مجھ کو اس امر کا مطلق موقع نہیں ملے گا کہ میں اپنی تلوار اپنے دشمنوں کے خون میں نہروں۔

ہنور یا۔ بہی خدا کے لئے تم مجھ کو اس امر کے کرنے پر مجبور نہ کرو جو مجھے نہیں چاہیگا۔ تو مجھ سے نہ ہو گا کہ تم کو تنہا جوڑ دوں گی میں کسی طرح نہیں ہرگز نہیں ہو گا۔ میکسس۔ تو آخر یہ چاہا کیوں ہے۔ آپ جہاں سے شاہزادی صاحب کے ساتھ ساتھ رہیں میں جا کر دشمنوں سے جا کر مقابلہ کرتا ہوں۔

ہنور یا۔ جان ہاں بس یہ سچی بات ہے۔ میرے میکسس انکے حوصلے میں ہی ملے جاؤ۔ ہنور یا کے اس لئے کہ تم ہو تم ہی میکسس نے اپنے گھر سے کلغے دشمنوں



ف سہرا اور ایڑ دیوہ کہو دے کو خیر بایا ہی چاہتا تھا کہ جان لے گا۔ مگر وہ  
 سہرہ بیاد ہی شاہزادی ان کا جانا اس وقت مناسب نہیں۔ گو مجھ سے  
 ہی ابھی طرح دشمنوں سے لڑیں گے مگر آپ مجھ کو تین ہیرے سوار نہ لے گئے جانیے  
 ویسی ہی قوت ہو سکتی ہے جس طرح کہ میرے جانتے سے ہرگز نہیں وہ بچا ہے  
 بہت پہلے ہوئے ہیں اون کی تعداد بھی پچاس ساٹھ سے زیادہ نہیں ہے  
 اس پر میرا نہ ہونا دیکھی اون کے دل کو تھوڑا کرے گا اور اگر میں اون ہی جا کر  
 قحط کھڑا ہی ہو جاؤں گا تو اون کے حوصلے تڑپ کر جائیں گے اون کا دل بڑھ  
 جائیگا اور پھر ٹہری بہادری کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے اور کہیں  
 ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال ادھارا دہار کر جو جوش اور ولولہ جان کے دلیں  
 پیدا کر دے وہ کیسے جس کے دل میں پیدا کر دے۔ پیاری شاہزادی دیکھو وقت  
 خدا کا نہیں ہے جس قدر دیر وہاں میرے پونچنے میں ہوتی جاتی ہے تو سید  
 مجھ کو کہ دشمنوں کے ہاتھ سے بچنے کی امید ہی کم ہوتی جاتی ہے دیکھو میں اتنے  
 جو کر کہتا ہوں خدا کے لئے میرا کہا مان لو۔

اس وقت ہنور یا کا چہرہ انتہائی درجہ کا غمگین تھا اود اسی چمائی ہوئی تھی اور اس  
 وقت کے ہونیوالے غم نے سنگ کا کڑاں خون کو بالکل چوس لیا تھا جس میں چار  
 روز کی اتفاقی خوشی نے کہاں بنا کر ارمان اور تمنناؤں کے لئے سرخ سرخ ذرے  
 پیدا کر دیے تھے۔ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے اور گو وہ پلکیوں کے  
 زور سے اون کو روکنا چاہتی تھی مگر تنکے کے زور سے دیر یا کہیں رکنا ہے آنسو  
 بے اختیار نکلنے پڑتے تھے اور اون رخساروں پر جن پر گرد اور غبار کی ایک ہلکی  
 تہ جمی ہوئی تھی جلد دل کشی کرتے ہوئے دامن پر ٹپک رہے تھے جو جان کا خیال ان  
 وقت موقع اور فہم و فہم کے اعتبار سے اپنے دشمنوں ہی کی طرف بالکل لگا ہوا تھا  
 مگر معلوم نہیں ان آنکھوں میں کیا بات ہے کہ وہ اپنی طرف متوجہ ہی کر لیتی ہیں آپ نے  
 اکثر دیکھا ہوگا کہ کسی کی محبت میں آنکھیں دل کو پھین ہی کر گئی ہوں گی اور پھر  
 ہوی نظر سے دل ہٹ ہی گیا ہوگا۔ وہ ہستی ہوی لال لال آنکھیں دیکھنے والوں  
 کی آنکھوں کو بیا رہی کر کے چوڑتی ہیں اور اگر اتفاق سے ایسا نہیں ہوتا ہے تو

آنکھوں میں آنسو ضروری پھر آتے ہیں۔ سریرم کے محل میں آنکھ ملاتے ہی محمول  
پر ہوش ہو جاتا ہے۔ شک آنکھوں میں کربانی قوت ہے۔ مقنا طبعی قوت  
ہے۔ ہنور یا کایہ حال دیکھ کر جان سے بھی ضبط نہ ہو سکا اور وہ جسمی قوتیں دور  
شجاعت کے دلوں جو اس وقت اسکے سارے جسم میں پھیلے ہوئے تھے جسم  
کی پیدار اور دشوار گزار راہیں چھوڑ کر سیدھی آنکھوں کی راہ ہو گئے اور آنکھوں  
میں آتے ہی آتے اسکو شہدی ساتتیں لیتے دیکھ کر بے اختیار آنسوؤں سے  
نکلنے لگے۔ پھر کچھ لڑائی کا خیال آگیا اور اپنی بہرائی ہوئی آواز میں اٹھ اٹھے  
نہایت کہ پیاری شاہزادی یہ کیا کرتی ہو خدا کے لئے نہ رو دتماری آنکھوں  
سے آنسو نکلتے دیکھ کر میرا دل سب سے نکلا آتا ہے میری بہت بہت ہوئی  
جاتی ہے میرے سوا جسے شہت ہوئے جاتے ہیں۔ آہ تم مجھ کو دل کو دیتی  
ہو یا کل بدل۔ ذرا طبیعت کو سنبھالو اور مجھ کو جانے کی اجازت دو مرنے  
کے لئے نہیں اپنی اور تمہاری تمناؤں کی جان بچانے کے لئے۔“

ہنور یا اب چپ ہتی اسکی گردن جھکی ہوئی تھی آنکھیں اپنا کام کر رہی تھیں  
اور اس وقت کا اسکا بڑھا ہوا سکوت اپنی زبان حال سے بتا رہا تھا کہ خلید  
اب اسنے اپنے عاشق کی درخواست کو مجبور دی قبول تو کر لیا تھا مگر کہنے  
کے لئے اسکی زبان اسکا دل اب بھی راضی نہ تھا جان نے پھر کہا یہ پیاری  
شاہزادی بہتر ہوتا کہ اس سے قبل کہ میں میدان کا نڈاری کی طرف جاؤں  
آپ میرے سامنے ہی آپ کی طرف روانہ ہو جائیں تاکہ میں آپ کی طرف  
سے مطمئن ہو کر اپنے جاؤں گا۔ سواروں کی جا کر مدد کروں۔“

ہنور یا۔ دہرائی ہوئی آواز میں بہتر اب میں کچھ نہ کہوں گی جو آپ کی مرضی  
میں آپس کے دامن میں چھوٹ کر آپ کا انتظار کرتی ہوں مگر میکسمس اور بالکل  
کو آپ اپنے ساتھ لیتے جائے۔ ویلی فقط میری چہرے کے لئے کافی ہے۔“

جان۔ نہیں ایسے موقع پر تمہارا تمہارا مناسب نہیں میکسمس اور بالکل  
کو تمہاری محافظت کے لئے ساتھ ساتھ ضرور جانا چاہئے میکسمس دیکھو خور  
بہت ہوشیاری کے ساتھ آپ کی حفاظت کرنا دہنور یا سے مخاطب ہو کر پیاری

ہنور یا نے دل کی غمزدگی سے گردن جو کالی اور پیچ خود ہی سراوٹھا کر ایک محسرت بہر کا  
نظر سے جان کو دیکھا اور روتی پوتی آپس کی طرف چل دی ۵  
ایک یہ سب آپس کی طرف جا رہے ہیں مگر تنور یا ٹھڑکرا اپنے لوسی عاشق کو دیکھتی جاتی  
ہو جو اب تک چپ سناٹے میں کپڑا ہی کی طرف دیکھ رہا ہے جب ہنور یا تھوڑی دیر لگتی  
تو جان نے بھی اپنے گھوڑے کی باگ موڑی اور چشم زدن میں وہ اپنے لوسی یا ٹھڑکا  
کے رسالہ کا پشت پناہ بنا ہوا معرکہ جنگ میں موجود تھا جو اس وقت فرسے استقلال کے  
ساتھ داد و شجاعت دے رہا تھا اس کے سوا اپنی کمی تعداد کی وجہ سے کسی حد تک  
ہو کو بچ جان کی طرف ہٹا کر تھے اور اس سبب ایلالیہ کی فوج کو اس قدر موقع مل گیا تھا  
کہ وہ اپنی نایں کی گمانی سے ٹکڑے ٹکڑے میدان میں خوب دل کھول کر لڑ رہی یہ فیج وادی  
فوج میں سے تھی جو جان کے تعاقب کے لئے اسی دن اٹلی سے چلی تھی جس دن ہمارا  
دوست اٹلی سے چلتا ہوا تھا۔ انیس کے حکم سے اس فوج کے بہت حصہ ہوئے تھے  
اور ہر ایک حصہ کے متعدد گروہ جو شہر شہر اور گاؤں گاؤں کی تلاش کرتے ہوئے  
پھر سے تھے۔ یہ لوگ یہاں رہت چوکنہ اسی طرف کو آ رہے تھے اور اتفاق سے آج صبح کو  
راہ میں کسی ذریعہ سے جان کے اس طرف آئے کا حال معلوم ہو گیا تھا اس وجہ سے انہوں  
نے جان کے تعاقب کے لئے آج اپنی پوری کوشش صرف کر دی اور بالآخر وہ بہر کی  
جاقشانی کے لیے اس وقت وہ اپنی کوشش پر اس قدر کامیاب بھی ہوئے کہ یہاں  
مک پہنچ گئے لیکن قطع راہ کرتے کرتے یہ اور ان کے گھوڑے چونکہ بالکل شل ہو گئے تھے  
طاقتیں نسبت ہو گئی تھیں اس وجہ سے اس وقت ان سے اس ببادری سے لڑتے  
نہیں رہتا تھا جس متعدی کے ساتھ وہ یہاں تک آئے تھے لیکن یہ وجہ ایک انہیں کے  
لئے دقتی بلکہ اس طرف کے سوا بھی انہیں کی طرح پہلے ہوئے تھے۔ ہاں فرق اس قدر  
تھا کہ اگر ہر فوج کی تعداد زیادہ تھی اور ہر عیش بہت بڑا ہوا تھا اور اسی بنا پر وہ ٹھٹھکی  
تھک تو خوب برابر کی لڑائی ہوتی رہی پہلے تیر چلے۔ پہلے تیار رہیں۔ پہلے ایک ایک اپنی  
لڑا اور پھر جنگ مغلوب کی ٹھہر گئی تلواریں اپنی کاٹ کا جو ہو کھائے لگیں اور ہر  
اپنی صفائی۔ مگر ہر ہر کر رہے تھے۔ پانی کی طرح خون بہ رہا تھا اور بے نعرہ شین خا

یہ کہ پھر پھر زمین پر پڑی ٹرپ رہی تھیں۔ پورے تلوارین کھانکارا ہے  
سواروں کو گراتے اور روندتے بھاگ رہے تھے۔ آفتاب خوب چور ہوتا اور غروب  
بے سرعشوں کے ٹرپنے کا جہلم لانا جو اگلے زمین سے اٹھ اٹھ کر سرخ سرخ  
شفیق بنا ہوا آسمان کے مغربی گوشہ میں نمایاں تھا گو اس وقت آسمان کی نیلی سطح  
پر مشرق کی طرف سے سیاہی دوڑتی آتے دیکھ کر عام طور سے لڑتے ہوئے بہادر وں  
کی رنگین میں شجاعت کا خون دوڑ رہا تھا اور دونوں طرف اس امر کی کوشش ہو رہی  
تھی کہ شام ہونے تک دن کے ساتھ ہماری لڑائی کا یہی خاتمہ ہو جائے مگر سب کو زیادہ  
قابل دید ہمارے بہادر دست کی لڑائی تھی۔

ہندو یا کی محبت اور ہمسائیگی ہم پہر کی وہ جدائی ابھر بہت شاق تھی جو وہ کہ اس کو اس پر  
ادب ہمارا ہی تھی کہ جس قدر جلد ہو سکے دشمنوں سے فرصت کر کے پیاری محبت سے جا ملوں  
اس نے اس وقت دشمن کی صفین اولٹ دی تھیں اور جس طرف بھبک جانا تھا چار  
پانچ کی جانب ہی لیکر سیدھا ہوتا تھا۔

یہ عام قاعدہ ہے کہ جب اہل مالک کی توجہ کسی کام کی طرف زیادہ دیکھی جاتی ہے  
تو اس کے نوکر چاکر بھی اس کام میں اپنی پوری محنت صرف کر دیتے ہیں جان کو اس  
طرح لڑتے دیکھ کر اس کی یا ڈی گانڈ کا رسالہ بڑی سرفروشی کے ساتھ اس وقت لڑ رہا  
تھا اور اٹلی والوں کو بجائے اس کے کہ وہ اس کام کو پورا کریں جس کے لئے انہوں  
نے اس قدر دور دراز راہ کو اس جلدی کے ساتھ طے کیا ہے اس وقت ان کو اپنی  
جان بچانی ہی مشکل پڑ گئی تھی تو بڑی ہی دیر میں اس طرف کے سب سے لڑتے والوں  
نے مجھوڑی کے ساتھ اپنی جان ویدے کر اس نے زیادتی کو کم کر دیا جو کثرت تعداد کو کم کرنا  
سے ان کو اب تک جان کے سوا اور پھر حال نہ رہا۔ اب یہاں ہمارے کا مقابلہ تھا۔

لیکن جن سے کثرت کی حالت میں کچھ نہ ہو سکا تھا۔ وہ اب کیا کر سکتے تھے تو بڑی ہی بی  
مین اٹلی والوں کے قدم اوٹھ گئے اور جس نے جب زبردستی کیا اپنی جان لیکر پہاڑ  
نکلا اور خدا کے فضل سے پہلی فتح ہمارے دست کی نصیب ہوئی مگر شام کی ساعت  
بیساعت ترقی کرتی جاتے والی تاریکی اور ایلی ٹائٹن کے در سے ان بہاگے بھونکے  
جان بچانے کے بہت کوشش کر رہے تھے مگر مارے غیول دست اور اسی کے

ساتھ اس کے سواروں کا بیڑا ہوا جو شیشا کی تھاکا کہ اسکو کوئی مجبور دی روک  
سکتی۔ انہوں نے ڈبو نہ ڈھو نہ کڑھیں مگر جہاں جھکوا یا جان سے مارا اور شہ  
انہیں سے دوسری چار لپے ہون کے جو کس طرح بھاگ کر اپنی جان بچائے گئے ہو  
وہ نہ جان کے ساتھ یوں کا تو ہی خیال تھا کہ ادنیٰ میں سے ایک بھی زندہ نہیں بچا  
رات اب ٹھیکنا تین چار گھنٹہ کی آگنی سے مسنا نا چاروں طرف پھیلا ہوا ہوا  
چونکہ قریٰ جیسے کی آٹھویں نوین رات نے ناہتیاں کو آج اب تک بزمِ فلک میں  
بے عجب آنے کی اجازت تین دی ہے اور سورج سے زمین سے آسمان تک انہیں  
چھایا ہوا ہے تارے آسمان پر ابدیت موجود ہیں لیکن خلیج جنیوا سے پانی کے اٹھنے  
و اسے ٹنڈے ٹنڈے سے بخارات نے یہاں کی ہوا کو اس قدر غلیظ کر دیا ہے کہ  
وہ دھوپ کی طرح وہ فضائے آسمان میں بھری ہوئی ہے اور اسکی وجہ سے  
ناروں کی روشنی زمین تک پہنچنے نہیں پاتی۔ ہمارے دوست کو چونکہ اپنی  
محبوبہ سے چھٹے ہوئے اب بہت دیر ہو گئی ہے اس وجہ سے اسکا دل اس کے  
پیسے میں بہت بیکار ہے اور وہ اپنے رہے ہے ہر ہون کو ساتھ لے کر کہ اس کی طرف جاتا

## جو تھایا

چھٹے نہیں دیکھا جاتا

اے آہ اک فلک کو جلا یا تو کیا گیا

ایسے ہزار ہر میر کیوں اور بھی تو ہیں

صبح ہے اور گو صبح ہی اسی رات کی ہے جہاں دشمنوں نے ہمارے دوستوں کو  
خلیج جنیوا کے میدان میں ہیرا تھا اور خدا کے فضل سے فتح اسی کی ہوئی تھی۔ مگر آج  
کی صبح کو عجیب حکم ہوا کہ صبح سے نیم کو گھبراہٹ ہوئی تھی پھر ہی ہوا کی سینوں  
کیسی بھری ہوئی نظر۔ بدلی ہوئی چتون یا زما ن کے رنگ کی طرح بالکل بدلی ہوئی تھیں  
نہات کی وہ نیند دکھانے پر تارے نہ آسمان پر تارے ہیں نہ زمین پر چاندنی۔ کچھ گلی  
ہلکی سی روشنی ہے جو او اسی کی طرح ہر طرف پھیلی ہوئی ہے رات کا رنگ

اویس طرح اور ڈاڑھا ہے جس طرح شبِ صلت کی صبح دیکھ کر اُس عاشق کے چہرہ کا رنگ فق ہو جائے جس کو تمام عمر میں وہ ایک ہی رات نصیب ہوئی ہو اور پھر دل کے ارمان دل ہی میں رہ گئے ہوں ملت کی باتیں خواب اور خیال ہو گئی ہیں اور نیند آنکھوں سے نکل کر کسی فتنہ خواہیدہ کے جگانے کے لئے نہ معلوم کہاں چلی گئی ہے غمِ نصیب عشاق کے حال زار پر دہنے والی رات کی شبِ نیم کے سپید سپید قطرے اُنک سبزے کی ہری ہری پتیوں اور ہونٹوں کی پکڑوں پر جمع ہیں اور صبح کی چٹنے والی ہوا کی غبار سے ڈھلک ڈھلک کر اسی طرح گمانس کے سرو سے ٹپک ٹپک کر نیچے گر رہے ہیں جس طرح روتی ہوئی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو پلکوں سے ٹپ ٹپ کر رہے ہوں۔

خلیجِ جنوب سے کسی قدر پیمان کی طرف ہم اور ہٹ آئے ہیں اور صبح کی خوشگوار اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں گمانس کے کنارے کنارے مغرب کی طرف جا رہے ہیں یہ وہی مقام ہے جہاں سے فرانس کی سرحد شروع ہو گئی ہے اور اب بحرِ مدیترہ کے دائرہ کی طرف واقع ہے اور اپنے ساتھ برطانیس کا جہوزی کنارہ ہے۔ بحرِ مدیترہ کسی ارمان بھرے دل کی طرح بیقراری کے ساتھ لہریں لے رہا ہے اور الیس کی صبر و فراق اُٹھائے ہوئے اور بارِ غم سے دبے ہوئے شخص کی طرح چپ سکوت میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا ہے۔ ہر چیز پر اور اسی چھائی ہوئی ہے اور چاروں طرف سناٹا مایوسانہ ہوا ہے۔ دن پہاڑی چوٹیاں البتہ اپنے اپنے نشیمنوں میں بیٹھی ہوئی اور مسخیا کر رہی ہیں گروہ بھی کچھ اس ذوقِ شوق میں کہ اگر ان پہر بانوں کی اس وقت کی یہ صدائیں اُن حضرات کے کان میں پہنچ جائیں جو خدا کی حمدائی میں اشرف المخلوقات کہے جاتے ہیں تو یقیناً وہ اپنی اپنی بیفکریوں اپنی بھول اور اپنی غفلت پر طرے اسفوس کے ساتھ خوب ہی روئیں۔ یہ آوازیں الیس کی چٹانوں کی ٹکڑی ٹکڑی پر اکر بیان کے اس وقت کے سستانے میں ملی ہوئی چاندی طرف پھیل رہی تھیں اور ان دھنوں کی کچھ عجیب و جگہ عالم تھا جو الیس پر اکثر جگہ کھرے ہوئے حکیمِ مطلق کی اس قدرت کو ثابت کر رہے تھے کہ دیکھو پہاڑی سخت چیز سے کس طرح ہلکے پھلکے لیا کہ ایک بار کی اس طرف کے بولنے والے طبلوں اپنی اپنی زبان میں اپنی متعارفوں میں داب کر رہ گئے اور غیر معمولی طور پر فتنہ

ہرمان بالکل بٹھانا ہو گیا اور اسی سناٹے کے ساتھ گھوڑے کی ٹالیوں کی آواز کا نہیں  
 آئی جسکو سن کر کچھ تعجب ہوا مگر اسکے سنتے ہی وہ ہجرت تو ضرور رخ ہو گئی جو اون چڑیوں  
 کے یکساں کی اس طرح چپ ہو جانے سے دل میں پیدا ہوئی تھی ابھی دو تین منٹ ہی  
 نہیں گزرے تھے کہ مشرق کی طرف سے ایک سوار نمودار ہوا اور اپنا گھوڑا بہت تیزی  
 کے ساتھ دوڑاتا ہوا آلیس کے کنارے کنارے مغرب اور شمال کی طرف چلا گیا جس کو  
 کچھ تو اس وجہ سے ہم پہچان نہ سکے کہ ابھی اچھی طرح روز روشن نہ ہوا تھا اوقات کی  
 رہتی تھی تار کی کچھ کچھ ابھی باقی تھی اور کچھ اس وجہ سے کہ ہوا کی نظریہ بھی ہی نہ گئی رہا  
 اور اس کا زوروں میں بھرا ہوا گھوڑا آگے نکل گیا مگر بان اس کے اس قدر چلنے  
 اور رونگٹوں دیکھتے جانے سے اس قدر ضرور معلوم ہوتا تھا کہ شاید یہ جانو والا اس  
 امرات کسی شہنشاہ میں متنا تھا اس کے جانے کے تھوڑی ہی دیر کے بعد پہاڑی  
 چڑیوں کے پھر وہی پیچھے شروع ہو گئے جو اس سے پہلے تھے طرح طرح کی شریلی آواز  
 کانوں میں آنے لگیں جو کانوں کے پردوں میں گذرتی ہوئی دل کے ساتھ ہی چہرے  
 کرنے لگیں جو مضرب سازوں کے تار کے ساتھ کر جاتا ہے۔

تھوڑی ہی دیر میں صبح کی ساعت بساعت ترقی کرنے والی روشنی زیادہ ہو گئی اور  
 وہ سب چیزیں ابھی طرح نظر آنے لگیں جو اب تک دھندلی دھندلی روشنی میں کچھ نہ تھیں  
 سی کم کم نظر آتی تھیں لیکن جس قدر یہ روشنی پھیلتی جاتی ہے اس قدر روشن دلکش  
 تر ان میں کمی آتی جاتی ہے اور شعاعی کرکٹوں کو آتے دیکھ کر وحشی چڑیاں اپنے  
 نشیمنوں سے نکل کر فضا سے آسمانی میں چکر لگاتی ہوئیں ادھر سے ادھر چلی جاتی  
 ہیں آفتاب بھی اب مشرق کی طرف سے نکل رہا ہے مگر مشرقی آفاق ہوا اس کی  
 شعاعوں کا اس وقت کچھ ایسا ہجوم ہے کہ دور دور تک آسمان کی نیلی نیلی سطح سرخ  
 سرخ ہو گئی ہے اور کرین قرص آفتاب سے نکل کھل کر دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے  
 کچھ اور اسی طرح کی معلوم ہوتی ہیں جس طرح رونے کی حالت میں ہلکے تر ہو جانیسے  
 روشنی کے شعاعی تار طلحہ نظر آتے ہیں۔ دھوپ پھیلتی جاتی ہے اور اوسط  
 سے ایک سوار اس طرف آ رہا ہے جس طرف سے ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک سوار اپنا  
 گھوڑا بہت تیز کرتے ہوئے گیا تھا اس سوار کے گھوڑے کا رنگ ہماری نظر میں کچھ

کچھ ویسا ہی معامہ ہوتا ہے جیسا کہ اس گھوڑے کا تگ تھا مگر اس وقت اسکی رفتار  
 ویسی ہی سست ہو جیسی کہ اس وقت چلنے والی ہوا کی رفتار۔ اور اگر اسکو کسی چیز سے  
 مشابہت ہو سکتی ہے تو ناتوان دو بیماریوں کی چال سے۔ اسکا سورا بھی لپٹے ہاتھ  
 پاؤں کچھ ایسے بے قابو کئے ہوئے خانہ زین میں بیٹھا ہے کہ گھوڑے کی اس قدر  
 سست رفتار اور نیم سحر کے جو تگے اسکے عضو عضو کو جنش دے رہے ہیں اسکا  
 سر جھکا ہوا ہے اور خود رفتاری یا غار یا ضعف یا کسی اور امر میں متفکر ہونے کی وجہ سے  
 اسنے اپنے گھوڑے کو ایسا مطلق انجان کر دیا ہے کہ چاہے وہ کسی طرف کو چلا جائے  
 مگر اسکی اس سے کچھ بحث نہیں گو ہم اس کے پیچھے تین سو وقت بہت کوشش کریں  
 ہیں مگر مسافت کی دوری ہماری نظر کو ابھی وہاں تک پہنچتے پہنچتے کہ ایسا صاف  
 کر دیتی ہے کہ ہماری خواہش ہمارے ہی دل میں رہ جاتی ہے اور وہ عاجز ہو کر وہیں  
 گر بیٹھتی ہے وہ اس طرح چلا آتا تھا کہ کیا رنگی خدا جانے اس کے دل میں ایسا کیا خیال  
 کیا کہ گھبرا کر اسنے ایک مرتبہ اپنا سر دھٹکایا اور چاروں طرف دیکھ کر اپنے گھوڑے پر  
 سنبھل بیٹھا اور ایڑے سے گھوڑے کی باگ اوٹھادی  
 اب اس کا گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا اسی طرف کو چلا آتا ہے جس طرف اسوقت  
 ہمارا گنبد ہے اور گواہی اسکے اور چارے درمیان میں اس قدر بعد مسافت ضرور  
 ہے کہ اتنی دور سے اگر کوئی کسی کو نہ پہچان سکے تو کوئی تعجب کی بات نہیں مگر نہین جو کہ  
 اسکی صورت اسکی وضع ہماری آنکھوں کو آشنا معلوم ہوتی ہے اسکا خیال ہمارے  
 دماغ میں ہے اور اس کی یاد ہمارے دل میں اسوجہ سے ہم نے اس کو پہچان لیا  
 اور خوب اچھی طرح سے پہچان لیا۔ یہ ہمارا وہی پیرانا دوست جان ہے جو پہلی  
 بہادری کے ساتھ ابھی کل شام کو اطالیہ کی فوج سے لڑ رہا تھا مگر اب اسکی حالت کیا  
 ہے۔ یہ اس میں ایسی وحشت اور گہرا ہٹ کمان سے آگئی یہ یاد بار مڑو کر  
 چاروں طرف دیکھتا گیا ہے اسکے ساتھ کے رہے سب سوار کیا ہوئے ہوں یا وغیرہ  
 کمان میں لڑتا ہے اکیلا اس طرح گھبرا ہوا ادھر سے ادھر کمان پر رہا ہے! خداوند ذابہ  
 کیا معاملہ ہے! آئے قریب چل کر خبر تو لیں یہ اسی طرح گھبرا کر چاروں طرف دیکھتا  
 ہوا چلا آتا ہے نہ کوئی آگے ہے نہ کوئی پیچھے اور آپ ہی آپ یہ باتیں کر رہا ہے



ساری رات یوں ہی ڈھونڈنے ڈھونڈنے لگے مگر کہیں تپانہیں کہیں نشان  
 نہیں نہیں معلوم پیار سی شاہزادی کیا ہوئی خدا جانے کون لے گیا آہ اب میں کہاں  
 ڈھونڈوں کہاں تلاش کروں بوش و جواس تھکانے نہیں جان میں جان  
 نہیں۔ تھکے ماندے بادھی گارڈ کے رسالہ کے سپاہی جن کو اس سفر و اس گمراہی  
 کے بعد کچھ آرام کرنا چاہئے تھا وہ سب بے چارے خدا جانے کہاں کہاں اٹکی تلاش  
 میں سرگرداں اور پریشان پھر رہے ہوں گے۔ کوئی دوس نہیں کوئی رفیق نہیں  
 کس سے صلاح لون کہاں جاؤں۔ کیا کروں کیا نہ کروں ایک دل اپنے پاس تھا  
 وہ ہے نہیں۔ طبیعت تھی وہ قابو میں نہیں گھوڑا یہی بالکل شل ہو گیا ہے دیکھو کب  
 تک بے چارہ ساتھ دیتا ہے آہ اب میں ہونگا اور بالکل تنہائی۔ یاس سوگی اور نامی  
 میرے پاؤں ہوں گے اور یہ میدان پاؤں کے چماتے ہوئے اور میدان کے ٹوکا کاٹنے  
 یہ باتیں اسکی زبان تک آتے ہی اسکی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے ہنسنے پھر گریس  
 سے چاروں طرف دھڑک دیکھا اور پھر اپنے تھکے ہوئے گھوڑے کو تیز کیا۔  
 وہ چاروں طرف اس طرح دیکھتا ہوا اسی تیزی کے ساتھ اس طرف کو آ رہا تھا کہ کیا رگی  
 غیر معمولی طور پر وہ اپنے بائیں ہاتھ کی طرف جھکا اور جبکہ کر بہت غور کے ساتھ  
 اس طرف اس نے دیکھا اور خدا جانے کیا دیکھا کہ خود اود سیدھی راہ چوڑی  
 پہاڑ کی طرف اپنے گھوڑے کو لے چلا۔

یہ آپس کا وہی مقام ہے جہاں یہ پہونچا وہ اپنے مغرب کی طرف جانو لے سلسلہ کو  
 ختم کر کے ختم کرنا ہوا جنوب سے شمال کی طرف پرا ہے۔ آپس کے یہاں ختم کہانے  
 اور جا بجا اس کے نکلے ہوئے کونوں کی وجہ سے بعض بعض ایسے محفوظ مقام پیدا  
 ہو گئے ہیں کہ اگر ان میں کوئی چھپنا چاہے تو بخوبی چھپ سکتا ہے نیچے سوار پتک  
 خود وہ پہاڑی درختوں اور چوٹیوں کے نیچے سے دامن کوہ تک لٹک لٹک  
 کر آنے والی سیریلوں نے پہاڑ کے اوس رخ کو بالکل سبز پوش بنا دیا ہے جسے  
 پہاڑ کے دینا نشیب اور فراز کو اسی طرح دیکھنے والی نظروں سے چھپا دیا ہے جس  
 طرح زرد علیہ السلام کی حسامیتیں مری پردہ داری کے ساتھ اور باب دول کے چوہا  
 کی پردہ پوش نیچائی ہیں۔ جا بجا آبشار جاری ہیں جن کے خزانہ کو دردینے

برف بہاڑ کی سپید سپید چوٹوں سے گھل گھل کر اسی طرح برہی ہے جس طرح غم نصیب عشاق کی قریب آنکھوں کے پردہ جاری رہنے کے لئے آنگنا وہ رہا سہا خون جبکہ خدا کی مہربانی نے ان کی نگاہیں بے حشر کر دیا ہو لب پر پردہ آتی ہوئی آہوں کی گرمی سے آنسو بہ کر آنکھوں سے نکل رہا ہو۔ ان آتش داروں کا اثر چونکہ اس پاس کی زمین پر دور تک پہنچ رہا ہے اس وجہ سے اس تختہ کا کچر اور پی رنگ ہے۔ ہر سے ہر سے سبز کے کا نرم مخملی فرش بچھا ہوا ہے جس میں باخیاں قدرت نے بچہ کے زیوست ہاتھوں سے بڑی نھاست کے ساتھ خود رو چولوں کے مختلف رنگوں سے گل کاربان کی ہیں اور مادر گیتی نے اپنی گود میں پرورش پائے ہوئے سبزے کا یہ نکرا ہوا رنگ دیکھ کر جو شربت حیات میں آگے ان تبارہوشوں کو اُٹھانے پر تیار کیا ہے جبکہ آجائے طوی کل دن میں اور آئیں آفتاب ماہتاب اور ستاروں کی کرن کی میٹھی گنگا گریخت کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہے تھے لیکن رات راہ میں کہہ زہریر کو بے ڈھب ٹھنڈی سانسین لیتے دیکھ کر کچر ایسے کھٹکے اور بچاؤ کہ شرم سے پانی پانی ہو کر گر پڑے۔

گویہ بہرہ زار جس محفوظ مقام پر واقع ہے اس پر خیال کرنے سے یہ یقین کیا جاتا تھا کہ بجز آفتاب اور ماہتاب کی آئینہ ملی نظر اور چلنے والی ہوا کے اور کسی کی یہاں تک رسائی نہ ہوتی ہوگی لیکن اس وقت اسکے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید زمانہ کے ظالم نے اس سے یہ بھی انہیں بچا چولوں کے درخت جا بجا کچے ہوئے پڑے ہیں شاخیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور پھول کھلائے ہوئے اور اسکی موجودہ حالت دیکھنے سے یہ بھی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اب بھی نہیں تو آج ہی رات میں یہ بہرہ ضرور پامال کیا گیا ہے اس بہرہ کے جوتی کنارہ پر خون میں نہائی ہوئی ایک نقش بڑی ہے جو اپنی سپاہیانہ وضع اور لباس کو منظر سے تیار رہی ہے کہ کیسی فوجی شخص کی نقش ہے جان نے اس نقش کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑے کو روک لیا اور چمک چمک کر دیکھنے لگا اور اب یہ بات ذہن میں آئی کہ جان فقط اسی نقش کے دیکھنے کے لئے اس طرف مڑا تھا۔ تلواریں کے زخم اور زخموں سے نکل نکل کر بہتے والے خون نے چونکہ اسکے اصلی نقشہ کو تبدیل کر دیا ہے اس وجہ سے یہ امتیاز ابھی طرح نہیں ہوتا کہ یہ کس شخص کی نقش ہے جو اس پیرچی کے ساتھ قتل کیا گیا ہے۔ مگر ان جو کھلا بھی اس میں اتھن نہیں پیدا ہوا ہے اس وجہ سے یہ فرد

خمیسال ہو سکتا ہے کہ آج ہی رات کا واقعہ ہے لیکن یہ محجب حیرت کی بات ہے  
 کہ جان اس وقت بہت گہرائی ہوئی نظر سے اس کی طرف دیکھ رہا ہے جس میں ساعت  
 بساعت ترقی ہی ہوتی جاتی ہے اور کسی کے ساتھ اس کے چوہکاڑے پیکٹیز نا جانا جو  
 یہ اسی طرح دیکھ رہا تھا کہ کیا رگی خدا جانے کیا ہو گا کہ یہ ہمارے ہر کر کے اپنے گھوڑیے  
 کو دھڑا اور جلدی جلدی اس نقش کو اولٹ پلٹ کر کے بہت خود کے ساتھ دیکھ کر دونوں  
 ہاتھوں سے زینا سر تمام لیا گو یا وہ گردش کھانیو اے آسمان کی طرح اس وقت  
 اس کے اختیار میں نہ تھلا نہ خودی کے ساتھ ساتھ کچھ بوجی ہی پیدا ہو گئی اولیٰ حالت  
 میں یہ الفاظ اس کی زبان سے نکلنے شروع ہوئے یہ بل میں یہ تو بالنگ کی نقش  
 معلوم ہوتی ہے!! بیشک اسی کی۔ ہائے تو کیا وہ مار گیا!! اور اس جلد پر  
 پہونچ کر خدا جانے اس کے قلب کی کیا حالت ہو گئی اس کے دل نے اسے کیا کہا اس کے  
 پریشان خیالات اس کو کس کس خوفناک جگہوں پر لے گئے اور اس کی آنکھوں کے نیچے  
 کیسی کیسی گھراؤنی صومین پرکین کہ یہ آنکھیں بند کر۔ دل پکڑ کر وہ نہ چپا کر رہ گیا  
 اور جب حواس درست ہوئے تو اس طرح کہتا ہائے کس یہ جی کے ساتھ یہ بچارہ قتل  
 کیا گیا معلوم نہیں کس ظالم نے اس طرح اس کی جان لی۔ افسوس۔ افسوس ہائے نگریہ  
 زندہ ہوتا تو بیاری شاہزادی کا حال اس سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہاں بیاری  
 شاہزادی اب کس طرح تھار حال معلوم ہو گا بالنگ کی اس طرح کی موت تو اور بھی ترس  
 ہوش اڑا دے دیتی ہے محبت کا بگاڑ کرے۔ یہ نقش دیکھ کر بیاری شاہزادی کی  
 قسمت اس وقت جو خیال آتے ہیں جڑے ہی آتے ہیں یا نکل جڑے جکا ذہن  
 میں آتا ہی کالی بلا سا معلوم ہوتا ہے۔ (کاپ کر) خدا کرے بیاری شاہزادی تو  
 سلامت ہو۔ تیری جان سے دور جو آفت آتی ہے وہ جان کے سر آجائے مگر تو  
 ہر بلا سے محفوظ رہے۔ آہ کلیجہ منہ کو آتا ہے دل کی اوجھن پیٹاب کے لئے دیتی ہے میر  
 بالنگ (نقش کو ماتھے سے جنبش دیکر) کچھ جواب دو۔ نہیں بولو گے۔ تیا دو۔ دیکھو جوں  
 کی جڑی حالت ہوئی جاتی ہے۔ آہ اور اس کی جان پر بیگنی ہے وہ اب زندہ نہیں  
 رہ سکتا (چونک کر) آہ میں کس سے کہتا ہوں۔ کون جواب دیگا کیا باک رہا ہوں  
 وہ تو زینا با آہ نہ معلوم کب کام لڑا ہے پھر کس سے پوچھوں۔ خدا بخشنے کیا اچھا

آدمی تھا میرے ساتھ اس نے بڑے بڑے سلوک کئے ہیں اس سے میرے بہت کام نکلے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ اس نے اپنی جان تک نہ مگروی۔ افسوس ان باتوں کا میں کچھ ہی اس کے ساتھ عوض نہ کر سکا بہت سے حق اس کے مجبور کئے اب اس بیچارے کی مٹی کسی طرح ٹھکانے لگا دینا چاہئے۔

یہ ہرگز رسی پیش قبض کرے نکالی اور انہیں بچکے ہوئے ہاتھوں سے زمین کو کھودنا شروع کیا جن کی طاقت دل کے تاب تو ان کے ساتھ اسی طرح تشریف لگئی تھی جس طرح اس کے غمگین چہرے کا رنگ۔ لیکن یہاں کی قربت نے چونکہ یہاں کی زمین کو اپنا جین بنانا شروع کیا تھا اس وجہ سے پتھری زمین کو دے سے زیادہ نہ کھدی اور بالآخر مجبوری کے ساتھ اسی قدر پر اکتفا کرنا پڑا۔ بالٹاک کی نقش اور سطح خونین بھری ہوئی اس گڑھے میں رکھ دی اور اوپر سے پتھر کی چٹانیں رکھ رکھ کر نقش کو روٹی کو اندر چھپا دیا۔ یہ کام تو بڑی دیر تک تو اس کے دل کو کسیدہ رہا لے اور اس کے خیالات کو اپنی طرف متوجہ کئے۔ لیکن اس سے خارج ہوتے ہی پھر بھی سرنگی کی حالت تھی وہی بخودی اور بخودی میں وہی ہلکی ہلکی باتیں جو اس سے پہلے تھیں بیٹھے بیٹھے گہرا کر ایک مرتبہ اوشٹھا اور اس خیال نے کہ وہ بالٹاک کو قتل ہوتے دیکھ کر ہنور یا خوف کے مارے شاید کہیں چپ نہ رہی ہو، جان نے اکیس بیچر بننا شروع کیا۔ کانٹے دار پہاڑ کے درخت اسکے دامن سے اوجھر رہے تھے پتھر کی ٹری ٹری چٹانیں چلنے میں اس کے سر راہ ہو رہی تھیں اور یہ انکی ٹھوکرین کمانا اور ہر آواز دیکھتا بھانپتا چلا جاتا تھا۔ دل کے تھافے سے کسی ہلکے سس کو بکا رہا ہے۔ کسی دیلی کو ایکوی ہوئے سے ہنور یا کاپیارا لقب زبان تک آ جاتا ہے اور یہ فوراً دانتوں کے نیچے زبان داب کر خاموش ہو جاتا ہے مگر آہ کسی کی طرف سے کوئی حد انہیں آتی ہاں البتہ اسی کی آواز بڑی حسرت اور مایوسی کے ساتھ پہاڑی چٹانوں کو سرنگراتی اسکے کانوں میں پلٹ آتی ہے اور یہ ناامیدی کے دل نسلنے والی پچھنی سے یہ عقول ہو کر انیاد لیکر رہ جاتا ہے۔ توڑی۔ پڑھائی تک تو یہ اس طرح اپنی وحشت اور جنوں کے جو شہر میں چڑھتا چلا گیا مگر آگے چڑھ کر جب جی ہوئی برف کے اترنے بجلی کی قوت کی طرح پتھروں میں سرایت کرتے کرتے فالج کی حالت پیدا کرنی شروع

گدی تیار اسکو بھجوری اپنے ستارہ قسمت کی طرح ہندی سے پستی کی طرف اٹا پڑا  
 بالٹک کی قبر کے پاس آکر ٹیٹھ گیا اور پھر جوش جنوں کے ہاتھوں سے قتل کر کے بہت  
 تھکتے مین اپنے دل سے یہ باتیں فروغ کیں یہ آہ پیاری شاہزادی سینے  
 کو تم کو اس لئے بھجوا رہا تھا کہ تمہارے دشمن شکوہ بکتہ رنگ نہ پائیں۔ باپ بھر تم یہاں سے  
 کہاں چلو گے۔ آہ پیاری! جان کو تم نے بہت بڑے وقت دھوکا دیا۔ آہ کیسی  
 کیسی بھینٹیں اڑھانے کے بعد تم ملی تھیں اور پھر کیسی ہاتھ سے گئیں۔ آہ اب تمہارا  
 پتا بھلا کون کر لے گا۔ کس سے پوچھوں ہاں کیا سچ بھینٹے اپنے عاشق سر و غا  
 کی؟ (خدیجی) نہیں اونکو میرے ساتھ بھجے بتی اور انکا عشق بالکل بھجاتا ہو گئے  
 نسبت ایسا خیال کرنا ہی گناہ ہے۔ بڑا گناہ۔ وہ حسن کی دیوی تھی اوس کی  
 صورت بہت پیاری تھی۔ یہ بہار طے جبر خات اور یزیدین کا مومن مسکن تھو ہے  
 میں کسی سخت جن کی یہ حرکت ہو گی۔ کوئی پری اڑانے لگی ہو گی۔ لیکن اگر یہی بات  
 تھی تو پھر بالٹک کے قبر آونے کی کیا وجہ! کچھ نہیں۔ یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے  
 محل اطلالیہ کی فوج میں ان سب کو پیاری شاہزادی کے اس طرف آنے کی کیسی طرح  
 خبر مل گئی اور اوس وقت انہیں سے تہذیبی فوج نے پوشیدہ طور پر اس طرف  
 آکر شاہزادی پر حملہ کر دیا۔ بالٹک کام آ گیا اور شاہزادی دہلی اور شیکسپس  
 گرفتار ہو گئے۔ ورنہ تنی دیر میں کہیں وہاں سے خارج ہو کر یہاں پہنچوں اور وہ  
 خائب ہو جائیں اور پھر ڈھونڈنے سے کہیں ملیں بھی نہیں آخر یہ بات کیا ہو  
 ضرور ایسا ہی ہوا۔ مگر ان یہ تو بتائیے وہ یہاں آئے کس طرف سے؟ دکن  
 کی طرف بحر روم کی تیز لہروں اور کور وکے ہوئے نہیں اتر کی جانب آلیس انکی  
 راہ بند کئے ہوئے تھا اور میں راستہ پر ہماری فوج تھی۔ کوئی راہ انکے آتی  
 نہ تھی (مٹھادی سالس نے کہ) آہ کچھ ہو۔ کوئی سبب ہو اور مگر تھو ریا اب میرے  
 ہاتھ سے گئی۔ ہائے اگر میں ایسا جانتا تو اوس کے ہمراہ ہی رہتا آہ کیا کیا دل  
 میں ارمان تھے کیا کیا تمنا تھے کیسی کیسی تقدیروں اور کتنی مدتوں میں یہ موقع  
 ملتا تھا اور پھر کیسے پر خطر راستہ کو مشکل طے کر کے اب کچھ اطمینان اور امن کی  
 جگہ پہنچے تھے مصیبت اور بلاؤں کے کیسے کیسے لقمہ حق جنگل دیکھ آفت کے

یہ مریدا تو نئی ایسی تھی خاک چھائی تھی جسے بچ اور نکمے دار یا سارے آئے جن میں  
 کئی بار دو پہ اور کئی بار اچھلے مگر سفید جبکہ گیارے پہ آٹکا غالب۔ خدا کیا تم جو خدا کے  
 ایک مرتبہ تو میں غصہ ہی ہو گیا۔ آہ خیال تھا کہ اب قسمت سیدھی ہوئی ہے۔ دن پھر سے  
 بہن آسمانی جہر پائی ہوا ہے۔ اب بدل کے ایمان بھلیں تنہا میں پوری ہوئی مگر کج  
 نصیب تیرا بڑا ہو۔ اسے حاسد فلک۔ خدا تجھ کو فارت کرے تو نے میرے ساتھ ہرے وقت  
 دغا کی میری۔ آہ کہیں کانیں رکھا۔ اب کوئی امید باقی نہیں رہی پس اسے روح اب  
 تو مجھے کنارہ کرے۔ زندگی تو بھی چل۔ ارا لو بھاگو بھناؤ چلو۔ رخصت۔ ہمارے پاس  
 ایک کسی کا کام نہیں کسی سے مطلب نہیں۔ اب میں ہوں اور یہ پیش قبض ذکر نے کا لگو  
 جس اب یہی دل کی جگہ سینہ میں رہے گی مان بیشک یہی یہ لگی ہی مگر اسے چلتی ہوئی ہوا  
 جھگو میری اس آخری سانس کی قسم یہ خیر پیاری شاہزادی کے کا توں تک ضرور ہو چکا ہوا  
 او پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیوں اس پاس کے گزریو اسے مسافروں کو اشاریے بلالہ اگر اس  
 کھنٹ جانکی خوش دکھا دینا اور خوش تھکوا اسی مجھ کو ہی کی قسم جس کی وجہ سے تو اپنی جان  
 دیتی ہو اگر اس طرف سے میرے ساتھ کے لوگ آجائیں تو اپنی صورت دکھا کر کہہ دینا اب تم  
 صبر کرو کیوں پریشان ہوتی ہو۔ جا کر آرام کرو جان دنیا سے گذر گیا۔ مگر ہمیری خوش تھکوا  
 یہاں کے صحرائی درندے اور گردہ پیر بھاؤ کر آج ہی کل میں کھا جائیں گے اور اگر انہی جگہ  
 تو زمین کھا جائیگی کل پر ہوں تک کہیں تیرا نشان ہی نہ ہو گا یہ کون تباہ کیا تجھے نبی ہو گا  
 دینے کو لیکے پاس اگر اسیر سے جاننا نہ کوڑے اس سفر میں تجھ کو بہت تکلیف ہوئی اس پر  
 اٹھائی گئے دن پتہ پکیراں دیکر اب میں تجھے ہمیشہ کیلئے جدا ہوتا ہوں اس کی تیرا شالی پر جکت ہاتھ  
 پیر کرے تو نے میرا ہمیشہ ساتھ دیا ہے پس ہمدرد حق رفاقت اور داد کو دینا کہ تجھے میرے ساتھ  
 کوئی آدمی دہرے اس وقت تک تو آج کہہ کر ادھنا۔ تجھ کو یہ جاننا اور خانہ زین کو خالی دیکر نشانیہ  
 سمجھنے و اسے کچھ سمجھ جائیگے دگور کیا منہ چوم کر میرے پیارے گھوڑے میری آخری وصیت ہو  
 ہوں نہ جانا۔ مان اسے دست جو ان چل اب یہ صدمے نہیں دیکھے جاتے۔

اور یہ کہہ کر اپنے اوں ہاتھ کو اوٹھایا جس میں جوش جنوں کا مادہ خون کی طرح بہت تیزی کے تباہ  
 ہونے کا تھا اور جس پیش قبض کو پکڑے ہی چھوٹتا ہی کے ساتھ خدا جلائے کیا خیال اس کے دل میں  
 کہ یہ کیا رنگی اپنا ہاتھ روک کر مہر طرح کہنے لگا۔ ابی نہیں پیاری شاہزادی کج رخصت ہو کر

کچھ باقی تھو توں کوئی نہ دیکھتا تھا۔ سوئی اور کس مصیبت میں  
 ہاے اگر وہ اُلی کے سواروں کے ہاتھ آگئیں تو کس اور کی جان کا خدا ہی حافظ ہے  
 خیر نہیں۔ اُنکے بخت مان بہائی اور کو بخت کیلئے نہیں دیکھے آہ بڑی طرح سے مارینگے (کا کہے)  
 اُن خداوند کیا کروں کوئی بات وہیں میں نہیں آتی ہاے کون تو کی مدد کرے گا کون ظلموں  
 کے پیچھے سے بچائے گا آہ حسرت دیدہ ہی جاتی ہے اور کس وقت۔ مرتے وقت۔ نہیں ملو گی  
 رگنیر لٹ کے ساتھ ایک سانس لیکر ہاے میرا کیا حال ہوا جاتا ہے دل چٹھا جاتا ہے  
 طبیعت مفسدانی جاتی ہے ارے نہ سنبھلنے دے دڑاے نا امید کی کیا قیامت ہے  
 کہ دمان خیال پار چوٹے جائے ہے مجھے، اور یہ کہتے ہی کہتے بیقاعدہ طور پر اس کے  
 ہاتھ پے۔ پاؤں دنگا لائے اور یہ بیوٹن پر کر گھر سے کے آگے زمین پر گر پڑا اس میں کوئی  
 شک نہیں کہ جب انسان کے دل پر بلائے ناگہانی کی طرح کوئی بڑا امداد ہو چکا ہو اس  
 وقت اس کی طبیعت گودہ کیسا ہی مستقل فراخ کیوں نہ ہو تڑپا ل ہی ہو جاتی ہے اور اس کی  
 وہ مجنونا مگر کتنی جو بالکل مجبوری سے ہوتی ہیں ہرگز اس قابل نہیں ہوتیں کہ وہ نہ کوئی  
 اہل دل ہنسنے جس شخص کے دل میں کچھ بھی درد ہو گا جس نے اپنی طرح نہیں کیا ہو گا  
 بھی سے حسن و عشرت۔ اے۔ اے پچھن کر دینے والے جذبات دیکھے ہونگے جس نے بولے  
 سے ہی محبت کا فرق کسی چک لیا ہو گا اور جس کو اپنے محبوب سے اٹھ جھوٹ جانے کا  
 اتفاق ہوا ہو گا وہی کچھ اس وقت جان کے رنج اور صدمہ کا اندازہ کر سکتا ہے جان  
 جب فتح اور نصرت کے ساتھ جنیوا کے میدان سے اپنی پیاری محبوبہ سے ملنے کیلئے  
 چلا ہو گا تو اس کے شہنشاہ کی کیا کیفیت ہو گی! جب آلیس کے دامن میں کسی جگہ ہنور یا کا پتہ نہ  
 پایا ہو گا تو اس کے اشتیاق کی کیا حالت ہو گئی ہو گی!! اور جب اس نے ہنور یا کے ایک ساتھی  
 بالٹک کو قتل کیا ہوا پڑا پایا ہو گا تو ہاے ہنور یا کی نسبت اس وقت اس کو کیا خیال کیا ہو گا  
 اس کے دل پر کیا گذرا ہو گا اور اس کی ناشاد اور نامراد تمنائیں اس کے کیا کہتی ہو گی و آہ  
 دیکھئے کس خراب حالت سے وہ آنکھیں بند کئے ہوئے گھوڑے کے سارے پڑا ہے جس اور  
 حرکت نے کیسے نازک و تن میں جواب دیا ہے بے اختیاری کی حالت میں بے اختیار قبض  
 ہاتھ سے چوٹ کر وہ علیحدہ بڑی بڑی ہے اور اس کا رفیق گھوڑا کس رنج اور دوسوس  
 کی حالت میں سر جھکا کر اس کی طرف کھڑا دیکھ رہا ہے۔

آلیس کا سایہ اب تک تو اس کو اپنے دامن میں چھپاے ہوئے تھا اور اس کی بلند بلندی پر  
 مشرق کی طرف سے آفتابی کرنوں کو اس طرف آنے جانے کی اجازت نہیں تھی تین لیکن  
 زمین کا کورہ چونکہ جنوب کی طرف جھکا ہوا ہے اور اس جھکاؤ نے ایک قسم کی گچی لوہا لے  
 لین پیدا کر دی ہے جس سے آفتاب حرکت کرتا ہے اس وجہ سے اب جنوبی اور مشرقی گوشہ  
 کی طرف سے دھوپ آ کر جان کے اس خون کو گرم کرنے لگی ہے جو اس کی رگوں کے  
 اندر اس وقت بالکل میخرب ہو گیا ہے طبعیات کا حکم کو اس امر کو اسی طرح بتا رہا ہے کہ  
 دنیا میں آفتاب سے زیادہ گرمی پیدا کرنے والی اور کوئی چیز نہیں ہے اور اسی بنا  
 پر عناصر میں سے آگ کو ایک بیکار چیز سمجھ کر خارج ہی کر دیا ہے لیکن ہر بھی اس  
 وقت کی تیز دھوپ اس کیفیت کو مطلق بر طرف نہیں کر سکتی تھی جس کو اس کی دلی مشرقی  
 لے اس سے تن بدن میں پیدا کر دیا تھا ہوا کے خود رو پہلوئی کی طرح کی روجہ اور  
 خوشبوئیں اسکے ہوش میں لانے کے لئے تھی لہذا کام دے رہی تھیں کہل میدان  
 کی چیلنے والی ہوائیں جی ہوئی برف سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہو کر اس کے منہ پر چکھا  
 جس ہی تین مگر نہ یہ آنکھ کو لٹاتا تھا نہ اس کی غفلت دور ہوتی تھیں اور اسی طرح  
 بیوش پڑا ہوا تھا کہ آلیس کے مشرقی سمت سے کچھ مختصر کردہ قوی آدمیوں نمودار  
 ہو آجکی تعداد پچیس یا تیس آدمیوں سے شاید زیادہ نہ ہوگی یہ اپنی اپنی گھوڑوں  
 کی باگ ڈور ہاتھ میں لئے پابیاہ اس طرف چلے آتے ہیں یہ آنے والے لوگ اپنی  
 گہرائی ہوئی نظر سے بار بار چاروں طرف دیکھ لیتے ہیں اور ہر جس طرح یہ اپنا سر  
 تھام کر آنکھیں نیچے جھکا لیتے ہیں اس کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سب  
 کا سر اس وقت بھی طرح پر رہا ہے اور یہ بالکل تھکے ہوئے ہیں یہ اسی طرح پہاڑ کے  
 کنارے کنارے مغرب کی طرف جا رہے تھے کہ زمین سے ایک کی نظر ہمارے دوست  
 جان کے گھوڑے پر پڑی اور چونکہ اس کی زمین سوار سے خالی تھی اس وجہ سے خراجانے  
 یہ کیا سمجھے اور کس قسم کا انتشار انکے دل میں آیا کہ یہ سب اپنے اپنے گھوڑے چوڑ کر  
 گہرا ہٹسکے عالم میں اس طرف دوڑے اور انکی یہ جلدی دیکھ کر اب ہم نے بھی  
 پہچانا کہ یہ سب قوی لوگ ہمارے دوست ہی کے باڈیگارڈ کے رہائے کے رہے ہیں  
 جو ان میں جو بیچارے کل شام سے شاہراہی کوڈ ہوڑتے ہوئے تھے بھامی اور



ماری کو ہرگز گائے ہوئے اب پھر سے ہیں۔ جان اب تک اس طرح بیہوش تھا۔ ٹوپی سر سے اتاری ہوئی علیحدہ پڑی تھی اور تلوار مین سے کی ہوئی کر سے بندھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتیوں کو پہلے تو دور سے خالی گھوڑا دیکھ کر فقط اسی امر کا انتشار ہوا تھا کہ جان کیا ہوا اور تکیب آکر حجب اٹھانے جان کو اس حالت میں دیکھ کر تو فوراً ایک تیر چار ٹیکے بعد لچکے ایسے ایسے جڑے خیالات انکے دل میں آئے کہ بہت درد کے ساتھ چیخ چیخ کر اس طرح رونے لگے کہ سارا میدان انکے نالہ و شہوں سے گونج گیا اور وحشی چڑیاں اس کے سننے سے تاب نہ لاکر شور کرتی ہوئی پہاڑی درختوں سے اڑ بائیں یکے بعد دیگرے کے فراق میں جان کی روح اپنے دل پر کچھ ہلا کے صدر سے ہوتے دیکھ کر خدا جانے جسم کے کس کونے میں چھپ رہی تھی کہ اس مار و شہیوں سے ہی اس کو مطلق خیر نہ تھی۔ انکے سوار و نگو اب تک تو اسکے مردہ ہونیکے لگتا تھا اور اسی خیال کے اعتبار سے انہوں نے اسکے ٹیڑھے اور بے طریقے پیلے حوت اعضا کو سیدھا کرنا چاہا لیکن ہاتھ پاؤں سنبھالتے ہی اس کے اعضا کی نرمی نے انکو بتایا کہ اب تک اس میں جسم کی نرمی کہنے والی حرارت غریزی باقی ہے ایسے تشاکی آہستہ آہستہ چلنے والی سانس نے اس امر کی قوی شہادت دی کہ آہستہ آہستہ اسی جانا باقی ہے۔ ہنوز سب نے اسے دبوچے اٹھایا اور ہاتھوں ہاتھ لاکر وہاں لٹایا جان اب تک آپس کی اونچی اونچی چوٹیوں کی وجہ سے آفتابی شعاعوں کو اس قدر داخل نہیں ملا تھا کہ وہ اس جگہ کو گرم کرین۔ جلدی جلدی دامن اور رومالوں کے ذریعہ سے جوا دی گئی جس نے پیپسٹون کے اندر ہونچکر کانوں کے اوس زہریلے مادہ کو کم کرنا شروع کیا جو زیادہ عرصہ تک سانس نہ کرنے کی وجہ سے اس کی رگ رگ میں پیدا ہو گیا تھا اور اب رگوں میں وہ خون بھی کچھ چلنے پہرنے لگا جو اپنے دورہ کے سست ہو جانے کی وجہ سے اس قابل نہیں رہتا کہ اچھی طرح شریانیں جسم انسان کی وہ رگین جنہیں خالص صاف خون رہتا ہے، میں دوڑے اور آپس کے بہتے ہوئے آبشاروں سے پانی لا کر منہ چھینٹے دے گئے۔ ٹھنڈے ٹھنڈے پانی کے چھینٹوں نے چہرہ پر بیٹھتی ایک تفریح بخش اثر جلد پر ہونچایا اس کے پہلوں کے اوں باریک باریک ریشوں کے ذریعہ سے جن کا داخل جلد کی ساخت میں بہت کثرت کے ساتھ ہے قلب میں ہونچکر اس حرارت غریزی کو تیز کیا جو خانہ اسے قلب میں جان کی فاتح خوانی کے

لے ٹری سو کو دہری کے ساتھ متہ و باپ کر چہ رہی تھی۔ تنہا رہے ہی دیرین اوس کے ہاتھ پاؤں کو کچر حرکت ہوئی اور خدا خدا کے بڑی مشکل سے جان نے آنکھیں کھولیں اس کے سر سے اتنی اپنے مالک کو ایک سخت مایوسی کے عذاب زندہ اور صحیح سلامت یا کر باغ یا رخ ہو گئے اور اس بے انتہا خوشی نے ان کے تنکے ہوئے اعضا میں ایک نئی قوت دیکر ایسا مازہ دم کر دیا کہ گویا او کو اس بڑے سفر کے کسی قسم کی تکلیف ہی نہیں پہنچائی تھی۔ آنکھیں کھولتے ہی سب سے پہلے جو بات جان کی۔ بان اسے نکلی وہ یہی تھی پیاری شاہزادی، پیاری شاہزادی، کہاں ہے۔ میری پیاری، اے جیسے جواب میں ان سب لوگوں نے جان کی صحت و سلامتی پر خراب سچ کا شکر یہ ادا کیا روح القدس کو سجدہ کیا اور پھر کہا، ایک ٹھنڈی سانس لے کر حضور عالی شام سے اس وقت تک بہت بڑی کوشش کے ساتھ۔ چونکہ تیری رہے کیسے دم دنیا دور دور تک تلاش کر اے افسوس کہ شاہزادی صاحب کا کہیں پتہ نہیں ملا۔

جان پیاری شاہزادی نہیں ملی؟ پتہ نہیں۔ کیوں نہیں ملتی۔ پھر اب کیا ہوگا نہیں ملے گی؟ آہ شاہزادی۔ آہ پیاری شاہزادی، اوپر جسرت کے لمحے میں کئی بار ہنسیا کا پیرا نام لے لیکر قریب ہوا، تاکہ ہیوشہ ہو زہر پرے کہ اوس کے ساتھیوں نے دم دلاسا دیکر اس کو بہت سنبھالا غشتی سے جو اسے ملا تو بہر خون نے زور کیا۔ وحشت نے ہاتھ پاؤں ہیلے اور دلی صدمہ سے تنگ کر رہا تھا۔ غرض کی تلاش ہوئی۔ لیکن پیش قبض چونکہ کر میں نہ تھی اس وجہ سے تلوار کے قبضہ پرانہ گیا۔ چہرے کے تغیرات ہمیشہ دلی حالات کے ترجمان ہوتے ہیں اس کے ساتھی اوس کے بیٹور بے ہوئے دیکر فوراً اس کے امداد سے آگاہ ہو گئے اور ہاتھ جوڑ کر یٹری منت اور ساجت کے ہاتھ جان کو اس طرح سچانے لگے۔ حضور اس سے کیا حاصل۔ یہاں تک کہ ایک انتہا سے درجہ کا صدمہ ہے اور بجای ہے لیکن اس کا علاج خیر یہ تو نہیں ہے کہ خدا بخوانے آپ اس طرح اپنی جان پر کھیل جائیں جیسا کہ تلاش کرتے چاہئے آخر کہیں تو ہو گی۔ ہم صوب لوگ ہی اس معاملہ میں اپنی جان نہ کر رہے ہیں۔ ہاتھ ہیں اور جب فی انخواستہ مالکامی کے ساتھ ہم سب لوگ آپ کے ساتھ رہے۔ ہاتھ ہیں ایک ہی نہ رہے تو پھر آپ کو اختیار ہے جو جی میں آئے کیجئے۔ لیکن یہ سب باتیں

خود صبر کرنا چاہئے جب تک ہمارے ارادہ میں قوت قوت میں حوصلہ اور صبر نہ ہو  
جان باقی ہے۔“

جان: ”اے خدا جانے تم کیا کہتے ہو۔ اونکے ساتھ کایک آدمی بالٹک تو یہاں قتل کیا ہوا  
پڑا تھا جس کے نعش کو وہ (انگلی کے اشاریے بتا کر) زمین کہو دیکھتے تھے وہ چہا دیا ہوا  
پہر شاہزادی صاحب کی نسبت کیا خیال کرنا چاہئے۔“

وہی لوگ: ”عجب کے عجیب (بالٹک کی نشانی) آپ کو شبہ ہوا ہوگا کہ کسی کی نعش ہوگی  
جان: ”ان بالٹک کی نعش تھی۔ میں نے خوب اچھی طرح پہچان لیا وہی تھا وہی کچھ  
شک نہیں۔“

یہ سنتے ہی سبک اچھٹا سا ہو گیا ہوش اوڑ گئے اور سب خائے میں آکر چپ ہو کر جانکی  
اور وقت گزری حالت تھی آنکھوں میں آنسو تھے لب پر نالتا تھا۔ کہوئے ہجوم سے گلہ میں  
پہنڈے پڑے تھے طبیعت بگڑ رہی تھی۔ دل سینہ سے نکلنے کا قصد کر رہا تھا اور یہ جاننے والے  
دل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے اس طرح کہہ رہا تھا: کچھ نہیں جینا اب فضول ہے  
شاہزادہ صاحب اب کہاں۔ تو یہ۔ خدا جانے وہ کس حالت میں ہو گئی۔ اونچا ملنا معلوم  
تلاش سے کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ نہیں۔ اب جان کو تم مری جانے دو۔ ہاں وہ مر جائے  
تو اچھا۔ اور اسیکے ساتھ زن سے تلواریاں سے کینچلی اور اس کے ساتھیوں نے  
اسکا ہاتھ تھام کر کہا: ”یہ ہے یہ کیا غضب ہو خدا کے لئے دُعا طبیعت بہنما لئے اپنی  
جان دیدینا تو ہر وقت آدمی کے اختیار میں ہے۔ جب چاہے گزیرے مگر یہ تو حضور خلیل  
فرمائیں کہ اگر اس وقت برج و غم کے عالم میں خدا نخواستہ آپ اپنی جان بکریں گئے  
اور شاہزادی صاحب کو دشمنوں کے بیچ غم سے نجات پانے کے بعد یہ دردناک واقعہ  
معلوم ہوا تو پھر کیا ہوگا وہ کہاں تک اس صدمہ کی تحمل ہوگی اور اوتھا خون مانتی کس کے  
سر ہوگا یا یہ بھی جانے دیجئے اگر تلاش اور جستجو سے کہیں انکا سراغ ملا تو پھر (خدا نہ کرے)  
آپ کی عدم موجودگی میں وہ کون ایسا شخص ہے جو انکو دشمنوں کے ہاتھ سے چھوڑے گا  
اس تقریر کے سنتے ہی جان کے چہرہ پر ایک قسم کا دیدی تعمیر پیدا ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ  
جوش جنون جو اب تک اس میں تھا رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے اور پہلو اس نے کچھ سورج کچھ تلواریاں  
کے قبضے سے اپنا ہاتھ ہٹایا یہاں تک کہ تلواریاں ہی دیر میں اسکا سرخ مٹرن چھوڑ دیا

ہو کر سپید ہو گیا اور اب اس جو شہ و خروش کی نشانیوں کی جگہ حسرت اور افسوس کے آثار نظر آئے۔ لیکن اب وہ بالکل تپ ہے۔ ہندوئی تہذیبی ماسین لے رہا ہے اور اس کے حال زاد پر روینوالی آنکھیں آنسو بہا رہا کر اس کے اس لی حد تک اچھی طرح اظہار کر رہی ہیں جس نے آج اس کی کل امیدوں کا فیصلہ کرنا چاہا ہے۔ تنواری دیس اس حال پر بھی گزرتی تو جان نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب ہو کر اس طرح کہا: ”ہاں تو پیرا کیا کرنا چاہئے؟ کیا کوئی تدبیر ہو سکتی ہے؟“

وہی لوگ ہاں کوئی بات ایسی نہیں ہے جس کی تدبیر ہو۔ تلاس کرٹھے اور ڈی ہونڈین گئے اور اگر شاہزادی صاحب سلامت ہیں تو ریح القدس کی جگہ ڈی ہونڈی نکالیں گے آپ گہراستے کیوں ہیں؟“

جان: ”نہیں آخر کب اور کس طرف چلنا چاہئے؟ ویر کرنی تو اچھی نہیں۔“

وہی لوگ: ”نہیں دیر اب کچھ نہیں ہے فقط اس قدر سہلت ملنی چاہئے کہ ہم اپنے تھکے ماندے گھوڑوں کو بانی ملا لیں۔“

جان: ”بہتر مگر جہاں تک ممکن ہو بہت جلدی سے کام لینا چاہئے۔ گواؤنگا ملنا تو معلوم ہے مگر حقداروں کی جستجو میں دیر ہوتی جاتی ہے اس سیدھ داروں کے ٹٹنے کی سوچوں امید اور بھی منقطع ہوتی جاتی ہے۔“

اس قدر اجازت پاتے ہی سب اپنی اپنی ضرورتوں سے جلد جلد فارغ ہو نکلے گئے اپنے گھوڑے کو ہری ہری وہ گہا نس چرنے کے لئے چوڑ دیا ہے جس پر گاؤنٹری کوڈ آت تو اڈل سے لگے ہوئے تھے۔ مگر نصیب آج تک نہیں ہوئی تھی کوئی آبشار اور پتے چوچہ شمو کا پانی پلا رہا ہے کوئی اپنے تھکے ہوئے گھوڑے کو تھلا تھلا کر کھلے میدان کی ہوا کہلا رہا ہے اور کوئی حواج ضروری سے فارغ ہو نکلے لئے دور دور پر نکل گیا ہے اس حال تقریباً ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا ہو گا کہ انہیں ادھر ادھر منتشر ہو جانے والے آدمیوں میں سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور جان سے گہرا کہہ کر کہا: ”حصہ عالی حصہ عالی۔ وہی میں اس طرف (داتہ کے اشارے سے) اپنا گھوڑا ڈھونڈتا ہوا گیا تھا کہ ایک جگہ ٹینے ایک لپنی پڑی ہوئی دیکھی جو شاہزادی صاحب کی ٹوٹی سے بالکل مشابہ ہے۔“

جان: ”کسی قدر خوشی اور تعجب کے لمحے میں، شاہزادی صاحب کی ٹوٹی ہے؟ چلو کہیں۔“

خبر لائیو الا شخص اوسکو لے چلا۔ اس کے سب سے بڑے بھائی کو اس کے ساتھ ساتھ لے گیا اور ٹوپی کی خبر لانے والا شخص انکو اوس جگہ سے پکھان اور دکن کمپٹرف لے جاتا تھا اُنپس سے تو قریب دو سو قدم کے بعد اوس جگہ پر پہنچے جہاں پر وہ ٹوپی خاک پر پڑی ہوئی تھی جو ابھی کل تک سر کے اون لٹانے لٹانے نرم بالوں کی زیب و زینت بنی ہوئی تھی جو پیاری ہنوریا کے نازک سینہ پر تھکھیر پان کر رہے تھے جان اوس ٹوپی کو دیکھتے ہی گھوڑے سے اوترتا چاہتا ہی تھا کہ ایک سوار نے جلوی سے وہ ٹوپی اٹھا کر اوس کے سامنے پیش کی عھو دنیا بہت سبک ٹوپی تھی اور اس کے چھپرے لڑیوں کا جال لگا ہوا تھا۔ جان نے اس کو بڑے شوق کے ساتھ ہاتھ میں لیکر دیکھا اور کہا: ہاں یہ پیاری شانہزادی کی ٹوپی ہے کچھ شک نہیں ہے۔ ادنین کے بالوں کی جھنی جھنی خوب آ رہی ہے ضرور ادنین کی ٹوپی ہے۔ ہاں خدا جانے کون ظالم اس سختی کے ساتھ اوسکو پکڑے گئے ہیں کہ یہ ٹوپی ناب اوسکے سر سے گر پڑی اور وہ غمگسری رہ گئی۔ نہ معلوم کون سنگدل ظالم تھا۔ وہاں بادھک کی جھنجر اور ان اس ٹوپی کے ملنے سے اس قدر تھوڑا سا چلتا ہے کہ وہ پیاری شانہزادی کو اس طرف لے گئے ہیں۔“

سبب ہماری "بیشک حضور کا قیاس بہت صحیح ہے۔ ضرور اس طرف لیگے ہیں ورنہ یہ ٹوپی ایسی ہلکی چیز نہ تھی کہ ہوا کے معمولی جھونکے اچھٹس سے اوڑا کر پہنانے آتے ضرور اسی طرف سے ان کا گندھوا"

جان بعد پھر افسوس کہ لے لی تھی، بے نہیں معلوم خدا جانے کوئی لیکھا اور کہتے  
بڑے افسوس کی یہ بات ہو کہ اگر اس طرف اوں کے جانے کا حال کل رات ہی کو کوئی  
وقت معلوم ہو جانا جس وقت ہم پران ہو چکے تھے تو اب تک ضرور سرخ مل  
جاتا مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ خیر اب اسی طرف چلنا چاہئے یا قسوت یا نصیب  
اور یہ کہتے ہی بہت بڑے جوش کے ساتھ اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑی اور اوڑھی  
کے ساتھ سب نے اپنے اپنے گھوڑوں کی باگ اوٹھادی۔ غلدار سمجھنے کے پڑنے  
سے تہر تہر تہر تہر کر بلبلد ہو ا جو اخبار ان کے اور جاری درمیان میں حیل ہو کر پرچہ  
بن گیا اور نہ معلوم یہ خاک اڑاتے ہوئے کس طرف چلے گئے۔

## پانچوان با

اب کمان جائیں!  
تھک تھک کر ہر مقام پہ چارہ گئے  
تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کیا کریں

جان کے روانہ ہو جانیکے بعد ہمارا وہ گہرا ہوا خیال جو چشم زدن میں خدا جلا  
کمان کمان ہنور یا کوڑ ہو نہ آیا ہے کوہ اکیس کے دامن ٹھکر نہ پہاڑیوں کی طرف چلا  
اسلئے کہ اب وہی ایک ایسی جگہ ہے جس طرف بظاہر ہمارا زیادہ شبہ ہوتا ہوا اور ہونا ہی  
چاہئے مگر ہوا کا بھی رنگ ہو کچھ دگرگون معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ پلیسٹیا تخت پرتی افروز  
ہے۔ مگر چپ خلیں۔ ولین مٹی ان اور ایشیئیس ہی اپنے اپنے موقع سے بیٹھے ہیں مگر سر  
جھکائے ہوئے ملول اور اندھ خلیں یہاں کا تو یہ نقشہ دیکھ کر ہوا ایک ایسی امر کا شک اور شبہ  
نہیں ہوتا ہے کہ ہنور یا میان نہیں ہے بلکہ اسی کے ساتھ اس امر کا ہی دل بھی کھینچنے  
والا اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا انخواستہ خدا انخواستہ ان مشکروں نے اس کے ساتھ کوی  
اور بر اسلوک تو نہیں کیا۔ ولین ابھن ہے۔ بیکلی ہے اور ان کمنجوتوں کی مہر کو کسی طرح  
نہیں ٹوٹتی جو کچھ حال کہلے لیکن یہ عام قاعدہ ہے کہ چپ بیٹھے بیٹھے ہی آدمی پریشا  
ہو جاتا ہے جب انکے بڑے ہوئے سکوت اور دیر تک کے حبس نفس انکے دل پر بہت  
گہری پیدا کر دی تو پلیسٹیا نے سرواٹھایا اور ایک ٹھنڈی سافش کے سلسلہ میں کہا  
دیکھو ان ایشیئیس اب تو تھک جان اور ہنور یا کے ٹپنے کی گسیطہ اسید نہیں معلوم ہوتی اور  
امید تو جگہ پہلے ہی سے نہ تھی مگر فقط تمہارے کہنے سے مینے قوجین روادہ کر دی تمہیں  
صفت صفت میں بہت ہی جانیں ضائع ہوئیں اور قوجی لوگوں کو جو صعوبت تو بکلیف  
اور ٹھانی پڑی اوس کا تو کچھ حساب ہی نہیں ہے

ایشیئیس "مان حضور کا ارشاد بجا ہو یہ ہی ایک اتفاق کی بات تھی جو پیش آئی وہ  
جو تیرے بیٹے کی تھی وہ بجا تو تھی۔ اب یہی مین غافل نہیں ہوں مین یہاں ہوں مگر میری  
چلتی ہوئی تدبیر اور تیزی کے ساتھ جانو والا خیال دیر دور تک کی خبریں لے رہا ہوں"

وہیں ٹہنی ان تو رہ۔ اب وہ لہان سے اپنے چہرہ کو لٹکائی ہوئی فوج میں بنی  
 واپس تائیں اور مینو اسکے میدان میں جو کچھ گذرا وہ اون کے دو چار رہے تھے سوار کو  
 کے افسوسناک بیان سے معلوم ہو گیا جو خدا جانے کس شکل ہو اپنی جان بچا کر سرائی کا کچھ  
 پلے پھیلے ڈیا۔ دیکھیں ہماری فوج کی یہ بہت بڑی حماقت تھی کہ یکبارگی اس طرح اونہوں نے  
 دن میں حملہ کر دیا۔ اونکو چاہئے تھا کہ جب اونکے دشمن رات میں غافل ہو کر سو جائے  
 اوس وقت اطمینان کے ساتھ بخون مارتے ۛ

وہیں ٹہنی ان یہ بیشک غلطی ہوئی اور بہت بڑی غلطی لیکن اب اسکا علاج کیا  
 جان اور ہنور یا اب کسی طرح نہیں ملتے۔ ہرگز نہیں ملتے ۛ  
 اس جگہ کے ختم ہوتے ہی گو چاروں طرف سکوت پیدا ہو گیا تھا اور ہر ایک کی خاموشی اپنی  
 زبان حال ہی اس امر کو ظاہر کر رہی تھی کہ اب انتہا درجہ کی ناامیدی نے اس قدر ان کو  
 دل پر قبضہ کر لیا ہے کہ اس معاملہ میں یا اب کچھ کرنا نہیں چاہتے مگر اسقدر باتوں کو سننے  
 سے ہمارا وہ خیال ضرور بدل گیا جسکی بنیاد پر ان تک ہمارا ذہن پہنچا تھا اور اسی طرح سے  
 یہ بات ہر کوئی سن کر یقین کر لینی چاہی کہ ہنور یا یہاں نہیں پہنچی بلکہ چرچ و خفا کی قسم ڈالنے والی  
 چالیں اسکو کسی اور ہی طرف نے کھینچ لی تھی حالت میں گو ہمارا یہاں تک آنا بالکل بے فوٹو تھا  
 اور اپنی اس نا کامیابی پر ہر کوئی سنا سفا بھی ہونا چاہئے تھا لیکن خدا گواہ ہنور یا کو یہاں  
 نہ ملنے کی وجہ وہ خوشی ہوئی تھی کہ اوکو کچھ کسی طرح بیان ہی نہیں کر سکتے۔ ہنور یا چاہے اب  
 ہر کوئی نہ لیکن یہ نہ ملنا پھر اس بد بھلا چنا ہو کہ وہ ہر کوئی یہاں ملتی اسکے باہمی شقی القلب  
 تھلہ تھلہ کا دل تھانوں کے دھن دھن کی جگہ دشمنی کی آگ بھڑک ہی تھی اور اس سے بلند  
 ہوتے ہوئے شعلوں نے غم خدیب ہنور یا کو جلاتے جلاتے اب خود انہیں کو خاک سبھاہ  
 کرنا شروع کیا تھا۔ ہنور یا اگر اوکو کچھ جاتی تو خدا جانے کس سختی سے وہ اس کے ساتھ پیش  
 آتے اور شاید وہی انتقام لینے کے ارادہ ہنور یا کے اس طرح آنکے ہاتھ سے نکل جانے پر  
 ان سبک اسقدر غمگین بنائے ہوئے ہیں ورنہ اونکو اس سے کیا مطلب تھا خیر اور تو  
 اور لیکن شہسوار کا جو اسرا و سکا اتر اتر ہوا چہرہ اور اوسکی اوس تیز زبان کا جو گردش  
 ظلمی کی طرح بھی دکھتی ہی تھی اس طرح خاموشی کا طریقہ اختیار کر لینا نہایت عجیب غیر معمولی  
 ہوتا ہے۔ آخر اوکو اس قدر غمگین ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں وہ اُداس تھا لو کہیوں

اُس کے چہرے پر اس وقت ہوا یوں آڑ ہی تین شاید اس معاملہ میں جو اوس کا  
 ناما کا میانی ہوئی تھی اوس نے اسکو سب کی نظروں میں بے وقعت ثابت کیا ہو گا اور  
 جان کے اس طرح صحیح و سلامت نکلتے ہوئے اوس کی اوس حد کی آگ نے اوس کے  
 تن بدن کو بالکل ہونکدیا ہو گا جو دونوں سے اُس کے سینے میں سلگ رہی تھی وہ اس طرح  
 خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ پلیسید یا تے اوس سے مخاطب ہو کر کہا کیوں ایشیس آج تم اس  
 قدر چپ کیوں بیٹھے ہو۔ تیر تو ہے۔ تمہارا مزاج کیسا ہے ؟

ایشیس دبا ہوا ہو کر کی بجی بان پر دم شد۔ خدا حضور کو سلامت رکھے میں اچھا ہونا  
 یہی اس معاملہ کی ناکامی میرے دل کو بیت حد درجے ہی ہے افسوس میری وجہ سے  
 قوت کو حد تکلیفیں ہی اودھانی پڑیں بہت سی جانیں ہی ضائع ہوئیں اور پھر کچھ مطلب  
 نہ نکلا سبک برا ہی بنا اور حضور ہی ناخوش ؟

پلیسید یا تے بان جھگو اس امر کا افسوس ضرور ہے کہ بلا وجہ میرے بہت سے آدمیوں  
 کی جانیں ضائع ہوئیں لیکن اب اسکا مال ہی کیا جو ہونا تھا ہوا کیا کیا جائے فتح  
 شکست کسی کی اختیاری بات نہیں ؟

ایشیس (اپنے دل میں) : اے ادمین تو خدا جانے کیا کیا سہرا ہو گا اور نہ بان تو اس  
 طرح کہا جاتا ہے (پلیسید یا تے مخاطب ہو کر) مگر کچھ ہو۔ جب تک میں ابکا پنہ دنگا لون گا  
 او وقت تک جھگو کسی طرح چین تو اسکا نہیں۔ جھگو اپنی ناکامیابی پر سخت افسوس ہو  
 میں نے پوشیدہ طور پر انکا سراغ لگانے کے لئے بہت سے آدمیوں کو انعام و اکرام  
 کا امیدوار بنا کر چاروں طرف بھیجا ہو کوئی نہ کوئی تو پتہ لگا کر گا۔ ہاگ کر جائیں گے کہاں ؟  
 ویلن ٹی ان : اب یہ سب فضول ہے وہ نہیں مل سکتے اور اس سے نتیجہ ہی  
 کہا ہی نہ کر سکتے تو ان کو انکی اس حرکت کی سزا دی جاتی ! خیر نہ سہی۔ ہماری جو  
 اصلی غرض تھی وہ تو حاصل ہو گئی اب ملک اور مال یہ تو ہنور یا کی وجہ سے کوئی نقصان  
 نہیں پہنچ سکتا ؟

ایشیس (اپنے دل میں) : یہ اس کجحت کو اپنے ملک اور مال ہی کا خیال ہے پس  
 اور کچھ نہیں (کسی قدر بلند آواز سے) : مان حضور کا ارشاد سچا ہے مگر جناب عالی یہ تو  
 خیال فرمائے کہ اتنی بات سے کس قدر بد بوجی ہو گئی اور کس قدر اندیشہ لگتا ہوا ہے ؟



ایشیسی نے اپنے اس جملہ کو ابھی ختم ہی نہیں کیا تھا کہ صدر دروازہ کی چمکنی اور مٹی اور دیواروں کی بنی بنی پوڈوکیا اور اسکی دونوں سہ پارہ پشیمان آکر داخل ہوئیں جو بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ ملی گئیں لیکن یہ عجیب بات تھی کہ انکے آتے ہی ایشیسی کو پھر چپ لگتے گئے۔ ان آنے والی لڑکیوں کی طرف ایک سرسری نظر سے پکھا اور پھر کچھ اس طرح خود میں آگیا کہ گویا کسی بڑے امراہم میں خود گر رہا ہے اسوقت اسپر زنجودی کی ایک قسم کی کیفیت طاری تھی آنکھیں مہلی جوی تھیں اور جس طرف دیکھتا تھا دیکھ رہا تھا گویا شیشے کی آنکھیں تھیں جو کسی طرف کو پھرتی ہی نہ تھیں اور پلکیں اپنی حرکت بھول گئیں تھیں اور اہلکی پٹلیوں سے نکلنے والا نور اس انتشار کے ساتھ اسوقت نکل رہا تھا کہ سامنے کی کسی ایک خاص چیز کے اس پاس اوکا کا دھڑا نہیں بننا تھا گویا وہ دیکھتا تھا تھا گویا چیز اسکو نظر نہیں آتی تھی۔ یوں نہ کیے میں تو یہ چپ تھا کہ یہ باتیں دلیں جو رہی تھیں لاجول دلاؤ وہ اس سلطنت نے میری کچھ قدر نہ کی در اسی بات میں کس قدر شراطعہ دیا اب اگر وہ دلیں تو میں کیا کروں تیرے کرنا میرا کام تھا اس میں پینے کچھ کہ نہیں کی ان سے کسی طرح کی امید نہیں رہی تھی چاہیے باقی قیس کے وقت کی خصوصیت اب تک انکے دل میں ہری ہوئی ہے مصاحت اور کچھ مجبوری سے انہوں نے اپنی سلطنت میں محکم اس قدر ذخیل ہونے دیا اور یہ سب میرے جانی دشمن ہیں۔ جانی دشمن۔

اس کے بعد اس کے ذہن میں کچھ ایسے خیالات آئے جنکے راز دار رہنے کیلئے اس نے اپنے دل سے بھی کچھ کہنا منہ سب سے شہما اور تہوڑی دیر خاموش ہو کر کسی قدر غور میں آگیا اس حالت پر ابھی چند منٹ بھی نہ گزرے تھے کہ خدا جلالتے کیا خیال اس کے ذہن میں آگیا کہ کچھ خوشی کے آثار اس کے چہرے پر نمایاں ہوئے اور اس نے بہت ذہنی زبان سے یہ کلمات اپنے دل سے کہے ہاں ہاں ہی ترکیب اچھی ہے۔ سلطنت ہاتھ آئے گا اگر کوئی طریقہ ہے تو یہی ہے۔ مجھ کو ضرور ایسا ہی کرنا چاہئے اور یہ کہتے ہی کہتے ہر اس کے وہ خیالات جو اس کے دل سے باتیں کر رہے تھے اسی جگہ ٹھسک کر خاموش ہو گئی ایشیسی کی یہ باتیں بہت ہی بے ربط تھیں اور اسکا مفہوم صاف طور پر کچھ ذہن میں نہیں آتا تھا لیکن ہاں آگے باتوں سے اس قدر توجہ ضرور نکلتا تھا کہ وہ اٹلی کے تخت اور تاج کی فکر میں ہے۔

پلیسیڈ یائے گواہ تک ایشیس سے اسکی پہلی دغا باز یوں کا کوئی عرصہ نہیں لیا تھا اور نہ  
اوس کے دل میں اب اس قسم کا کوئی خیال باقی تھا لیکن اصل بات یہ ہے کہ وہ بد باطن  
اوری جبکے دل میں خود چوڑتا ہے کبھی کسی سے صاف ہو کر نہیں ملے اور ضرور موقع محل  
کے منتظر رہتے ہیں۔ گو ہم ابھی یہ نہیں کہتے کہ ایشیس کا یہ ارادہ کہا شک اٹلی کی سلطنت  
کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور کہا شک نہیں مگر ان یہ تو ضرور کہیں گے کہ جب ایک مرتبہ  
پلیسیڈ یائے گواہ ایشیس کے خبث باطن کا اندازہ ہو گیا تھا تو اوس کی احتیاط اور دور  
اندیشی کے لحاظ سے یہ نہایت ہی بے موقع تھا کہ وہ اس پر بھروسہ ہی کچھ اعتبار کرے یا اسکو  
اپنی سلطنت میں داخل ہونے دے۔

اوس صحبت میں بجز بے لطفی کے چونکہ کسی قسم کی اور کوئی دلچسپی نہ تھی اور جو تھا  
تصویر چپ پٹھا ہوا تھا اس وجہ سے یہ صحبت بہت ہی جلد بربخاست ہو گئی اور  
یہاں سے اودھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ ایشیس الوان خاص سے نکلا کہ ابی اپنے  
مکان تک پہنچا تھا۔ سواری چلی جاتی تھی اور سلام کے لئے ہر شخص اپنا سر جھکا رہا  
تھا کہ ایک شخص نے سامنے بڑھ کر بالکل خیر معولی طریقہ سے سلام کیا جس میں گواہ  
کا پہلو زیادہ لمبہ نہ تھا مگر ان اوس کے ذریعہ سے ایک خاص قسم کی خصوصیت  
پیدا ہوتی تھی۔ دیکھنے میں یہ شخص کسی قدر سن معلوم ہوتا تھا لیکن نہ اس قدر  
کہ اعضا کی طاقت جو انی کا زمانہ بزرگی میں ہو اوس کے سر کے سپید اور سیاہ پجری ٹال  
بتا رہے تھے کہ دنیا کا گرم اور سرد اچھی طرح دیکھ ہوئے ہے اور زبانی کے انقلابات  
نے اسکو شراخ بر کا رہا دیا ہے اس کے میلے لباس اور گردن او دھیرہ سے معلوم ہوتا  
تھا کہ یہ دنیا کی نرم اور سخت زمینوں کو طے کرتا ہوا ابھی کہیں سے چلا آتا ہے اور  
اسی کے ساتھ ہسکا قیافہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ یقیناً یہ بہت حسیت اور چالاک آدمی ہوگا  
ایشیس نے اسکی صورت دیکھتے ہی جیسے اپنے گھوڑے کی باگ روک لی وہ بظاہر  
ایشیس سے مدیع شخص سے کچھ تعجب ہی نہ تھا بلکہ کسی قدر بد نما بھی معلوم ہوتا تھا مگر  
خدا جانے کیا بات تھی کہ اسے بہت توجہ کے ساتھ اس سے پوچھا کہ کب آئے ۱۹

وہی شخص "حضور ابھی چلا آتا ہوں"

ایشیس "بہت شوق کے ساتھ" کچھ سراخ لگاؤ

وہی شخص جس نے جی ہاں عرض کر دیا گا

اسکے بعد پھر سواری چلی اور سواری کے ساتھ یہ بھی سب دیکھنے والے جہان تھے کہ کون  
 شخص ہے جس سے ایشیس نے اس طرح باتیں کیں۔ لیکن یہ ایک ایسا راز تھا کہ نوشتہ تقدیر  
 کی طرح اس وقت نہ کہلتا تھا نہ کہلا سکا۔ پر پوچھنے کے بعد ایشیس اس شخص کو اپنے  
 ساتھ لے اپنی نشست کے اوس کمرے میں پوچھا جو اس وقت اس طرح خالی تھا جس طرح کسی  
 حرم ان نصیب عاشق کا دل خوشی سے خالی ہونا چاہئے۔ ہوا کہاں نہیں پوچھتی ہے  
 لیکن ایک جگہ سے دوسری جگہ آواز پوچھنے کی ہوا چونکہ خود ہی قوی ذریعہ ہے اس  
 وجہ سے اسکو بھی غماز سمجھ کر وہاں سے نکال دیا۔ دروازے بند کر دئے گئے۔ اور باتوں  
 کا سلسلہ شروع ہوا جس لب اور لہجے اور جس اخفا کے ساتھ یہ باتیں کی جاتی تھیں  
 وہ بہت ہی اندیشہ ناک تھا اور بدگمانی کے ساتھ ساتھ آئینہ والے خیالات بھر جہاں  
 اور راز پرانہ شوق کے اور کوئی خبر کان تک نہیں پوچھنے دیتے تھے اسی حالت میں  
 اس کمرہ کی یہ سی سی ہوا ان کے آہستہ آہستہ ہونے والی باتوں میں سے کچھ متفرق الفاظ  
 کہیں کہیں سے چراگرتا رہے گا یہ تک پوچھا دیتی تھی جس نے اس وقت فلاکوں پر غایت  
 ہوشیاری سے دیکھ کر اپنے اندر ایسے غلطی پیدا کر دیا تھا ان الفاظ میں سے جو الفاظ سب سے  
 زیادہ ہماری سمجھ میں آتے ہیں وہ جان اور ہنویا کے نام ہیں اور اسی اعتبار سے یہ  
 خیال ہو سکتا ہے کہ اس احتیاط کے ساتھ یہ ہوسنے والی باتیں شاید انہیں دھونے کے  
 متعلق بھی ہوں۔ لیکن ہمارے حواس اس وقت درست نہیں ہیں۔ ہمارا خیال اس قابل  
 نہیں ہے کہ اس پر حیرت بھی طیناں کیا جاسے۔ ہمارے دل میں جان اور ہنویا کی محبت ہے  
 جو بے لایح ہمارے دل کو مسل رہی ہے۔ ہمارے دل میں انکا خیال ہے کہ وہ خیال کے ساتھ  
 واقعی یاد۔ انہیں کی آواز ہمارے کانوں میں بھری ہے۔ انہیں کی صورت ہمارے  
 آنکھوں کے سامنے پڑ رہی ہے اور اس بنا پر جائز ہے کہ اس وقت اول کے نام سننے میں  
 ہمارے کانوں کو دھوکا ہوا ہو اور یہ باتیں کرنے والے کچھ اور ہی کہہ رہے ہوں لیکن  
 ان باتوں میں یہ کیسا اثر ہے کیا بات ہے کہ انکو کوشش ہو ایشیس کے چہرے پر خوشی  
 اور مسرت کے آثار نمودار ہوتے آتے ہیں اور اسکا چہرہ وہی اس وقت غیر معمولی گہرائی میں  
 کے ساتھ ششائش ششائش معلوم ہوتا ہے کہ وہ احتیاط کے خیال سے اپنی آواز کو بلند نہیں

ہونے دیتا مگر جو خوش مسرت اس وقت اس کے دل میں بہا ہوا اس کی تنگ اگر یہ چلے  
 کہی کہی اور کی زبان کو گل ہی جاتے ہیں۔ اب کیا ہے اسی فریب سے سب کام بن جائینگے دھمن  
 لیا ہو گا یا دہی کریں۔ اور نکاحی پتہ چل جائے تو پھر لطف دیکھئے۔ مگر اُنخاب جاتے کہاں ہیں۔  
 یہ وہ بے ربط جملے ہیں جو اس کی "اول سے آخر تک" کی گفتگو میں کہیں کہیں میاں میاں کی  
 سننے گئے لیکن اب ایشیس کی کیفیت تھی کہ کس وقت تو اس کے چہرے پر بے انتہا مسرت  
 پیدا ہو جاتی تھی اور کبھی اس کے چہرے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی پیدا ہوئے  
 والے متوج اور خود سے بلائے ناگہانی کی طرح اسکے اس خون کو منہ لگا کر جو س لیا تھا جسکو  
 جوش مسرت نے اسکے چہرے کی اس جلد کے نیچے رسی لہریں لینے کیلئے پیچیدیا تھا جس کی  
 رومی آب و ہوا کے فیض بخش اثر نے مارک اور زانہ کی ساتھ بہت پیچیدہ کیا ہے۔  
 یہ اور تعجب کی بات تھی کہ یہ نیا شخص خدا جانے کیا کہہ رہا تھا اور اس کی تقریریں کیسا اثر تھا کہ  
 اسکے ایک لفظ کے کہہ دینے سے وہی فوراً ایشیس کے اس صبح میں کی آجاتی تھی اور مسرت کی  
 دلچسپی والی نشانیان تباہی تھیں کہ جو شکل ابھی اسکے ذہن میں آئی تھی وہ آسان ہو گئی  
 تھوڑی دیر تک تو ان دونوں میں خوب پہنچتی رہی اور پھر وہ شخص کچھ اس طرح رخصت  
 ہو کر جہان سے چلا گیا کہ گویا کہیں دور کا عزم کرتا ہے۔ ہاں جلتے وقت کا اس کا یہ  
 آخری جملہ بہت توجہ کے قابل تھا کہ وہ اب میں جاتا ہوں اور وہاں سے اسکے نکال لائے  
 جو جو تیرا عجیب سے ہو سکتی ہیں میں لاتا ہوں لیکن فوجی مدد و کمک ہو آفاصل نہیں  
 اس کے چلے جانے کے بعد تیس اعز کو شش سے اب ہنگو معلوم ہوا کہ یہ شخص انہیں لوگوں میں  
 تھا جن کو انیس کعبت نے جان اور ہنور یا کے پتہ لگانے کے لئے بہت مخفی طور پر روانہ کیا ہوا  
 اور اب جو ہم اسکے ہمسفر چلوں کو ایک دو مسرت۔ ربطا رہتے ہیں تو گو کہ وہی اب بھی  
 یقینی امر محمد میں نہیں آتا ہے مگر پھر بھی ایشیس کی خوشی اور انہی طبیعت کا انتشار دیکھ  
 کر جان اور ہنور یا کی نسبت اس طرح کے برعزاندینہ نہیں آتے ہیں اور دل کانپ جاتا ہو  
 ایشیس خوش خوش بیٹھا ہوا ہے اور آپ ہی آپ اسے دل سے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ  
 ہنود یا اگر ملگتی تو ہر جان کا غنا کیا مشکل ہے جہاں وہ ہو گیا۔ نور یا کی خبر وہاں کشان کشان  
 ہونے لگی ہے اور کسی بیان آنے اور ہر کہان جاسکتے ہیں اس سے اچھا اور دوسرے ذریعہ  
 لکھ اور وہ بطن ٹنی ان کے دل خوش کرنے کا نہیں ہو سکتا ہے۔ اور شاید یہی ایک ایسا موقع ہو

جس میں اپنے ارد گرد نیربڑے بیٹے کے لئے ملکہ کی بڑی چوٹی کی درجہ است کمرون اور وہ  
اسی خوشی میں میری اس خواہش کو پورا بھی کرین اگر یہ نسبت انہوں نے منظور کر لی تو  
وہ مستطابین حال ہو جائیں گی جو عرصہ سے دین تو تین مگر اب تک انکو ظاہر ہونا بیکار و قیام  
نہیں طاہر البین ہونا یا کامل جانا مشروط ہے (خود ہی) لیکن یہ شخص بہت ہوشیار ہے  
اس کے کمزور غریب کے چلتے ہوئے تیر کہی خطا نہیں کر سکتے کسی دیکھی ترکیب کو ضرور کان لائیں گے  
پلیسٹ یا کی کیمتری نے تو خود ہی اسکو آفتاب لب بام کر دیا ہے آج مری کل دو مردوں نے  
دین ٹنی ان اور اسکی بیوی پوڈو کیا انکو سے نوشی کی کثرت نے آئے دن کا بیلا بنار کھا  
یقیناً بہت جلد انکا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور پھر پھر پوڈو کیا کی بڑی صاحبزادی کو کوئی  
اس تحت و تلج کا مالک معلوم نہیں ہوتا اگر انہوں نے اس نسبت کو منظور کر لیا تو پھر کیا  
یہ تخت اپنے ہی قبضہ میں ہے۔

ایشیسی کی یہ ایک مجذوبانہ بڑتی جسکو وہ اس بخودی کے عالم میں اپنے دل کو کر رہا تھا  
جو اسکی نئی غمی خواہشوں اور امیدوں نے اس کے دل میں پیدا کر دی تھی۔ گو اس کے  
خیالات بظاہر ایک ایسے آدمی کے خیالات تھے جس کے دماغ میں خلل و غفلت میں غور  
آگیا ہو اور ایسا خیال کیا جاتا تھا کہ توڑی ہی زمین یہ سب خیالات خام اسکے فلسفے  
محل جائیں گے مگر نہیں یہ سب خواہشیں بہت نا شعبوطی کے ساتھ اس طرح اسکے دل پر  
قبضہ کئے ہوئے تھیں کہ کسی طرح اس کے دل سے نہ نکلیں اور اب وہ رات دن نہیں  
فکروں میں مشغول ہے۔

## چھٹا باب

غیبی مرد

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان  
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبراہٹیں کیا

صبح ہے اور شوق کی طرف سے ابھی وہی غلغلے والے آفتاب کی سرخرائیں جھلک رہی ہیں  
ابنا چل بل دکھاتی ہوئی اس وقت دریا میں کے اس جیسے عجیب لطف پیدا کر رہی ہیں

جو پیرس کے جنوبی طرف سے بہتا ہوا اس طرف نکل گیا ہے جو زمانہ حال میں آبنائے انگلشیہ کے نام سے نامزد ہے۔ کروٹوں کا کسی کی مشربلی نگاہوں کی طرح جھک جھک کر سطح آب پر گرنا لہر و کھاکسی مٹے ہوئے عاشق کی طرح اونکھاپنی کو دین لینا چلتی ہوئی ہوا کا بگڑا بگاڑ کر دیکھنا۔ اس ہوا کی یہ طرح نگاہیں لوہنگا وٹوں کے ساتھ دست اندازیاں دیکھ دیکھ کر پانی کا مضطربانہ اچھلنا اور انہیں جھکوں کے ساتھ ان کروٹوں کا تمللاتے ہوئے نکلیا مار دینا اور انہیں اسی حالت کو یاد دلائے دیتا ہے کہ کوئی حسین کسی اپنے چاہنے والے کے آغوش سے چمک کر چمک گیا ہو۔ جنوبی ساحل کی طرف دور دور تک گیسٹانی میدان پر حسین بیکے کے قہقہے اس وقت بڑے لطف کے ساتھ چمک رہے ہیں شمالی ساحل کی طرف پیرس کے عالیشان اور بلند عمارتوں کے اونچے اونچے مینار اور سپید سپید مٹیرین نظر آتی ہیں۔ غریب صحت میں جنگل کا سلسلہ ہے جو جنوباً شمالاً پھیلنا چلا گیا ہے اور آفتاب کی وہی کرنیں جنہیں اب مشرق کی جگہ الکی الکی زردی باقی رہ گئی ہے اس جنگل کے درختوں کے ہرے ہرے پتوں تک پہنچ کر تیز کاہی رنگت میں کچل رہی لطف پیدا کر رہی ہیں جنگل پھول رہا ہے اور پھولوں کی طرح پھول کی خوشبوئیں اس وقت کی چلنے والی نسیم سے ہلے ہوئے تیری آزمادی کشتیاں چاؤ نظر پر پہنچ رہی ہیں یہ وقت ہے۔ یہ مقام۔ یہ زمانہ اور جنوبی ساحل کی طرف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس طرف آ رہا ہے۔ کون ہے؟ کوئی گھوڑے پر سوار معلوم ہوتا ہے لیکن کچھ اسطرح گھوڑے پر بیٹھا ہوا کہ گویا کسی بات کی اسکو اس وقت خبر ہی نہیں۔ یہ آنے والا سوار اس طرف آتے آتے ساحل کے پاس پہنچ کر بہت جلدی کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سے اتر پڑتا ہے پیادہ چلنے لگتا ہے کی گردن پر پھپکیان دیتا ہے اور پیرا و سکوپانی پلا کر اپنے ہاتھ منہ دھوئے بین شغول ہوتا ہے۔ گوجھ کے لحاظ سے یہ خیال ہو سکتا تھا کہ یہی اسکے کچھ کہا باچیانہ ہو گا اور اسکے جسم کی وہ عارضی گرمی ہی جو قطع مسافت نے اسکے اعضاء میں پیدا کر دی تھی وہی باقی ہوگی۔ مگر ایسی حالت میں نہاد منہ پانی پینے کی مضر توں پر اسکی جلدی اور پیاس نے مطلق اس کے خیال کو اس طرف نہیں جانے دیا اور پانی پینے کے بعد وہ دریا کے ایک اونچے ٹکڑے پر چپ بیٹھ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تمام لیا اور پانیوں نیچے لٹکا دئے اسکے چہرے کی جھجی ہوئی گرد اور غبر جھوٹی سیاہی کے غالب آ جانے لے گواؤں کے بھڑکے کو بالکل بدل دیا دیا ہے مگر کچھ ہوش نہیں اسکو پہچان لیا ہے اور اچھی طرح پہچان لیا۔ یہ چار دہشت

کار فریق میکس۔ این اگر بیان کمان؟ یہ تو ہندو کی ہولناکیوں کا کیا  
 ہندو کے مقدس اس میں کسی کو جلا کر دیا؟ آہ۔ اسے کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہو۔ جیسا کہ جلا کر دیا  
 درندہ اس طرح تنہا کین لارا اور پھر تار اور لکڑی بھیجی کہ اس کا بیان اس طرح پتھیا اتفاقاً ہی طور پر ہو گیا تو  
 گوہریات ہوائے اضطراب کے لئے کوئی مفید چیز معلوم نہیں تھی مگر خیر آئیے اس کے پاس تو چلیں  
 شاید کوئی بات معلوم ہی ہو جائے۔ دیا گاہ تھا اور شفاف پانی زمین پانی کی لہاوتی نے ایک قسم  
 کی لگی لگی خیلا ہٹ پیدا کر دی ہو اس کے پتھیر میں بڑے بڑے لہجے کے ساتھ اسکی آنکھوں کے سامنے  
 لے رہا ہو مگر اپنے خیالات میں کچھ اسسا ڈوبا ہوا ہو کہ اسکا اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ یہ تو اس کا  
 منتشر خیال۔ گھبراہٹ کے ساتھ ہر طرف ذہن جاتا ہو اور اس پر آتا ہو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس  
 لیا جاتی ہیں اور پھر اس طرح اپنے دل سے باتیں ہوتی ہیں اور کیا کیا کروں کمان جادو میں ساری دنیا کی  
 تو خاک چھان آیا۔ مگر نہ وہی حشر تھے ہیں اور نہ کہیں شانہ زادی تھا۔ کاپتہ چلتا ہو کس طرح میں  
 جان پڑی ہو کچھ نہیں معلوم شانہ زید صاحب کے کون اس طرح دھندلیگا جس اتنی ہی پر میں کین لڑائی کی  
 کیفیت دیکھنے لگا اور دہرہ غائب کچھ میں نہیں آتا کہ وہ کدھر گئیں  
 اپنی نائن کے میں دتے پر تو لڑائی ہی ہو رہی تھی۔ بھلا اس طرف سے کون آسکتا تھا؟ جنوب کی طرف  
 دیر یا قتلہ شمال کی طرف پار تھا اور آگے اس طرف کوئی انکا صوفیہ ذہن میں نہیں آتا اور حریف  
 سہی تو اس وقت کسی کو لنگے وہاں آنے کی ضرورت کیا تھی جو گھاٹ میں منت کا مستطری بیٹھا ہوتا  
 اسی تلاش اور جستجو میں مجھ اسکے اور تو کچھ حاصل نہیں ہو کہ جان ہی ہاتھ سے گئے۔ یا۔ غوس  
 خلجی خواب خستہ کہان کچھ پڑھے ہوئے اور کس حال میں گئے۔ پریشا کی طرف کچھ کچھ آئے جا یا کہ قصد  
 معلوم ہوتا تھا وہاں نہ لے۔ اب اس طرف آیا ہوں دیکھے یہاں بھی نے ہیں کہ نہیں عجیب نہیں جو انکا  
 گھبراہٹ ہوا خیال نشان نشان اُن کو اٹلی لگتا ہو (ٹھنڈی سانس میکس) خدا غور سے آگیا ہوا تو  
 بڑی ہی غضب ہونہاں پتھر پھر اُسی جان کا خدا ہی حافظ ہو  
 یہ باتیں کرتے ہی کرتے اُسکے دل کا اضطراب بڑھا۔ آسمان کی طرف اٹھا کر دوچار ٹھنڈی سانس  
 میں اور پھر سر جھکا کر کچھ ایسے سناتے ہیں آگیا۔ جسے دیر نہ گنا کہ ایک قسم کی چوڑی میں مبتلا رکھا۔  
 میکس کی بات اتنی کہ ہمارا خیال تھا کہ وہ شانہ زادی ہندو کے ساتھ ہی اور یہی میکس لیٹا تھا  
 کہ ایک کچھ ہوا اس لمبی کچھ لمبی ہو سکتی تھی کہ اگر نہ تو یا ایک صحیح سلا ہو اور اپنے لیٹا ہو اور کچھ چھوٹا  
 رہا ہو سکتی تھی تو کو میکس اپنے مکان بھائی میں کوئی فیدہ اٹھا نہیں گئے گا اور شاید

کامیاب بھی ہو جا کر وہ آج یہ میسر بھی جان کی تمنا کو بھی طرح طرح سے گئی اور اس طرح گئی کہ اس  
پھر آنے کی امید بھی نہیں۔ اب پیاری بہنویا تیرا دل ہی مفلک ہو۔ آفاقہ ہاں مارا گیا۔ تاج سے اس طرح  
مغارت ہوئی اور میکسس کا چال اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کی تہی اور ایک ملی ہزاروں صد میں اور لاکھوں  
کوئی مرد کی حضور نہیں۔ دو حور تین اور حور تین بھی وہ جن کا دل قابو میں نہیں کیا ہو سکتا ہو آہ  
جن جگر ہو گی اب ہاں سے تیری طرح تیری خبر بھی نکل سکی۔

میکسس اب کبھی اس طرح چھپ بیٹھا تھا۔ دریا کی لہریں لہریں میں کرہیں اور گردن کا عکس پانی سے اٹھ  
اٹھ کر چھلٹا ہوا اس کے سامنے سے دریا کے کنارے پر گرد ہاتھ لگے یہ بندہ بان پر گردن سے یہ تحقیق میکسس کی  
آنکھوں کے کچھ بھی اپنا اثر کرتا اور وہ اٹھ اٹھ کر ڈرا بھی اسی طرف بیٹھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے  
حسرت اور افسوس کے نق و حور تھے جن میں اس کی نظر جھٹکتی ہوئی پھرتی تھی اور اس کا سری  
طرح جھکا ہوا تھا جس طرح اہتائی درجہ کے منوم آدمی کا جھکا ہوا چہرہ کی طرح تھی کچھ اہست پیدا ہوئی  
یہ اہست چلنا دیکھ کر اس کے ہنسی جو گھوڑوں پر سوار تھے اور یہ شمال کی طرف سے بہت آہستہ  
آہستہ اپنے گھوڑوں کو اس طرف لے آتے تھے۔ گواٹے کی اہست نے میکسس کی نظر کو بے اختیار  
ایک مرتبہ اس کی طرف اٹھا ہی یا مگر یہ اپنے خیالات میں اس وقت کچھ ایسا الجھا ہوا تھا کہ اس نے غور  
فورا جھکا لیا۔ ان آنے والی تعداد میں آسٹریا کے قریب تھی جو بالکل مسلح تھے اور فرانس  
کا فوجی لباس ان کے قریب تن تھا۔ ان کے آگے آگے ایک معزز شخص کا گھوڑا تھا جس کے سر پر  
شاہی تاج و حریب میں جگہ گرا تھا اور اس کا آہستہ آہستہ گھڑے کو لے چلنا یا مرتبہ اٹھا کر شاہ  
صبح کی دہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھانے کے لئے یہ اس وقت گھر سے نکلا ہو جسکو ساری دنیا  
دلے دل سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں مگر افسوس ہمارے ہند میں اس کی قدر نہیں۔ وہ اس طرح آہستہ  
آہستہ اپنے گھڑے کو اس طرف لے آتا ہو اس کی آنکھیں دیر کا لطف اٹھا رہی تھیں کہ کیا رہی اس کی  
نظر میکسس کی پٹری میکسس کی وضع جو نکل اہل فرانس کے بالکل ملتی ہوئی نہ تھی اس سے اسکو  
اپنے سواروں نے مخاطب ہو کر میکسس کی بابت کچھ پوچھنا پڑا لیکن اس وقت تک ہمارے دوست  
رفیق سے چونکہ کوئی واقف نہ تھا اسوجہ سے سب کے اپنی لاعلمی بیان کی اور فوراً ایک آٹ  
میکسس کی طرف اس لئے بھیجا گیا کہ وہ اس کا حال دریافت کرے گو ان لوگوں میں اور  
میکسس میں اب ساٹھ ستر قدم سے زیادہ فاصلہ نہ تھا لیکن میکسس دیر سے فکر میں اس وقت  
کچھ ایسے غوطے کھا رہا تھا کہ اسکو اس وقت تک ان لوگوں کی طرف توجہ نہ ہوئی جب تک اس طرح



میکسس اب اپنے گھوڑے پر سوار اس طرف جا رہا ہے اور دل میں کہتا جاتا ہے یہ معلوم نہیں  
یہ کون شخص ہیں مجھ کو کس نے بلایا ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ لباس فرانسین  
کا ایسا معلوم ہوتا ہے عجیب نہیں جو یہ ہونے والے بھی ہیں کہ ہوں اور خدا جانے یہ کون شخص ہیں جس کا  
گھوڑا اس کے آگے آگے ہی واقع سے تو کوئی ٹراسٹر شخص معلوم ہوتا ہے سر پتاج بھی ہو کیا جو کچھ  
کہ بیان کا بادشاہ ہی ہو یا اس کا کوئی عزیز یہ کھنت سوار کیسی طرح میری زبان ہی نہیں سمجھتا  
جان کا حال اس سے پوچھتا شاید مجھے اسی کو معلوم ہوتا مگر اس کا الزم اس پر کیا ہے یہ خطا تو اپنی ہے کہ فریج  
زبان واقفیت نہیں بلکہ انسان کیلئے یہ بت ضروری بات ہے کہ مختلف زبانوں سے واقف ہو  
علی الخصوص ایک ایسے شخص کے لئے جبکہ وہ روز از سفر فن کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے  
مختلف زبانوں کے نہ سیکھنے سے جو نتائج پیدا ہوتے ہیں اس کے اعتبار سے ہم اس وقت یہ تو نہیں  
بتا سکتے کہ فریج زبان کا نجاتنا اتنی میکسس کے حق میں کہاں تک مفید و مضرب اس کے حق میں  
تو اتفاق سے مفید ہی ہوا لیکن ہاں ہم ان منصفانہ گوئیوں کو جو غیر قوموں کی زبان سیکھنے کے خلاف فریج  
یہ مقرر و رکھنا چاہتے ہیں کہ میکسس کے لئے فریج سے واقف ہونے کی اس وقت کس درجہ ضرورت تھی  
میکسس اس فکر میں غلطان پہچان چلا جاتا تھا کہ یہ کون لگ ہیں اور یہ مقرر شخص کون آگے دیا  
کا فاصلہ ختم ہو گیا اور اب یہ اس شخص کے روبرو کھڑا ہے جس کے رعبا و رعیت نے اس وقت کے دل  
دل میں ایک غلطی کیفیت پیدا کر دی ہے اس مقرر شخص سے اس کو سہرا تک اکیلا دیکھ کر اسی  
سے اس کا حال پوچھا جو اس کے پاس بیٹھ بھی گیا تھا لیکن جتنا معلوم ہوا کہ اس کی زبان کسی کی سمجھ میں نہیں  
آتی تو اس نے خود ہی اپنی فریجی زبان میں میکسس سے پوچھا تو تم کوئی اور کس ملک کے رہنے والے ہو  
میکسس (لیٹن زبان میں) میرا ناقص علم اس زبان کے جاننے سے عاجز ہے اور اس نے مجھ سے  
میں کچھ نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے کیا فرمایا اور مجھ کو اس کے جواب میں کیا کہنا چاہیے

وہی معزز شخص (اچندل سے) ہون سے معلوم ہوا۔ روٹی نہیں ہو۔ فریج نہیں جاتا۔ اسکی لیکن زبان ہی (اسی کی زبانیں اس کے گھٹو کرنا چاہیے) (یکسٹیشن میں) کیا قوم کے بھنے والے ہو؟

میکنس بجای نین بیرون از قیصری گمری عمر کاست بر اصفین مقام پرگزاده روم  
کی بنظر من بود

وہی شخص ہے تمہارا نام۔ اور یہاں تمہارا کس طرح آنا ہوا؟

میکسکس بے جانی اس گناہ کو میکسکس کہتے ہیں (ایک تھنڈی سانس لیکر کیا عرض کر رہی تھی)  
سرس آنا ہوا جس سے سمجھ لینا چاہیے کہ آجے دانہ کی شش لے آئی ہے

یہ عام قاعدہ کہ جب کوئی کسی تلاش میں حیران سرگردان پھرتے پھرتے بہت بڑی کوشش کے بعد کسی ایسے مقام پر پہنچتا ہو جہاں اسکی امید بہت دلائے دیکھ کر اسکو یگی ہو تو وہاں ہنسی سب سے پہلے اسکو ہونی چو کہ کس طرح جلدی معلوم ہو جا کہ جسکے لئے میں نے سب سے حسین اٹھائی ہر جہاں جو بھی کہ نہیں سیکس کو اسکے دل نے بے اختیار فوراً اس امر پر چوک کر دیا کہ وہاں کی نسبت اس سوال کرے۔ اس پھر اپنی گفتگو کا سلسلہ اس طرح شروع کیا کہ میرا خیال ہے کہ شاید آپ میری خاص پر سن سکا نہ ہوں سے ہوں گے اگر میرا خیال صحیح ہو تو میں اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ سے دریافت کریں۔

وہی شخص ”بے پروائی کے ساتھ“ پوچھ کیا پوچھنا ہے۔“

میکسمس، مین اٹلی کے سپہ سالار مشرق جان کی تلاش میں پہلے کنکائیہ ہونے لگے۔ مگر یہاں

پیشی شخص ہو کون مشربان؟ بانی فیس گورنر افریقہ کے صاحبزادے ہیں

میکسکس خیمہ بان - جی بان - دیوی دیوی ٹاور فورٹ اس کے چتر کچھ خوشی کی نشانیاں مل رہی ہیں اور گویا اس کے لئے اس کو کچھ اسرار مل کر اس امر کا کچھ امیدوار کیا کہ جان بیان و اور یہ مرکز شخص سے واقف بھی ہو کر آہ یہ ایک کسی خوشی تھی جبکہ دنیا کے انقلابات میں اسی طرح قیام و متغایط اس پہلے بتو یا سے ملے کی جان کو نوؤں کے لیے خوشی ہو گئی تھی میکسکس بہت خوشی کے ساتھ اس کے انتظار ہی میں تھا کہ کچھ دنوں کی نسبت کیا خوشی ملے گی مگر اسی مرکز شخص کے ہونٹہ ہلارے کی زبان نے جلا کر کیا یہ نہیں - وہ یہاں نہیں آئے اور اگر آئے بھی ہوں ہلا کر

ظہر میں تین گھنٹوں کیادہ اٹکی میں نہیں رہیں ؟  
 یہ سن کر میکسس کا چہرہ خوش ہو گیا۔ سنا گا کر گیا۔ اٹکی آٹھ گھنٹے پہلے گئے تھے اس حال میں اس نے دیکھا کہ  
 ابھی ہم جہاز کی آئی ہوئی مشین پر بیٹھے ہیں۔ اس کے ساتھ لکڑی کے ٹکڑے کے دیوے ہیں۔ اس کے چاروں طرف  
 میں جتنے تکلیفیں اٹھانی تھیں وہ سب اس وقت اس کو خاک میں ملتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ اس کا دل ٹوٹ  
 گیا۔ بہت پست ہو گئی۔ جو سب سے پہلے اس طرح اپنے دل سے کہا یہاں کا بڑا آسرا تھا۔  
 مجھے یہاں بھی مطلع مشین میں ہی آسمان اور وہی آسمانی دل دکھائی دے رہی تھی۔ اب کیا امید کرنی چاہیے  
 کچھ نہیں۔ مگر نہیں اس طرح قطع امید نہیں کرنی چاہیے۔ جائز ہو کہ آج یہاں آئی ہو کہ خیر نہ۔ جلال ایک شخص کے پاس  
 پر اپنی نیا چلیے کی ایک شخص جان سے خوف خور ہو (اسی شخص سے مخاطب کر) کیا آپ ان کے ملاقات ہو؟

وہی شخص : نہیں۔ ملاقات تو نہیں ہو سکر ان جاتا ضرور ہوں ؟  
 میکسس : جناب کا اسم مبارک ؟

وہی شخص : اس آپ کو کیا مطلب ہو اور ایسی ایسی جلدی کیا کر رہی ہو معلوم ہو چاہیگا ؟  
 میکسس : نہیں بھائی حضرت فرود آتے ہو چاہیے بلکہ وہاں کچھ بھی تعارف ہو اور اس کے علاوہ  
 اب میں یہ کتنا بہن کر رہی ہوں۔ آپ کی عظمت اور جلال اب میرے دل میں طرح طرح سے  
 گواہ شروع ہو رہا ہے اور رعایت و رعایت کے امور اس کا خوف و تامل اب اس کے دل میں گواہوں کی طرح ہے  
 اور شاید خلاف میری زبان سے کہتا ہو کہ اس کی ہمت سے کہیں شہرہ نہ بنا کر رہی ہو کہیں ہی کہیں نہ آئے ہو  
 وہی شخص : ہوسکتا ہے کہ گواہی ملی کہ وہاں نہ گفتگو کا لطف نہ آئے مگر خیر یہاں تو میرا نام میری ویس ہو  
 یہ ملک فرانس کا بادشاہ اور اس باب کا شایہ جو اپنے بالوں کی خوبصورتی کو جس سے ہمیشہ تعریف  
 کی دنیا میں یاد گذرے بلکہ فخر و المثل رہیگا۔

میر وین کا نام سن کر میکسس کانپ گیا۔ نہ اس کے آنکھیں بھی کر لیں خوف سے جھک گیا جس کو ٹوٹے کی  
 گردن کے نیچے اس قلمی سجدہ کو بھی یاد کر دیا۔ جہاں اس کے زمانہ میں سلطان کے سامنے ایک بت فروری اور  
 سمجھا جاتا تھا۔ میکسس نے اس کو ٹوٹے سے اس طرح سلطانی کا بے ہوش اور راجہ کے اس طرح عرض کرنے کا مجھ سے  
 بڑی غلطی ہوئی میری غلطی نے ہم کو اس بار بار ہو کا دیا کہ اس کی لائق شایہ ہے کہ جس میں اس کی یاد اس کا دامن  
 سخت سخت دھڑک رہی ہے۔ مجھ کو کیا میں اس کا حق ہو اور شاہ کا خوف اس قسم کی باتیں کہیں ہو کہ میکسس کو اس کا  
 تھا کہ وہ اس کو جان میں نہ لے گا۔ بلکہ یہی کہ اس کا دل اس کے قابو میں تھا اور اس کی فکر نے اس کے دل کو اس کا

جان کے نہ ملنے کی وجہ سے بہت بے اختیار سی کے ساتھ اس کے چہرے پر غم ہے تھے میرویس نے اس کی  
کا حقیر نہ لایا ہے تھے کہ اُس نے اپنی کئی نہایت اعلیٰ سطح آٹھ آٹھ اسٹوڈیو سی وی ویو میں نہ ملے گی  
اُس کا جھکا ہوا سر پہ ہاتھ سے اٹھایا اور اُس کی تنگی میں ہالی غایت آمیز نگاہوں میں اُس کے رونے کا  
نار توڑ کر اس کا سامنے امر کی اجازت دی کہ وہ پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو۔

چونکہ اب آفتاب نچا ہو گیا تھا اور صوبہ میں کسی قدر غم بھی آگیا تھی اس وجہ سے بادشاہ نے اپنے حکمرانوں کی باگ و بان سلطنت کی طرف پھرتی اور ان کے ساتھ اپنے ایک کسب و کار کے ساتھ ساتھ کرکے بھیجے۔ بادشاہ نے چلا گیا تھا پھر سے ناکامیابی کا شکار ہوا اور انچ پھان تھا۔ اُرداسی چھاتی ہوئی تھی اور بالکل چپ چاپ تھا کہ میرویس نے اس سے متوجہ ہو کر کہا کہ آپ سے اور شہر عام سے کیا تعلق ہے؟

میکسمس نے حضور کو اپنا ایک بڑا خادم ہونے سے منع کیا مگر ان کی مخالفت میں یہ حال بہت تکمیل تک پہنچ گیا کہ اگر ان کی مخالفت اور جھگڑا کیلئے اس طرح کے اصرار و پشیمانہ سے بچا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔ میکسمس نے جواباً کہا کہ وہ تو اس وقت تک اس سے کٹا رہا ہے کہ اس کی ہر ایک حرکت کی اس میں تباہی مچاتی ہے۔ میکسمس نے جواباً کہا کہ وہ تو اس وقت تک اس سے کٹا رہا ہے کہ اس کی ہر ایک حرکت کی اس میں تباہی مچاتی ہے۔

نفاذہ ایتالیہ سے ملکی کنارہ کشی اور کنارہ کشی کے بعد پھر سلطنت اٹلی کی فوج کشی

میکسس میں شیک خدا نامی کا تعجب دیا ہو لیکن اسکی ایک خاص وجہ یہ جو حکمتی وقت میں آسمانی مین  
عوض و نگار گمان مقنود و خیر ہو جائیہ ضرور ایک ایسی حیرت انگیز بات ہو کہ روح القدس ہی اس حیرت کو  
دفع کرے تو شاید دفع ہو ورنہ یوں تو امید نہیں ہے اور اس قدر کہنے کے بعد کہ سنی ہوش ہو گیا جسکا  
سبب پوچھو اسکا وہی اسکو ہنسناک جملہ تھا جسکو جس بھی خرم کیا تھا اور اسکا دل مسنے والا اثر بھی باقی  
تھا اور کچھ اسکا باعث یہ تھا کہ وہ جان کے اعلیٰ حالات کے بیان کرنے اور ذکر کرنے میں اپنے دل سے  
مشغول کر رہا تھا مختلف خیالات اسکے فہم میں آتے تھے اور انہیں اچھا ہوا تھا کہ وہ میں نے پھر کہا میرے  
معاذ کے سوا اور تین سے کوئی ایٹن نہیں جانتا ہے تم حال بیان کیوں نہیں کرتے ؟

ابو یزید کو اس قدر ازار کرنے کے بعد کیا کس کس امر کا موقع تھا کہ وہ اس قدر کرنے کو کبھی نہ دیکھتا تھا۔

میں توجہ کو بھی اپنے ہاتھ لگے کہو تیار جس کی آمد بعض بعض اوقات ایسے ناگوار دیکھتی وقت میں بیٹھیں  
کی طرف سے معلوم ہوتی تھی میکسٹن پہلے بہت مختصر طور پر شاہزادی ہنریا اور جان کے دشمن اور دشمن کے  
جنابات اور دونوں نے پروردہ حالات بیان کئے اور اسکے بعد کہا کہ جب شاہزادہ لیٹا کے پہلو پر بیٹھیں گے  
مغرب کی طرف پہنچیں گے تو جان نے جھگڑا ہوا دیکھا کہ پاس سے علیحدہ ہوئی سخت محنت کر دی تھی اور  
میں اول بھی نہیں چاہتا تھا مگر شاہزادہ لیٹا کے ہزارے بالآخر مجھ کو اس امر پر مجبور کر دیا کہ میں اس  
لڑائی کی کیفیت دیکھ کر جنگ کے آخری نتیجہ اور جان کی صحت و سلامتی کی خبر انہیں بچاؤں جسے نے جھگڑا کر  
مشرق کی طرف توجہ نہیں دیا کہ چھپا کر اس قدر فاصلہ سے اس لڑائی کی پوری کیفیت نظر نہیں آتی تھی مگر ہمارے  
استدعا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں تو فوجی قوت کا وقتاً فوقتاً اندازہ کر سکتا ایک مختصر مگر یہ لڑائی رہی اور  
اسکے بعد جب جین دیکھا کہ جنگ کے میدانے اٹلی کی فوج کے قدم اٹھنے اور فتح ہمارے نصیب تھی تو میں یہ  
خوشخبری سنائے کیلئے بہت خوش خوش شاہزادہ لیٹا کی طرف پہنچا اور دیکھا کہ وہ شاہزادہ لیٹا کے پاس  
پیش قدمی کے ذریعہ نہانکا کہیں پہنچا ہوا تھا اس امر کا یقین دلانے کے لئے کہ کوئی دشمن اپنا کام کر گیا ہو اس کا  
خواہ سراقل کیا ہو اور اس کے حضور کیا عرض کر دین اس وقت میری کیا حالت ہوئی تھی آدھی رات کے چھ بجے کے شمار کیا  
ہوئی تھی جھگڑا کر نظر نہیں آتا تھا جان میں کی گئی تھی کہ میرا کیا کوئی چیز نظر آتی تھی تو وہ جی ہو کہ اپنے کیلئے شاہزادہ لیٹا  
کی خیالی تصویر تھی چارہ طرف دیکھ کر نہ ہوندا تھا مگر شرمندہ نہ تھا بالآخر تیرہ دن کے بعد میرا کسب چھپا کر  
شاہزادہ لیٹا کو جان بچا کر جان کو بھلا کر اس طرح میرا کہنا تھا کہ اس کا شرمندہ لاش میں نکال کے کہہ دیتے ہیں کہ وہ  
اس کے ساتھ کا کوئی آدمی اور کہیں شاہزادہ لیٹا کا پتہ لگا سیکھنا تھا اور اس کا یقین قسمت کی برکتی میرا ساتھ ساتھ  
ادھی آسمان بیان بھی تھا جو اس طرح ساری نیامین جھگڑے نے پھرا

میکسٹن باتیں کر رہا تھا اور اس کی آنکھیں نہ بڑھائے ہوئے آنسو پڑھیں گے اس امر کا یقین دلانے کے لئے کہ اس  
جان کے ساتھ دلی خلوص ہوا کہ اس کے لئے کارے بھی بہت ہو جان کی جودان نہیں اور مجبور ہوئے میکسٹن کی  
دبان پر اگر اس اعتبار سے کہ وہ ایک دفعہ دھار بادشاہ کے پہلو میں تھا حسینہ کی نازک فراموشی سے بھر جاتا تھا  
چاہئے۔ اس نے بہت تیز تک جان کے حال پر فرسوس کیا اور بہت جوش کے ساتھ اس امر کو لکھا کہ کیا اگر  
یقینی طور پر یہ معلوم ہو جاتا کہ میری حق سلطنت کے اندر ظلم جان پر گزرتا تھا اٹلی کے ناپاک ہاتھوں نے ہوا  
ہو تو میں اس کے سامنے مقام کو بھی طرح اس کا فراموشی چھپا دیتا ہوں ہمارے سلطنت کے اندر داخل  
ہو کر بیشک ہمارے ہمارے اور فرور اس طرف سے کسی بار بھی خواہش بھی کی گئی تھی۔

میٹھیس کی یہ عنایت فقط اسی وقت کے لئے مخصوص تھی بلکہ اس کی تخلیق رحمتی نے اس کو جان کا بہت

پہلے جیسا تھا اور حقیقت میں تم زندہ عشاق کی لہجہ میں بھی آبل پوکاں پہلو کے ہم کریں۔ اس کے اپنے  
کاغذات و خط پر شکر سیکس کے بہت قلمی اور قلمی کے ساتھ اپنے پاس نگہ دی اور زبان اور انہیں چلا کر  
جاسوس اور خبر رس گواہ کے لئے شاہزادی ہنویا کا سرخ اور جان جان لینے میں لگ کر پڑھتے تو  
ایسی کیسی کہ وقت بیوقوفوں کے لئے تو ہر دلی بہت کچھ کہتی ہیں جس سے یہ کہہ کر ہر دلی سے تیار اور جان  
خام تھا اس کے ہر دلی کے لئے یہ بھی ایسی کافی روانہ تھی کہ وہ اطمینان اور آرام سے بیان کر دینا بہر  
کرتا۔ اس نے دوسری چادر و سر کے بعد شریعت اور مہاجرت کے ساتھ اپنے مہربان بادشاہ سے امر کی اجازت  
لی کہ وہ خود بھی یہاں پہنچ کر جان اور مہربان کی تلاش شروع کرے۔

## ساتوان باب

غمان میں آؤ میں فریاد میں شیون میں نالہ میں  
مستأون درد دل طاقت گر ہو سنتے واسے میں

سہ پر کا وقت یہی عین صحیح تھے ہیں۔ آفتاب کی کو ساری بنیائیں پھوڑتے دھڑکتے منزل کے قریب  
آپنا چہرہ اُسکی کرن میں اُنھیں نگاہوں کی طرح چاروں طرف پہنچ رہی تھی اُسکی تجویں چاروں طرف اور ہم  
اپنے دوست جان کو دیکھ کر اُسکی پیاری شاہلادی کو تلاش کرتے تھے ظلمی غرض سے جنہی فرائض خاص  
دارالسلطنت کو تو زمین پہنچ گئے تھے مگر شہر ساری نظر کی طرح وسیع و عمارتیں ہمارے خیال اور حواس  
کی طرح بلند تھیں بازار ہمارے ناول کی طرح درون پر تھیں۔ شکر کہ چھپا ہوا اُسکی آدھوئے دل کی طرح نہایت  
خفا ہیں اور ایک شخص اُنکے جوان عیش کو اپنے ساتھ ساتھ لے کر اُس شکر پر چارہاں ہو جس غم کی  
سبب زیادہ ایک ایسا نشانِ حاکم کی طرف لگی ہو۔ اس عرصت کا کہیں کی طرح بیٹھ جائیں گے زیادہ فیض اور گھر  
اُسکے حسنِ جمال سے تو نہیں کہ کہ ہم خواہ مخواہ اُسکی تعریف ہی کریں مگر ان نگاہیں اس قدر لطافت اور چہر  
چوٹی اور اندر دیکھ کر اس وقت بھی آواز طبیعت ملے بہت لوگ سنا لکھنے کے لیے ناغتیا بھیجے دڑے بے طے  
آئے ہیں چاہے ملائی ہو یا تھری چالاکي عضو عضو سے ظاہر ہو رہی ہو جو شخص اسکے ساتھ آ رہا ہو اُسکو  
لوگوں نے دیکھا غرض کہ گیارہ مہینے۔ کہاں دیکھا تھا اور یہ کیوں ہو لیکن ان اُسکی حیرت انگیز اہلِ علمین  
لوگوں کی مٹی ہوئی ہو چکا پیشہ ہر فوٹی تھا ہوا اور ہوا سے گھولن اور ہر کے بازار و زمین بکثرت

دیکھتے جاتے ہیں یہ شخص بار بار روی زبان میں اس کے یہ کہتا جاتا ہوں وہ کچھ بہت ہوشیاری سے اور  
 و حیرت اپنی شخص اور شہرت بھی ہوئی آنکھ نکالنے سے کہتی ہے بہت اچھا  
 اس کے یہ شخص کے ایک بھائی کو اپنے ماتھے پر سنا بایں وایشان عمارت کا پس بھی گئے ہیں اور  
 اس کے یہ شخص کے ان لوگوں پر جو بیان بھانک پر ہر دے دے رہے تھے اس امر کو ظاہر کیا ہو کہ میں اس  
 کثیر کو خاص بادشاہ کی نذر کے لئے لایا ہوں۔

اس عایشان عمارت شاید اپنے اقف ہوں۔ یہ تارو ماٹھا بادشاہ کا ابوان سلطنت ہو جو مستقل طور پر  
 شمالی صوبجات فرانس پر حکومت کر رہا ہو۔ تارو ماٹھا کو یقیناً آپ جانتے ہو گئے اور اگر آپ بھول گئے ہیں  
 تو ہم پھر آپ کو بتا دیتے ہیں کہ یہی تارو ماٹھا جو ایک عہد شالون کی لڑائی میں ملکہ لیبیہ کی ایک ملک میں  
 تھا جسے آٹھ سو زبردست و فوج کو میدان جنگ سے بھگایا تھا اور جب کا پاپ عہد دور کا اہل ہنگری کے  
 ہاتھ سے اس کی لڑائی میں مارا گیا تھا لیکن خلاف دستہ آج پہاچ کے پانچواں اور ساکین کا بہت بڑا  
 ہوا اور اندر لگانے پر اس کی فوج میں کل ہنگری اور نصف بھارت ہی ہیں۔ علی خاص وہ یہ کہ تارو ماٹھا  
 اور فوج عمارت اٹھانے کے بعد جو ملک بچا ہوا ہو اس سے اس کے نفس صحت کی آج یہ ساری شہی ہو  
 تارو ماٹھا سوقت اپنے دوست اجا کے ساتھ میش اور زنا علی محبت میں بیٹھا ہو اور اگر ہم کی لڑائی پر  
 کی بے رونق ہے بلکہ اس کی سیدی زبان مال بلکہ تباری ہو کہ آئے دن کی سخت سخت و بار بار بے رحمی کرنا  
 ساتھ ہم کا وہ خون جو اس کی ہاوی جو ہمیں طلسم میں غذا ہضم کر دیر الی کوئی کے ذریعہ سے پیدا ہو کر اور وہ سے  
 شہر میں اور شہر میں اور وہ میں ہوتا ہو اور پھر شہر کی حرکت سے صاف ہو کر کلیر زبال سے صاف ہوا ہوا  
 آج کے ذریعہ سے ہر خور و بدن کو سبیل حیات اور نو کا مادہ دیتا ہو جو طرح پانی کے تھے تھے قوت  
 بہت کمات کی پرورش کرنے اور ترقی تازہ رکھنے کے لئے انکی خیرین میں کچھ کنکرات کے خاص میں۔ یہ  
 سے شہر میں اور شہر میں ہوتا ہے میں لیاقتی میں صاحب حاضر ہیں۔ مینوشی کا سامان ساتھ لگا ہوا ہوا  
 مینوشی کا وہ پروردگار ہاوی لیکن فرانسیسی حکمران اس خیال کے کہ ابھی یہ بیاد رہی اٹھارہ کو شہر  
 پینے کی سخت محنت کو ہی ہوا سوچا ہے چپ بیٹھا سب کا تاشا دیکھتا ہو اور اپنے دے سے یہ باتیں کر رہا ہو  
 اس کے یہ صحت عمارت اٹھائی۔ جان ای چکا کی۔ واقعی جس مشقت کی انسان کو عادت ہو اس کا کرتا جس کے  
 لئے بہت ہی خطرناک امر ہو۔ اول تو یہ شہر کا وہ دور و دراز سفر کرنا سہل نہیں ہے پاس وہ رات میں  
 پروردگار۔ قطع مسافت کی جلدی۔ وہ رات میں ریف کی شہر اور وہ دن میں صوبہ کی گئی اکثر  
 دیکھ لاتی کہ نہیں مگر جو کی بدلت یہ سب کچھ ہوا اس کے قریب ایک ہی نہیں۔ ایک کچھ سے اس کو ہی نظر

چلی جاتی ہو جو پہلے روز بھی رافق نہیں تھی انا جو ہی بات نکلو۔ ذرا ہی مشورہ نہیں جاتی مگر حسن بھی  
 کس غصہ کا پایا ہو سچ پہنچے تو کہہ دیں ہم نے تو بھی تمام عراس کل اور عیبت اور اس حسن اور جہاں کی چہرہ  
 دیکھیں جو کبھی کسی باہل حسن کی نبوی معلوم ہوتی ہو حسن کی نبوی بس ہی معلوم ہوتا ہو کہ نبوی جہاں اس  
 زیادہ اور کسی جہت میں چاہتیں تھیں یہ خدا و انجمن انا نکلو تو ملے کہ انہیں مگر افسوس ایک اتنے دنوں کی غافلی  
 اور نشان کی گریز تازی نے وہ حالت کر دی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اگر میں جانتا کہ اسکے اعزاز کی مخالفت  
 اسی نیت کر لوں گی۔ جان لینے پر تیار ہو جاتی مگر کسی راضی ہوگی تو میں بھی ایسا ظلم نہ کر دیتا ہوں کہ ہم کا  
 آٹھ آٹھ آٹھ دنوں و انا کی سبکی اور غلطی نہ صحت حق تو یہ ہو کہ کسی سطح نہیں دیکھی جاتی مگر کھولنے پر  
 اختیار ہوتا اور اسکی صحت اس قدر پیاری نبوی تو ضرور میں اسکو اس امر کی مجازت دیدیتا کہ جہاں اس کا  
 جی چاہے چلی جائے معلوم نہیں کس خانہ میں ہو اور کہاں کی پہننے والی ہو یا رہا ہو چھوٹے میں بتاتی نہ وہ اور  
 اس کے سوا والی عورت صحت اور صحت تو روم کی بنے والی معلوم ہوتی ہو اور عیبت میں جو انجمن کو میں سمجھتا ہوں  
 کی طرف در کو جنگ جہاں میں مشغول تھے لیکن یہی تحقیق نہیں کہ وہ کوئی اور کام کر رہے والے۔

یہ پہننے سے اس طرح کی باتیں کرنا تھا کہ جو بار نے حاضر ہو کر عرض کیا یہ جہاں والی ایک وہی شخص حضور  
 کی خدمت میں گئے ایک کیزہ لایا ہو اور حضور میں بار یا پانچ زیادہ ہوتا ہو۔

نارمانڈے ایک مجازت ہی اور فرادہ دونوں سات حاضر کئے۔ پناہ وقت کے قاعدہ کے موافق دونوں نے  
 اپنے سر پہ کھنکھار اور عین دیکھیں اس نے آدمی نے اس طرح کس شروع کیا۔ اے اللہ تعالیٰ حضور کو صحت سدا رکھے  
 اس کے سوا والی عورت صحت اور صحت تو روم کی بنے والی معلوم ہوتی ہو اور عیبت میں جو انجمن کو میں سمجھتا ہوں  
 نارمانڈے ایک سرسری نظر سے اس عورت کی طرف دیکھا اور کہا یہ یہ کہاں کی پہننے والی  
 ہو اور اس کا نام کیا ہو۔

وہی بڑھا ہوا حضور اس کا نام ڈانٹا ہو۔ یہ یونان کی رہنے والی ہو۔ مگر میں نے اس کو  
 مصر کے بازار میں خرید کیا تھا۔

نارمانڈے اہم۔ یونان کی۔ تو یقیناً یہ بہت مختلف بھی ہوگی۔ کچھ کبھی پڑھی ہو؟  
 وہی بڑھا ہوا جی ہاں خوب اچھی طرح پڑھی ہو شیار۔ جو بات حضور دریافت فرمائیں گے۔  
 جواب بخوبی دیں گی۔ مختلف زبانیں بھی جانتی ہوں۔

یہ ایک ہی کا نام ہو جس کا قدیم زمانہ کے یونانی لوگ اپنے یہ بن تو اللہ تعالیٰ۔ شب و روز اور  
 سب کو ملتا رہا تو اس (رب العزیز) خیال نہ تھے۔



نار و سار (عجب کے لہجہ میں) بان فرارخ۔ لیٹن۔ رموی۔ یہ سبے بائیں جاتی ہی ہے؟  
 (ہی) بدھا بھی بان بخوبی۔ بہت حاضر جواب۔ نہایت ہی تیز و تار۔ پس اسی قابل ہو کہ خوشی میں  
 نار و سار نہ اس صورت کی طرف مخاطب کر (لیٹن بان میں) ڈانڈا۔ کیا تم پرمان چاہتے کرتی ہو؟  
 ڈانڈا۔ سیرا یہ عیب کھن یا لیکن اگر بادشاہ کی عنایت۔ ذرہ تواری۔ قدرانی ہو کہ اس لفظ اور لغت  
 حال تکلی بجاوت عطا کرنے تو شاید میان مجھ سے زیادہ کوئی خوش نصیبیت نہیں۔ اور میرا شایہ کج کا  
 دن میری عمری زندگی کے نو تین اقل ہو گا کہ میں اس کو بھی نہ قبولوں اور اس کی اس طرح پرستش کروں جس طرح  
 ہمارے یونان کے پرنے لوگ تو مذکور کی ڈانڈا نے یہ جواب بتیں کہ اس شخص کو خوشی کا اگر بادشاہ کی حاضر و ابی اور  
 طلبا کسی پر عیش کر گیا اور اسی کے ساتھ کہ دل میں یہ خیال آیا کہ اگر اس دیر عیش کی خدمت میں نہ کینتر  
 کہے تو شاید اس کا دل جل جائے۔ یہ بہت ملکہ کی صورت معلوم ہوئی ہو اور میری لیٹن بان بھی اکتا ہو۔ یہاں  
 جو عورتیں اس وقت تک کی خدمت میں بی بی نرج کے سیاہ اور کوئی زبان میں جانتیں جو چاہی تاجت کے تواس۔  
 اس خیال کے آئے ہی نار و سار نے اس بدھے شخص کے اس قدر زور و جہازانہ حاضر سے عطا ہو کر حکم کیا تو  
 عورت کی قیمت اور کیا بھریا بڑھ فروش کی امید کہیں نہ اڑتھا۔

جس وقت اس بدھے نے شاہی انعام اگر کم کر دیا اور اس کو اس امر کا یقین کیا کہ یہ کینتر سب لگائی ہو جو خوشی کے  
 چکر سے عیان ہوتی تھی گو وہ اس انعام اگر کم پانے کے اعتبار سے کچھ زیادہ تھی لیکن یہ بہت عجب خیرات تھی کہ وہ  
 بار بار اپنی اس دیکھنے والی خوشی کو ضبط کرنا تھا اور ضبط کے ساتھ اس امر میں کوشش کرتا تھا کہ اس خوشی کو  
 بھی ہو۔ وہ کسی کی منت موقع پا کر اس رت کی طرف خوشی بھری ہوئی نظروں سے دیکھ لیتا تھا اور اس طرح سے جو  
 اس کو اور بھر کچھ بھی طرح سے ذہن میں نہیں آتا تھا کہ اس بدھے کی اس جان عورت کی طرف اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ  
 ہو اور پھر اس غشی کا کیا سبب؟ چند روز کے بعد بادشاہ نے اس بدھے کو سخت کیا اور اس کینتر کو سار لیکر بائیں باغ  
 کی طرف چلا۔ یہ باغ اسی تھر سے لگا ہوا دانی چاکر کو واقع ہو چکی تھی میں باغ دانوں خوب اپنے جو دیکھتے ہیں۔  
 چمن بند ہی اس وقت کے مذاق کے اعتبار سے بہت اچھی ہے۔ پھر میں تھا ہن۔ رو و شہنیر سخی کئی ہوئی  
 اور اس کے کنارے کنا سے سب و اور سب کے بعد پانی جائی نالیان۔ تالیہ نین شیشے کے چکے چکے چھوٹے چھوٹے  
 ٹکڑے اور اس کے بعد پھر اونچے اونچے سیرے کی قطاریں جس کی ہری ہری پٹیاں ہو کر اسی سنگ سے  
 بھی اس طرح تھرا جاتی ہیں جس طرح اس وقت ایک لہیریم کی حالت میں ہمارا دل کانپ رہا ہو۔ ان تالیہ نین  
 اس چمن کے سبز و شاداب کھنے کے لئے پانی اس طرح بھر رہا ہو کہ اس طرح حیرانی اور انسانی جسم کو بکریوں  
 کے لئے خون و گوشت میں ڈال دیا جائے۔ باغ کے گرد مختلف قسم کے کمرے اور گروں کے آگے اندر کی طرف بارگاہ

اور طرح طرح کے سامنا توں کیا میں یہ دیکھ کر کہیں نہ ٹوٹنے والے سلسلے نے اس باغ کو چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا جو مہلج اس وقت کی آپہری آپ ترقی کر مایاں دل حیرت ہمارے دل کو گھیر کر لے گئے یہ گویاں چاروں طرف کی اس قدر بلندی کی گھیر کر نظر بھول جاتی رہتا ہوں گا کہ اسکی وجہ سے اس میں نہادہ ہوا یہاں پہنچتی ہوگی جو اس وقت کے اپنے لئے اس میدان چمن کے بھکاریے کافی سمجھ جائے مگر نہیں جس وقت اس باغ کے اندر دوست ہو اس کے سناں ہو اور وہی بلندی کی ہی نسبت ہو جو اونچے اونچے پہاڑوں کی نسبت ظاہر مطلق کی اس بیدار ہوئی زمین کے سامنے جو مسکا قطر قریباً... میل ہو۔

[illegible]

برس آیا کہ خواہ مخواہ دل کو اٹھیں ہوتی تھی اور کان آنکھیں سے نکالتے کرکھنے کے مستعد ہو چکے  
 تھے۔ اس بار غریبی اس شخص کے کمرے کے وسط میں جب آگ لگی تھی اور کوڑھ زیادہ اہلکام کیا گیا تو  
 ایک پانگ لگا ہوا ہیرو چاروں طرف جھٹکتا دیکھی کا جھڑپ اور بیچ میں غم نصیب ہنویا چپ  
 چپ سے کھنکھناتے اور چال کا تواب مذکور ہی کیا ہو۔ تو وہ ہنسی پر اور وہ ٹکڑی باقی رہی ہے۔  
 رضا دہی ٹھکان لگائی تھی۔ اور نیلی نالی لگو نکادہ جالی سا دھچک نظر آتا ہی جس میں اس کا مگر  
 روح بند کیا گیا ہو۔ اس کے سر کے پریشان بال اس پریشانی کے عالم میں اس کی اور رفاقت کیساتھ  
 ادھر بھی ترقی کر جانے والی تزکات دیکھ دیکھ کر ڈٹ لینے میں سہارا دینے کے لئے کمرے لئے جوتے میں  
 آنکھیں کچھ کھل ہوتی ہیں۔ آنسو جاری ہیں اور دلی ہنسی کے نیچے بیٹھی سوال سے اس کے آنسو روچھ  
 رہی ہو اور وہ بھی ہوتی جاتی ہو۔ ہنویا کا اس جگہ نام شکر اکثر ہو کہ تو تعجب ہو گا اور اگر بعض  
 بعض کی بات یہ جلدی ہنویا بیان کہان ہو کھل گیا ہو تو تعجب نہیں لیکن مجھے دلسلہ اور کسے بھلا  
 ابھی طرح مجھے گھسے گھسے کہ جب کارروایاں ٹار ساندھی کی ہیں اور حقیقت میں اقدار ہی ہوتی تھا  
 کہ جب تار ساندھ پر تیکھے ہٹ کر اپنی دار السلطنت کی طرف ہٹا تھا تو آپس کے قریب ہنویا کو بے یار و  
 مددگار بنا کر کھڑا کیا۔ گو ہنویا اور دہی نے خوب دل کھ لکھو اور اجاعت ہی تھی۔ گز دنیا میں کوئی فریاد  
 دیا نہیں ہو۔ گو ہزار آدمیوں سے میرا بھلا سکے۔ بالک قتل ہوا اور ہنویا کی کینڈا بھڑوچ ہونے کے بعد  
 زرقا رہو نہیں سگو اس وقت انھوں نے بہت ہلے پھلے پھائی لیکن بھر صدمے یا رگشت اور کوئی آواز  
 نہ آئی اور اسی حالت گرفتاری میں ان دونوں کو یہاں پہنچا نصیب آج میں وہ گرفتار ہیں۔  
 ہنویا اور اس طرح مسکیان لے رہی تھی اور دلی مانی بھڑائی ہوئی آواز سے گو ہزار ہزار طرح سے اسکو  
 سمجھاتی تھی مگر یکس ہنویا کے لئے کاتار آساق لگا تار آتی ہلائیے سلسلے کی طرح نہیں تو شہا تھا۔  
 بالآخر دلی نے جب اسکو بیڑ پر جو کیا کھٹے کھٹے ہنویا کے کان تھک گئے تو دلی پریشان ہو گیا۔ تب اس  
 اس عزیز اور کمزور آدمیوں کو سو جگہ آٹھ جگہ کرکھنے سے ٹھٹھکا آتی تھی اس طرح کہا تو ہانے تھا راز دہی بھی  
 میرا خوب چلتی ہو۔ اس دشمن کیفیت کو (اساچی ہاتھ) دیکھ کر نہیں سمجھا تین جگہ ات دہی گرد خون کی رگڑ  
 لگا کر کھڑکیوں سے لٹا اور ایک اس طرح جھلکا درخا میں ملانے کیلئے زمین کی طرف جھکا ہوا ہو۔ وہ (اٹھ کھٹا)  
 سے تھکا کر جھکا گیا تارنگ ہو جس خدا جانے کتنے زمین کے پتھر کر دیئے ادب میری باری ہو بغیر میری  
 جان کے چھوٹے گا۔ آہ۔ میں اس طرح نہ رہوں۔ میرا تو دل اور ہاں اور اس تو میں دنیا میں پیدا کی گئی ہو  
 تو خیال تو کر لو کسی کسے آسمان سے ناگمانی بلان میں مجھ پر تو میں۔ آہ کس طرح ہے قتلے اور کس طرح ہے۔

طہی نہ تھے۔ واہ روی قسمت! واہ رے مقدر! ۱۱

وہی پان بوی یہ سب صحیح ہو زمانے کی جسد رشکایت کیجئے بجا ہو مگر خضوئے کرٹ کا طہی زمانے کے  
بہتے ہوئے رنگ۔ زمانے کے تغیرات کو ثابت کر رہے ہیں۔ اور دیکھنے والے کو اس امر کا بھی طرح یقین  
رہے ہیں کہ کل کی حالت آج نہیں ہو تو یقیناً آج کی حالت بھی کل باقی نہ رہے گی کبھی تو دن پھر  
کبھی تو مقرر سیدھا ہوگا کبھی تو آپ کے ارمان بھرے دل پر خدا کو رحم آئے گا ۱۲

ہشور باد (بہت باد و ساند لہجہ میں) وہی کیا کہتی ہو۔ تو بہ کرو۔ یہ وہ نصیب بن جو کبھی ملے۔ نہ نیک انقلاب  
جو کوئی قائل ہوگا۔ ہوگا۔ مگر میں جانتی ہوں یہ سب دل کے ڈھکوسلے ہیں۔ سطر غلط۔ بالکل جھوٹا میر  
ساتھ تو زمانہ کی جو دشمنی پہلے تھی یہی اب تک چلی جاتی ہے اور جو کبھی آسان کی کل تھی یہی آج ہو۔ اور اگر وہ بھی  
انقلاب شاید اس کے برے ہی دن دیکھنا نصیب بن گئے۔ تم اس موزی نارسانہ کی نظر پڑا دیکھتی تھیں تو  
کیا ارادے معلوم ہوتے تھے گردہ کیسے خیر ہو گئی۔ ہوئے پر میرا صبر ٹپا ہوا ہو گیا اور نہ خدا جانے اب تک  
اس کے کیسے کچھ ہاتھ پاؤں پھیلانے ہوئے۔ اب اچھا ہو رہی۔ دیکھئے کیا ہوتا ہو۔ وہی کہتی تھیں اس کی قسم اگر تو  
نے کچھ وارادہ کیا تو ایک ہی پھری میں اپنا کام تمام کر لو گی (ایک ٹھنڈی سانس لیکر بان میں جانتی  
ہوں۔ ایسا ہی ہوگا۔ اچھا ہی کسی کی آتی ہو تو جھکوا جائے روز روز کی اس جانکشی سے تو بجات یاؤں۔  
مگر یہ نہیں معلوم وہ کہاں ہونگے۔ ہاں۔ کچھ نہیں۔ نہیں معلوم اس دن کسی فتح ہوئی اور کیا جان پڑ  
گذری۔ ہاں۔ اگر نصیب کی فتح بھی ہوئی ہوگی (یہاں ایسا ہی کہے) تاہم جب وہ آپس کے پاس جھکوا تلاش  
کرتے ہوئے پہنچے ہونگے (ٹھنڈی سانس لیکر) اور بالٹک بچائے کی (غلو غفر کرے) نکل دیکھی  
ہوگی تو ہائے اے، پھر کیا گزرا ہوگا کیا کہتے ہوں گے اور وہ میکسبر بھاپے کے ساتھ طرح پیش آئے ہونگے  
ہائے اب وہ کس طرح طین گئے۔ خداوند کیا اس ناشاد نامزد کم نصیب ہنویا کو متے دم بھی حسرت دیدار  
رہ جائیگی۔ اہ مقدسین یہی کھاتا ہے یہ دردناک باتیں نہیں ہوتی کیا زبان سے نکل رہی تھیں لیکن اسکا حال  
اسوقت یہ تھا کہ دونوں ہاتھوں اپنے کلیجے کو پکڑے ہوئے تھیں۔ باتیں کرتے کرتے بار بار چپچپاتی تھی  
جب بخوشی اسکو کچھ کہنے کا موقع دیتی تھی اور وہ اپنے جملہ کو ختم کرتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسقدر جملے  
کے بعد پھر اثر نہ اب میں بات کر کے قوت نہیں باقی رکھی ہے اس کے پھر کا نقشہ بار بار دہراتا تھا اور اس کے  
زرد زرد رنگ پر دیکھا جاتا تھا کہ چرخ نیلگوئی پوٹین سے سے ایک قسم کی لاپلاٹ پیدا ہو جاتی ہے یا وہ چمک  
دیکھ کر شریف نے جانتی ہے جو کیا قیام جاتا کیا ساتھ فری ہوتا ہو۔ وہ آنکھیں پڑتی ہوئی تھی تو سگریٹیں کھینچتی  
ماتیاں یا کسی حین کی شرم آلودہ ہونے کی طرح بھی جاتی تھیں تیلیاں اور چڑھی جاتی تھیں ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ جو وہ اس وقت اس کے لپکر رہا ہو اس کی جڑشت اب کی طرح نہیں کر سکتی لہذا اس کی غفلت  
 جو غشی دودھ اس پر فوراً بوجھا گیا اگر دوش کی صحت ناک اور کھلائی ہوئی آواز اور اس کے تونکوں اس یا اس کے مروت  
 لاکر بیان توجہ کر دیتی جو بیان کی شدت کیلئے متروک ہیں وہ اب وقت کے ہوش میں ہیں جسے میں نے پیش کر دیا ہے  
 وہ اس طرح چپ پری ہوئی تھی۔ پلنگ کے چاروں طرف غور تو لگا جو ہم تھا کوئی اس کا یہ حال نہ دیکھ  
 اس کی نوجوانی پر افسوس کر رہی ہو۔ کوئی جلدی جلدی ہاتھ پاؤں سلا رہی تھی کہ مارا سا ننگ لگے آئے کی  
 خبر معلوم ہوئی اور سب بہت مستحی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں۔ ایشام کا وقت  
 بالکل قریب ہو۔ دھوپ کی زد میں ہیں مرنی کی آمیزش ہو چلی ہے اور وہ سنہل سنہل رنگ بہت ہی بھلا  
 معلوم ہوتا ہے جو وقت ڈوبے ہوئے آفتاب کے نکل نکل کر اس بارہ درمی کی اونچی اونچی منڈیوں اور درختوں کی  
 ہری قیوں کو اپنے رنگ میں ننگ ہاوی۔ وہ مرغان چمن جواب تھوڑی ہی دیر میں پائے نکلے جائیں گے  
 شام فراق کی آمد دیکھ کر تڑپے شوق اور حسرت سے بھولوں کے گلے ملے ہیں اور شمع و چراغ کے جانباز  
 عاشق پرہیزخوار چمن کا اب غریب وقت دیکھ کر اس غرض سے پرتے آئے بیٹھے ہیں کہ اور شمع شب کو دے  
 سخن بلا سونگی جھلکیاں نکھیں اور چراغ میں تپتی تری اور دھرم نگارہ بارے کے خوب لکھ کر مڑاؤں  
 بارہ درمی کے آگے سب کینرن صف باندھے تعظیم کے لئے اس طرح کھڑی ہیں طرح بر طرف جوانان چمن  
 اور نارہانہ آتے آتے اس کمرے میں اگر بیٹھ گیا ہوتا یا آٹھین بندے کے چپ پری ہو۔ نارہانہ نے  
 یہاں چپکے چپکے پیش قدمی زبانی ہنسی کی اس غشی کا حال سنا جس کا دودھ بھی آئے اور لا تھا کر لوگ گیا۔ اور کے  
 بعد ہنسی سے مخاطب ہو کر بہت دیر افسوس کے سے لاطنی نہ نہیں کہا اور اس کو نصیحت ہی عورت آخر چلو کیا ہو گیا ہے  
 تیری دن بسکی اور غم غلط کر کے لئے وہ کوشی ایسی تیریں تھیں جو نہیں کی گئیں اس طرح کی خاطر داری کی  
 ہر طرح کا آرام دیا گیا لیکن تیرا غم کی طرح نہیں سنبھلا اور تیری بگڑی ہوئی تقدیر کی طرح کی طرح اس کی  
 ہنسی کے وہ گان چمن ہنسی کی ہے اب تک بھری ہوئی تھی اس خطاب اور ان باتوں کے سننے کی تاب  
 دلا کے مگر اعتدال ہی کیا تھا جو کچھ کرتی۔ بے اعتدال آٹھین کے چپ پری آٹھین گڑے اور پھر اس طرح اپنی تیر  
 آواز سے بولی پان مچھی۔ میرے کبوت ہنسن شک ہی کیا ہو میں تو کبوت کیا بد بخت ہوں۔ اور  
 بد بخت بھی انتہائی درجہ کی۔ بیشک اپنے میری لہجہ اور خاطر داری میں بہت کوشش کی مگر جب کمال  
 بگڑنے پہلے میری ہر گ رگ رگ نکال لی اور اب یہ سب خاطر داری میری تقدیر سے شاید بھلا اس سے  
 زیادہ آرام نہیں دے سکتی جس قدر مدتوں کی بیجاں فحشوں کے حق میں اب تک یوں ناہی دینی تعظیم یہ باتیں اوت

جسکی زبان نکل رہی تھی وہ اپنے آپ کو بڑے بڑے کلمے نکالتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے  
 اندیشہ نہیں کیا تھا کہ میں نے اس قدر بڑے کلمے نکال دیے ہوں گے۔ تو آپ کے اس علم سے بڑھ کر  
 اچھا ہوگا اور میں یہ سمجھوں گی کہ میری یہ بے ادبانہ تقریر میری تقدیر سے بھی خفی اور بڑا سلوک کر گئی ہے  
 ہمارا ملکہ کے لیے تاج یہ پہلا ہی تھ تھا کہ وہ اپنی باتوں کے جواب میں ہنسی یا کسی زبان سے کوئی کلمہ نہ ورد  
 اہلک کے کان اُس کے دل کو شعراء کے اس سچے کام طلب سمجھا ہے تھے جو حین و نکی سے دہنی کے  
 باب میں اکثر زبان زد ہو اور اسید جو سے وہ کی قدر و خوش ہو کر اس طرح کہنے لگا ہے نہیں بھوکھا رہی ہیں  
 گستاخانہ تقریر کا کوئی خیال نہیں۔ تم پریشان نہ رہو تمہارا دل ٹھکانے نہیں لگا تھا کہ اس سے بے جا نہیں ہیں اور  
 اس اعتبار سے جو کچھ تم نے کہا وہ کوئی چیز نہیں۔ مگر میں تم سے کہتا ہوں۔ کیا تمہارے لئے اس سے زیادہ  
 اور کوئی فخر اور مرتبہ کی بات ہو سکتی ہو کہ تم مجھ سے ایک خود مختار بادشاہ کی ملکہ بن کر رہو؟  
 ہنسی اور یاد میں اور ملکہ! میرے مقدس میں جسکی لونڈی یا ملکہ بننا تھا تھا میں بھی یہاں اگر خداوند  
 یسوع نے ایک شوہر دار عورت کے ساتھ دوسرے عقد کرنے کی کسی کو اجازت تھی ہو اور تھی اور جن  
 اُس عورت پر لعنت لکریں تو بیشک کوئی وہ عورت بادشاہ کے ایسے حکم سے سزا نہیں کر سکتی ہو  
 جس کسی کو کسی کی سبکی میری طرح بالکل بے دست پا کر دیا ہو لیکن میں تجھے اس قابل ہی نہیں اور نہ  
 ایسا مجھ سے ہو سکتا ہو۔ مجھ کو تو خدا کے لئے اس سے معاف ہی رکھئے؟

ہنسی یا کسی یہ تقریر سن کر ہمارا ساؤد کو اچھی طرح سے یہ یقین کر لینا پڑا کہ یہ عورت کیسی طرح سے قابو نہیں  
 آسکتی اور پھر اُس نے اپنا طرزِ نظام بدل کر اس طرح کہا: اچھا۔ اگر اس عزت اور مرتبہ کے حاصل  
 کرنے میں تیری تقدیر میرے ساتھ دشمنی کر رہی ہو اور ناخوشی کی وجہ سے یہاں پہنچنے میں تیرا  
 حالت اُمس وحشی پڑا کی طرح جو سب سے زیادہ خدا کی لاشرف المخلوقات کی قابلِ قدر صحبت سے متغیر  
 ہو کر قفس میں اس نے پھر پھر پڑا رہی ہو کہ اس آرام اور آسائش سے چھوٹ کر پھر فائدے کیلئے محتاج  
 پھرے تو بس اُس قدر تم مجھ کو اپنے حسبِ نسب اپنے وطن سے مطلع کر دو۔ میں نکو وہاں بھی دن  
 ہمارا ساؤد کی اس سوال سے کچھ اور غرض نہ تھی اور شاید اُس سے ایسا بھی نہ ہوتا جسا کہ وہ ذکر رہا تھا  
 لیکن ہنسی یا کسی کے حسنِ جمال۔ اسکی ہٹ اور انکار اور اُس کے غلو پہنے اسکے دل میں اس امر کا بہت  
 اشتیاق پیدا کر دیا تھا کہ وہ کسی طرح اس امر سے واقف ہو کہ یہ عورت کس معزز خاندان سے ہو  
 اور اس قابل ہو کہ میں اسکو اپنی ملکہ بنا سکوں یا نہیں۔ لیکن جو وقت ہمارا ساؤد نے اس جگہ کو ختم  
 کیا تھا اسوقت ڈانٹا کے چہرے پر ایک بدیہی تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ وہ اسی کے پھر پھر چھانکی تھی ہو گیا تھا

آئے گئیں تھیں۔ اور اُنے بے اختیار اپنے دانت کے نیچے انگلی داب لی تھی اور گورنر اس کی آنے والے خیال نے اس کی اس عارضی حالت میں تبدیلی پیدا کر دی مگر پھر بھی قلبی اضطراب کی خاص خاص علامات ڈانٹا کے چھپائے اب بھی نہیں چھپتے تھے اور گورنر بادشاہ کی نظر اس وقت اتفاق سے اس پر نہیں پڑی مگر وہ آنکھیں فرو کر رکھ سکتی تھیں بلکہ وہ قیادت شناس میں کچھ بھی غلط ہوتی۔ اس کا کیا رنگی چہرے کا سفید ہو جانا بتا رہا تھا کہ کوئی انیوالا اندیشہ اور خوف اس کا غلغلے کے دل کی طرف جا لیگا اور اس کی گھڑی ہوئی نگاہیں زبان حال سے گزری تھیں کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس وقت کچھ ایسا ہیسا کے نقشے بھر رہے ہیں جس سے یہ اس قدر منتشر ہو۔

ہنوریا کے اڑنے سے اس کو اس قدر کوئی ہوئی عقل کیلئے یقین بہت تازہ تھا کچھ تو اس کا دل کستا تھا کہ میں اپنے افسوسناک حالات سے اس کو مطلع کر دوں۔ شاید کچھ رحم ہی آجائے اور کہیں طرح طرح کے خوفناک اندیشے اس کی آنکھوں کے سامنے آکر اس کو کئے سے منع کرتے تھے اس قدر تھا اُنھیں تھی اور ایسی حالتیں اس کی زبان جس کو اس وقت کچھ کہتے نہیں بنا آگے اس کے اس طرح کر رہی تھی میں خواہ اس عذاب سے چھوٹوں یا نہ چھوٹوں بلکہ مر جانا قبول ہے لیکن اس حالت میں ہو کر چہرے خاندان کو اپنی زبان سے بدنام کرنا نہیں چاہتی۔ نہ میرا کچھ نام نہ میرا کہیں وطن اگر آپ کو یکن دہن نہ پیر رحم آسکتا تو میں ہی اب کی غیبت کافی ہو کہ آپ بچہ پانے نکالیں۔ جہاں میری چاہیگا جلی جاوے گی، ہنوریا کی اس تقریر سے گورنر سناؤ کے مزاج میں کیسے قدر رہی آئی۔ اس کا چہرہ معمول سے زیادہ مسخ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں لال ہو گئیں اور چال دیکھ کر اس امر کا بہت اندیشہ ہوتا تھا کہ دیکھو یہ اس کا غصہ پیچاری ہنوریا کے ساتھ کیا ستم کرے گا مگر ہنوریا کی بھولی بھولی صورت اور صورت پر بھجائی ہوئی بیکسی نے سفارشی نہ کر سیکر اس کے غصے کی بھڑکی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور وہ ڈانٹا کو پسینہ چھوڑ کر اپنے دل سے کستا ہوا وہ کہ خیر چپے اور دیکھ لینا چاہیے ابھی میں یہاں سے اٹھا ہوں اور شاہ جہنگ کچھ اسکا مزاج راہ پر بھی آجائے در نہ پھر دیکھا جائیگا۔ یہ کہہ کر ہی کیا سکتی ہو یہاں سے چلا گیا۔ گورنر سناؤ کے جائیکے بعد ڈانٹا نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے ہنوریا کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا لیکن اس وقت تک تو اس نے مطلق خیال نہیں کیا جب تک کہ اور عورتیں حاضر ہیں لیکن جب تخلیہ ہو گیا اور بجز وہی کے اور کوئی غیر بیان رہا تو ڈانٹا نے بہت سرگوشی کی ساتھ کوئی بات ہنوریا کے کان میں کہی۔ خدا جانے کس قسم کی بات تھی کہ بات ہنوریا پر چھپ چھپ کر پڑی تھی یا بیکھا لگی تھی کہ میری ایک سنی اور تازہ صبح اس کے جسم میں آگ کی کچھ تیز تہ رہ ہو کر سب پوچھنا اور نہ معلوم ہوا۔ اسباب اب لاکھ نہ ہونے پڑے بے اختیار کچھ

تجسم کی کیفیت پیدا ہو گئی خبر عرصے سے ہنسی کا انا تو کیا سنے ہاں اکثر غم و غصے میں مانتوں چہاٹنے کی  
 پوجہ نیل ضرور کرتے تھے اسکے اواس پھر پر خوشی آتا رہتا رہتا ہو گئے اور نہ درد نہ غم نہ ہر جا بجا یہ معلوم ہوا  
 کہ خون میں لیتا ہوا چلا آتا ہو اور اسکی مسخ مسخ جھلکیاں اپنی لہریں کٹاتے دکھلا رہی ہیں۔  
 یہ سب کچھ تھا لیکن ہنور یا سے بتلاتے بلا عوت کے اس طرح ایک بیک خوش ہوئی کوئی خاص وجہ تو  
 میں نہیں آتی ہے وہ تو آسمان کی ستاروں کی تھی۔ اسکی تقدیر خراب تھی۔ اسکو تو بدمعاشی سے مل گیا تھا  
 اسکے پاس اس صوفیہ خوشی کا بھلائی کا کام۔ ایسی حالت میں اسکی دل خوش ہوئی لڑکھائی کی وجہ سے تھی  
 تو اس بلا سے اپنی سوائی کی میدیا جان سے ملنے کی خوشخبری لیکن آدو تو انیس ایک ایک کی بھی نہیں  
 یہ خوشی حسین کچھ لمبی ہوئی کیفیت ملی ہوئی تھی کچھ اس وقت کیلئے مخصوص تھی بلکہ اسکو یہ قدر ثابت  
 بھی تھا گوہر کی کوئی وجہ ہو کر دیکھا گیا کہ یہ خوشی ہنور یا کے دل کے ساتھ کچھ اچھا سلوک کر گئی۔ اپنی ہنور  
 اسکی حالت پہلے سے سمجھتی جاتی ہو اور اکثر اوقات اکیلے میٹھے میٹھے ڈانسا سے خوب بہتہ بہتہ باتیں ہوتی ہیں

## آٹھواں باب ۔

خس کم جان پاک

ہم نہیں آئی آہ تو سارا زمانہ ہیچ ہے  
 پھونک دے سب کو مین آسمان ہو کوئی ہو

واقعی دل چاہو گی آہ بیکار نہیں جاتی۔ کبھی نہ کبھی اپنا اثر دکھا ہی نہیں ہو۔ شمع رات بھر جلے جلتے ختم ہو جاتی  
 تو پالا ترے کے منہ سے آہوں کا کھٹا ہوا دھواں اس آگ کو بھی نیست نہ ہو کر ہی جیتا ہو جاتا اس  
 رات بھر جلا جلا کر خوب ہی آٹھ آٹھ آنسوؤں ولا یا تھا۔ وہ زمین میں جڑ خدا جاسے کتنو ٹکڑا لیا ایک دن  
 دیکھ لیجئے گا اسکا کلیجہ بھی کسی سینہ ڈنگا ر دلکش عاشق کے قلب کی طرح پھٹ جائے گا ادھر بھی سن لیتے  
 گا کہ کسی نے وہ آسمان بھی آج چمکنا چور ہو کر گر ہی پڑا جس خد کے بندن کو بت سنایا تھا۔ دیکھئے جب  
 گرسوئی تیز دھوپ نے زریح آسمان تک ایک قیامت برپا کر دی ہے۔ ہل چل پڑ گئی۔ اللہ ان الحفظ نہ  
 صدائیں بلند ہوئی ہیں آٹھواں کی کرنیں نہیں کے ساتوں طبق میں جس جھکے پانی کے اُن ننھے ننھے اجزاء  
 کو بھاپ بنا کر زہریلی اور پرے چلینے ڈر کے مارے نہانے کی نظر بچا کر خدا جانے زمین کے کس کو نہیں چھپ  
 رہے تھے۔ تو پھر آخر کیا ہوا؟ کسی کی آہ اثر کر گئی ہے۔ برسات کا موسم آگیا اور کچھ تپتی دیکھتے ہیجے آٹھ  
 کی ہنور زاری ہو گئی دیکھو وہ آدھی آدھی کھائیں اٹھتی چلی آتی ہیں کس طرح جیلجیل کوئی شرابی



چھوٹا ہوا چلا آتا ہو۔ وہ انگٹیں۔ وہ بادل گر جا۔ وہ بجلی چمکی اور وہ آسمان کسی رنج و غم میں کسی  
 حیران نصیب عاشق کی طرح دو دیا۔ صبح ہوئے تو کچھ عرصہ ہو گیا ہو گرا کر جو بچہ ابھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ  
 آفتاب کہیں نکلا ہی ہو۔ نہ کہیں اس کی کرشمین نظر آتی ہیں۔ نہ کہیں جو پہ معلوم ہوتی ہو۔ نہیں پتا  
 پڑ رہی ہو اور بوندیوں کے لگا تار آنے والے سلسلہ نے فضا کے آسمان میں بہت خوبصورتی کے ساتھ  
 جھل جھلکشی کر دی ہو۔ جو صبح کی لمبی روشنی اور گھر سے بھنے ابر کی تار بیکی میں بہت اچھی معلوم ہوتی ہو  
 اور ان بے آبی خطوط کے نزدیک نزدیک ہونے اور لمبائی وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شاید میں سے  
 آسمان تک حیران سا بھلا ہو۔ ایشیئس اپنے دیونا والے مکان کے ایک پڑتلف کر سے بیٹھنا بیٹھا  
 ہوا ہو اور کوئی اس پاس نہیں۔ سگرمان برسات میں بعض بعض اوقات تیز ہوا کے چلنے سے جھونکے  
 بوندیوں نے ٹھنڈے ہو ہو کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس غور و فکر سے اس کو چونکا دیتے ہیں جس  
 اس وقت اس کو اور سب نے گونے بیان ملو لاکر ٹھہرایا۔ لیکن اس کو فکر کس بات کی! اگر ہو گی بھی تو  
 کسی کو فریب دینے کی یا کسی کوئی اور تازہ چال چلنے کی جس کی ہمیشہ سے اس کو عادت ہو لیکن عام  
 قاعدہ یہ کہ جب کوئی شخص علی الخصوص جس کو زیادہ دیکھنے کی عادت ہوتی ہو۔ اور وہ دیر تک خاموش  
 بیٹھا رہتا ہو۔ تو اس کی طبیعت میں اچھن ہوتی ہو۔ دل پر گرتی اٹھتی ہو اور وہ خواہ مخواہ اس امر پر  
 مجبور ہوتا ہو کہ کچھ باتیں کرنا اور اس کے دکے تجارت نکالے جو باتیں کرنے کی وجہ سے اب تک سینے میں بند  
 تھے۔ ایشیئس نے ایک مرتبہ اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا اور آپ ہی آپ اپنے دسے اس طرح کھنکھائی۔ دیکھی  
 طرح مطلب نکلا نظر نہیں آتا۔ ملکہ پلیدی کا تو کچھ حندیہ معلوم ہوتا تھا مگر ایک ایسی علالت اس  
 کا موقع نہیں دیتی کہ اسے اس معاملے میں کچھ کہا جائے اس میں کوئی شک نہیں اگر سیر کر کے کا عقد  
 اچھی پوتی سے ہو جاتا۔ تو بس پھر کیا تھا یہ تلج۔ یہ تخت۔ یہ ملک اور یہ مال سب اپنا ہی تھا لیکن یہ  
 اُمیو کو کیا کیجے۔ ان کو یہاں بھی بھل ہونا تھا۔ اور اگر یہ کہیں گذر گئیں تو یہ وہیں مٹی ان سے اس کام کا  
 نکلنا شاید کسی قدر مشکل ہو گا یا اس قدر باتیں اس نے اپنے دل سے کی تھیں کہ طبیعت کی بے چینی نے اس کو  
 تصویریں دیر کے لئے پھر خاموش کر دیا۔

ابھی کچھ دنوں پہلے ایشیئس کو جو خط ہوا ہو اور جن فکر و غم میں وہ رات دن غفلان سچا رہتا ہو اس کو ہمارے  
 تامل کے ناظرین یقیناً جانتے ہوں گے۔ گو ہر سائے نفس آثارہ کی بھی خواہش ہوتی ہو کہ اس کے جاؤ مرتب  
 کا ستارہ اس طرح روز بروز ترقی کرتا جائے جس طرح پہلی رات کا چاند جو حیران تار بج تک۔ اور ماری دینا  
 کی جاؤ نزول اس کے قبضے میں آجائے لیکن اس کے ساتھ اس کو خواہش بھی ایسی چیز کی کرنی چاہیے جو اس کے

حوصلے سے زیادہ نہو ایشیس کا یہ خیال کہ وہیں جی ان کی بیٹی کیساتھ اپنے بیٹے کی شادی کروں اور اس فریضہ سے اُسکے ملک اور مال کا دعویٰ رہنوں۔ یہ ایک ایسا ایک خیال تھا کہ جسکی نسبت ایک لائق اور ہوشیار وزیر کے اسلے کسیتہ غیر موزون معلوم ہوتا ہو اور پھر ایسی حالتیں کہ جب اُس نے شاہزادی ہنودیا کے معاملے میں پلیٹ کیا اور وہیں جی ان کی طبع غلیظ کا حال اچھی طرح خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا لیکن ہم یہ کہ لالچ بڑی بلا ہو۔ اس کجعت عارضے کے پیدا ہونے ہی انسان کے دماغ میں آجاتا ہو۔ اسکی عقل جاتی رہتی ہو۔ سب اسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ساری دنیا میں انگشت نما ہو جاتا ہو۔ مگر اسکی آنکھیں بند ہوتی ہیں اور وہ کچھ نہیں دیکھتا۔

ایشیس اسطرح چپ سکوت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دم نے سامنے اکر عرض کیا: "جنا بے سالی فرانس سے ایک آدمی آیا ہو اور حضور میں باریاب ہونا چاہتا ہو۔"

ایشیس: "تعب کے لمحے میں (فرانس سے) ۹ چھا آنے دو۔"

یہ حکم چوتھی ایک شخص لاکر حاضر کیا گیا۔ اُس نے آداب بجا لاکر ایک سر پر خط اُسکے سامنے پیش کیا۔ معلوم تین یہ کس کا خط تھا کہ اسوقت اُسکے کھولنے میں اُسکے ہاتھ اُس زیادہ عجلت کر رہے تھے جقدر کسی بیسے عاشق کو اپنی مشوق کے خط پڑھنے میں جلدی کرنی چاہیے۔ جلدی جلدی نفاذ پاک کیا اور بہت اشتیاق کے ساتھ پڑھا شروع کیا۔ یہ بہت مختصر خط تھا۔ اور جقدر رکھا تھا وہ ایسا تو تھا کہ خط تقدیری کی طرح پڑھا ہی جانا ہو مگر بان البتہ اُس کا سمجھنا و شہہ تقدیر کے سمجھنے سے کچھ مشکل تھا اور اگر اسے خط میں کوئی مطلب غیر فقرہ تھا تو وہ یہی تھا کہ "میں اپنا کام کر چکا ہوں یہی سمجھنا چاہیے کہ میرا جو اچھی طرح چل گیا۔ اگر کچھ کسر باقی رہی ہو تو وہ فقط اس لئے قصداً اٹھا رکھی گئی ہو کہ قومی و قریبی سے اطمینان ہو جائے۔ حفاظت کیلئے جلد قورسی فوج آتی چاہئے، لیکن اسوقت ایسی شکیات دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس خط کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا ہو۔ اسکی آنکھوں میں سر نہا جاتا تھا ہونٹوں پر تہمت اور چہرے پر اُس جگہ بے انتہا خوشی نظر آتی تھی جان اس قورسی پر پہلے بہت غور اور فکر کے نشان پائے جاتے تھے۔ ایشیس اور اُس شخص سے پہلے اسوقت جو گفتگو ہوئی اسکا سمجھنا بھی خط کے مضامین سے کم مشکل تھا۔ مگر ان کئی بار جان اور ہنویا کا نام فرمایا اور یہ شخص بھی چونکہ فرانس سے آیا ہو اس بنا پر ہم یہ قیاس کر سکتے ہیں کہ غالباً یہ گفتگو بھی اُنھیں دونوں کی بابت ہوگی اور اسکے ساتھ جہاں ایشیس کے اسوقت میں کس طرف خیال کرتے ہیں ڈرتے ڈرتے یہ نتیجہ نکالنے کا موقع ملتا ہو کہ خدا بخیر خدا خدا تھا ہمت ہمارا دوست جان اور اسکی پیاری محبوبہ پر کوئی اور آفت آنے والی ہو۔ یا اُنھیں دونوں سے

کوئی ایشیہ کے ان آدمیوں کو مل گیا ہی جو الکا پتہ لگانے کے لئے کئی طور پر چاروں طرف چلتے ہوئے ہیں۔ لیکن جان کی نسبت تو ہم کہہ سکتے ہیں مگر ان ہنورا کو تو اس سے پہلے ملے سین میں ابھی ابھی تھما رہا ساندے کے بالغ میں چھوڑا تھا۔

تھوڑی دیر تک تو ان دونوں میں اسی قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ مگر پھر اس وقت سو سو اڑپتے من سواروں نے ایشیہ کے اسکے ساتھ گئے اور اسی دم سب کو قہاریش کر کے قرآن کی طوفان روانہ کر دیا۔

آب آسمان بر سر مکہ کچھ گھل گیا ہی۔ ہوا کے تیز جھونکے کسی شوخ۔ شریر حسین کی قیامت خیز خیال کا خاکہ اڑاے ہوئے چل رہے ہیں۔ اور ابر کے ٹکڑے اٹھیں کے ساتھ ساتھ کسی کے ساتھ ساتھ۔

تو کئی کئی آدمی اور کئی کئی عورتیں اپنے اپنے گھر میں بیٹھ گئی ہیں۔

پھر کچھ کر دینی جھلکیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اور پھر ابر کا ٹکڑا انکو چھپا لیتا ہی اور یہ کیفیت دیکھ دیکھ کر ہاتھ کبھی کبھار سنسنا یا وہ غضب کا واقعہ یاد ہی تو آجاتا ہی کہ کوئی شوخ چلی جب کو کم سنی اور اقریب کا تھا ضایا جو شرمانی کی آئینہ حسن خیال کی قدرتی شوخی کی طرح اسکو ایک پلڑم بھیجی ٹھہرنے دیتی ہو۔

کبھی تو پر سے منہ نکال کر جھانکتی ہی اور پھر فوراً ایک ادا کیسا تھوڑا چھپاے پھر دل مانے لگتی ہوئی دیکھ کر اور اگر اتفاق سے ایسی ہی زیادہ شرم آجائے تو گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے منہ چھپاے۔ تھوڑی ہی دیر میں تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب نے کھل کر ان ہر ہر پتوں نے ہزاروں جگہ کی ہوئی کر میں پیدا کر دی ہیں۔

پٹنے منہ کو ابھی آپ سہمت نے گرد و غبار سے دھو دھلا کر خوب صاف کر دیا تھا اور وہ زمین ہر ایک

اس وقت بجائے خود آفتابی یا چاندی کی زمین بلیا ہو میں ابھی کراہا ہوا پانی تھوڑا بھر اڑ گیا ہوا پھر

تھوڑی ہی دیر میں ایک قسم کا ہلکا ہلکا اندھیرا ساری دنیا میں پیدا ہو جاتا ہی جس کا لطف بھی اپنے رنگ

میں جواب ہی ہوتا ہی۔ ایشیہ اسی کمرے کے آگے حسینہ ابھی بیٹھا ہوا تھا۔ سواروں کے بیچنے کے جواب

نہل ہا ہی۔ اور یہ باتیں اپنے دل سے بڑھ رہی ہیں۔ بس اب کیا ہی پالا مار لیا ہی۔ دیکھ کر نے فدا جاتا

کیا ترکیب کی ہو۔ بڑا ہوشیار آدمی ہی۔ لوگ پہنچے اور وہ ہنور یا کوئی کڑیاں سے چلا۔ (کیسے افسوس) مگر

جان کی ابھی تک کچھ خبر نہیں ملی۔ ویلنٹی ان اور ملکہ دونوں مجھ سے بہت خوش ہوئے اور یقیناً میرے

اس کا تذکرہ کی کے صلی میں سب کام نچا میں اور کیا عجب ہی جو اس خوشخبری کو سن کر دل سے ہی میری

درخواست منظور کر لیں۔ مگر ملکہ کی طاعت کا ضرور خیال ہوتا ہی۔ لیکن آئیے بھی چلو اس خبر کی اطلاع

تو کریں آخر امین ہرج ہی کیا ہی۔ دیکھیں تو کس قدر خوش ہوتی ہیں اور اس خوشی سے بے یار کیا تیر پیدا

۶ یہ ایک شخص کا نام جو کوا ایشیہ نے پیشتر جان ادھنور یا کی تلاش کے لئے بھیجا تھا۔ ۱۰

ہوتا ہے۔ مگر ان ابھی ان کو یہ نہیں بتلانا چاہیے کہ ہنور یا نارمانڈ کے یا سبج ورنہ مارمانڈ سے اور نے  
کیسے قدر مرسم ہر شاہ۔ بالائی بالارمانڈ کو خط لکھ کر ہنور یا کو بلالیں اور پھر میری کارگذاری کچھ  
تجارت ہر روز کے کرنا ہوا ہے۔ میں نے اپنے ایک دیوانے کے لیے یہ نہیں کیا اور یہ کچھ ہنور  
کے لئے گھوڑا مانگا۔ اور سوار ہو کر شاہی ایوان کی طرف چلا۔ ملکہ پلیدیا کا چہرہ اب سن یادہ ہو گیا اور  
وہ اصلی حرارت بالکل تشریف لگتی ہی جبکہ دوزور کچھ جوانی ہی کے عالم میں خوب ہوتا ہے۔ رطوبات  
کی زیادتی اور دماغ ضعیف ہو جائیے بچوں کی عام کمزوری غالب آگئی ہے اور اسوج سے اب کچھ  
دنوں سے وہ اکثر نزلہ کے عوارض میں مبتلا رہتی ہے۔

اسوقت بھی وہ اپنے ایوان خاص شاہی میں بیٹھتی ہے۔ صنف کی زیادتی کو اس کے اعضا کو بوجھل اور  
بیقابو بنا کر بار بار پلنگ پر لٹا نا چاہتی ہے لیکن سینہ کی تنگی جو اس کو اچھی طرح سانس بھی نہیں لینے دیتی  
پٹھوں کے کچھ جائیگی کہ جسے کیس طرح اس کو بیٹھے نہیں دیتی اور اس سبب وہ اپنا سر گانڈیکہ پر رکھے جو  
آگئی آگئی سانس لینے رہی ہے۔ دمہ کا زور ہے۔ کون کون کر رہی ہے۔ اور ہوا کی آنے جانوائی ناہوین  
بالغہ کے جمع ہونے سے اس کا سینہ ارگن پا جائیگا جو جس سے طرح طرح کی آذاریں نکل ہی ہیں چاروں  
طرف ایسا کا جمع ہے اور اس خرابی پیدا کر نیوالی چیز کی جسم صلوٰۃ میان نظر آتی ہے جو دنیا میں ایسا  
کے نام سے مشہور ہے کسی طبیب کی اسے کسی سے ملتی نہ تھی اور ہر ایک دوسرے خلاف ہی کہتا تھا۔ وایوں  
کی ہزار ہوں رہی ہے اور جو کوئی وادیتا ہے وہ استعمال کر لی جاتی ہے۔ گواس قسم کا علاج بجز ضرر کے  
کبھی فائدہ نہیں دیتا اگر فائدہ اسوقت کیا اتفاق ہوا کہ کسی کی کوئی دوا کارگر ہو گئی اور کھوئی  
دیر کے لئے پلیدیا اس قابل ہوئی کہ کچھ بات چیت کرے۔

ایشیسی اب تک چپ تھا لیکن اب ملکہ کا مزاج کس قدر سنبھلا ہوا دیکھ کر مزاج پرسی کی اور دعائے  
صحت دینے کے بعد کہا وہ بیشک بیمار داروئے نئے دے وہ انتشار کی گھڑیاں بہت بنی تھیں  
اور صحت ہوتی ہیں جنہیں مرض کے سخت حملے ہوں اور ایسے وقت میں عموماً ہر شخص کا ہی دل چاہتا ہے کہ موت  
کوئی صلوٰۃ ایسی آتی۔ کوئی خدا کا بندہ ایسا ہوتا کہ جبکہ دست خفا سے ایسی صحت ہو جاتی لیکن ایک  
اضطراب کا خیال ہے اور اضطراب کے فعل کا جیسا کچھ نتیجہ ہوتا ہے اس کو مانہ جانتا ہے سیریز نزدیک جبکہ علاج کیا  
جائے۔ استقلال کیساتھ کیا جائے اور جو دوا استعمال کیجئے۔ اس کا اثر دیکھ لیا جائے۔

ملکہ وہاں یہ صحیح ہے لیکن جب کسی کی جان پر خفا ہے اس کو اسوقت کسی بات کا خیال نہیں رہتا  
اور وہ یہی چاہتا ہے کہ کوئی دوا ایسی پہنچے جسے جان بچ جاتی۔ اگر ایک ہی دوا اور ایک ہی لئے پر تنگی

کئے بیٹھے رہیں تو بس جان بھی ہاتھ دھو بیٹھا چاہیے۔ جسکا تجویز ایسی ہی ہو چکا ہو۔ اگر اس طرح علاج میں مستعدی اور جلدی نہ کیجاتی تو بھلا کیونکر آرت تک بھگوار قافہ ہوتا؟

ایشیسیس نے نہیں۔ میں تو یہ عرض نہیں کرتا کہ کسی کے علاج میں مستعدی سب کا ثمر لیا جائے۔ مرض سے غفلت کرنی یا اسکو خفیف سمجھنا تو خود ہی ایک ایسا مرض ہے کہ جسکی توجہ ہی نہیں۔ مگر ان میں اسکا نام نہیں ہے کہ بہت جلدی جلدی ہو اور اسکا استعمال کیا جائے یا دم بحر میں اسکا علاج اور فرادیر میں وہ ستر کا علاج ہو۔ اس مرض یا کل تجربہ مشق بنیاداً ہو اور کوئی طبیب اچھی طرح مزاج سے آشنا نہیں ہوتا۔ اگر اس قسم کے علاج نے اتفاق سے اسوقت فائدہ بخشا تو یہ حصول کا اقبال ہے۔ لیکن علاج معالجہ کو جو پسندیدہ قاعدہ ہوا اسکے خلاف نہیں کرنا چاہیے۔

ایشیسیس کی یہ بات بھی صحیح تھی اور ملکہ کو حضرت علی زائد تھا اسوجہ سے یہ تو خاموشی ہی نہیں ایشیسیس نے پھر کہا کہ ہاں میں حضور کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں کہ میں نے شہزادی ہدیہ کا پتہ لگا لیا۔ ملکہ نے (تعجب کے لئے) کہا: یہ کہاں۔

ایشیسیس نے حضور بھی بھجو اس امر کی تو اطلاع نہیں ہو کہ وہ خاص کس جگہ ہیں۔ مگر ان اتنا معلوم ہوا کہ وہ فرانس کی طرف کہیں ہیں اور نہایت محفوظ جگہ۔ ملکہ نے تو پھر بھی انکا ملنا مشکل ہی۔ کیون۔ اور وہ لکھرام جان۔

ایشیسیس نے ہاں انکا ملنا تو بہت مشکل۔ مگر میں نے بندوبست اچھا کیا ہے۔ بڑے بڑے پوشا آدمی اس کام پر مقرر کیے ہیں اور کسب قدر فوج بھی بھیج دی ہے۔ لیکن جان کی خبر نہ بتا سکیں گی۔ اب یہ بات اچھی طرح معلوم ہوئی کہ وہ شخص جو ابھی فرانس سے خط لیکر آیا تھا وہ ایشیسیس کو ہی امر کی خبر دینے آیا تھا۔ گو یہ تو اچھی طرح نہیں معلوم کہ پلیسٹیا کو اسوقت خوشی کس امر کی تھی۔ جو محبت کے ساتھ ہنور یا ملنے کی۔ یا اب اس سے انتقام لینے کا موقع ملنے کی۔ مگر ان اسوقت یہ ضرور دیکھا کہ اس علالت کی حالت میں بھی فوراً پلیسٹیا کے چہرے پر رونق آگئی اور اس نے اپنی کمزور آواز سے کہا۔ میں حضرت کیوجہ سے اسوقت تمھاری اس حسن تدبیر کی تعریف نہیں کر سکتی لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ تم نے بہت بڑا کام کیا۔

ایشیسیس نے دنیا سازی کے طور پر خدا سلامت رکھے۔ یہ حضور کی قدر دانی ہی۔ ورنہ میں کیا اور میری تدبیر کیا ہو کچھ ہوا آپکے اقبال سے ہوا۔ ورنہ یہ کام کہیں اس طرح ہونی والا تھا۔ کسکو امید تھی۔ لیکن پیر مرشد۔ گو عرض کر نیکا اسوقت موقع نہیں ہے مگر تاہم میں بہت ادب کے ساتھ پھر حضور کو

اس اہم کام کی یاد دلانا چاہتا ہوں جو میرے واسطے سے تو کہیں باہر مگر حضور کے نزدیک بہت ہی سہل  
ملکہ تین بھی گز میری حالت اس وقت اس قابل نہیں ہو کر من اسکا کچھ جواب دوں۔ تم شاہزادہ  
صاحب کا عندیہ تولو۔ دیکھو وہ کیا کہتے ہیں تاکہ یہ کنگر خاموش ہو رہی۔

ایشیوں کو بھی اب اصرار کا کوئی موقع نہ تھا اور اسے یہ بھی دیکھا کہ پلیدیہ اپنے استدعا کرنے کے بعد اپنی بیٹی  
بندر کہیں ہیں سوسو سے وہ بھی وہاں آداب و تعلیمات بجالا کر اٹھا اور خاص شاہی محل میں داخل ہوا۔

یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی جو بہت سے مکانات کو اپنے احاطہ کے اندر لے کر تھی بہت اچھے اور  
مکان بنے ہوئے تھے اور زمین سے ایک عالی شان کوٹھی کے آگے برآمدے میں دین تھی ان کے

ہوا تھا۔ یہ کوٹھی طرح طرح کے قیمتی پتھر سے بنائی گئی تھی اور اس کے فرش میں بالکل سنگ مرمر کا کام لیا  
گیا جو اس کوٹھی کے برآمدے ہی تک ختم نہیں ہو گیا تھا بلکہ برآمدے کے باہر نکلا اس جگہ تک پہنچا

چلا گیا تھا جہاں سے ایک مختصر چمن زمین کے نرم نرم حصے کو اپنے نشو و نما کے لئے منتخب کر لیا تھا۔  
چمن کا تختہ اس کوٹھی کے سامنے بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔ سبز سبز کا ہر ہر رنگ چمن کو خوش رنگ

اُن آنکھیں نور اور ڈول میں شہر پیدا کرتی ہو جو اس کوٹھی میں رہتے تھے۔ دین تھی ان کے دست  
ہاتھ پر خواجہ سراؤں کی صف دست بستہ کھڑی تھی۔ ایک طرف تہیز دار خوب صورت کینڑی حاضر تھیں

سامنے مینر تھی مینر پر گلدستہ۔ دو چار شراب پینے کے گلاس اور ایک تلوار میان سے کچھ فوٹی رکھی  
تھی جسکے صحن قبضے پر سونے کا کام نکاست کے ساتھ کیا گیا ہو پری پیکر کینڑی ساقی گری کی

خدمت پر مہور ہیں۔ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور جو خوشگوار کا دو چار ملے ہو۔ ابرو ہوا تھا۔ بلندی  
پر رہی تھیں اور بوتل کے گالگ اڑنے کی صدارت کی آواز میں ملکہ کچھ عجیب طبع پیدا کر رہی تھی۔

وائٹ گلاس کی وہ ٹرپ بجلی کو ترپانے دیتی ہو حسین پلانڈر لونگے نازک نازک ہاتھ کے ہر جانکی  
وجہ مخارج غافلی کا جذبہ کر جانا اور اُس جنبش کی حالت میں اسکا سرخ سرخ رنگ غضب کر رہا تھا۔ ایشیوں

جا کر بیٹھ گیا اور دین تھی ان کے اصرار سے دین میں مام آپ آتش لگ کے اڑاے۔ مزاج تیز ہوا  
خیالات نے وسعت کی ملی اور ادھر ادھر کی باتوں نے بعد ہنویا کا تذکرہ شروع ہوا۔ ایشیوں کے

مزاج میں ہمیشہ خود ستائی کی عادت تھی۔ اُس ہنویا کے تہ لگانے میں دیر پرہ اپنے بہت حقوق  
ثابت کئے اور اپنی کارگزاریوں کی داد چاہی۔ دین تھی ان کجبت کو ہمیشہ سے ہنویا کیس تھا ایک

قسم کا بغض تھا اسوجہ ہنویا کے تہ لگانے کی جو اسکے س کو بہت خوش کر گئی۔ ایشیوں کی بہت تعریف  
کی اور وہ تعریف کے گلے جنھوں نے تیز اور غور لی ہوا ایشیوں کے دل میں بہت ہی افسانہ کا

ہوتی ہوئی قلع دماغ میں پہنچ گئی اور لب کیا تھا اسکا دماغ اسان پر پہنچ پہلے در کی پہنچ گئی اور اسی حالت میں اس طرح کہا "میر قردان بادشاہ کے خزانہ عنائیں جس قدر کہ چاہیں انکو سارا دیا جاتا ہے کہ اس سرکار سے جگو بہت کچھ اعزاز حاصل ہوا اور شاید کوئی تنہا بھی ایسی نہوگی جو میر ولین پیدا ہوئی ہو اور حضو کی نظر عنایت نے اسکو پورا نکر دیا ہو۔ مگر مان القہر میر کیا کہ نزدیکی جو ولین مٹی ان (جام تھا کر) وہ کوئی آرزو؟"

ایشیسی "حضور میرے ولین ہے کہ میر از دل عزیز بیٹے گا ڈن جس کو جناب عالی اپنی فرزند میں لین اور بڑی شانہ زادی صاحب کے ساتھ منعقد فرما دیں؟"

ولین مٹی ان یہ سنتے ہی ہبھو کا ہو گیا۔ آنکھوں کے وہ لال ملل دور سے جن میں ہو خوشگوار کا شہر اپنی پہلا دکھار ہا تھا۔ دیکھنے والے کی نظر میں بھی کی طرح کو نہ گئے چہرہ غصے سے متا گیا بدن میں آگ لگ گئی اور وہ شراب کا اثر اس آگ کے اور تیز کرنے میں اسپر کام دیکھا چوستا اس کے رگڑ میں کہ آتش رنگ کے استعمال سے پیدا ہو گیا تھا۔ اس منہ بگاڑ کر شراب کا گلاس ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور شراب کے نشہ اور غصہ کی بخود سی اپنی بکیتی ہوئی زبان کو کیس قدر قابو میں لا کر اس طرح کہا "وہ کسی شادی؟"

ایشیسی "بندہ زادے کی؟"

ولین مٹی ان "ہوں۔ اور کس کے ساتھ؟"

ایشیسی "ہاتھ جوڑ کر جناب عالی کی شانہ زادی صاحبہ کے ساتھ؟"

ولین مٹی ان "اپنے ولین) یہ! حرام خور کو اب یہ حوصلہ ہوا کجبت نے سلطنت لینے کی فکر کی اس حکمران کا بیٹا اور انجناب کی شانہ زادی! بھلا کیا نسبت ہے کہیں شراب کے نشہ میں تھپاچی اول قول نہیں بچتا ہے مگر اس زیادہ تو میں پی گیا ہوں (ایشیسی) کیا کہا شانہ زادی کیساتھ؟"

ایشیسی "جی ہاں۔ شانہ زادی صاحبہ کے ساتھ۔ اگر بادشاہ کی نظر عنایت بندہ نوازی فرمائے؟"

ولین مٹی ان "اپنے ولین) حرام خور۔ پاجی۔ (ایشیسی) شانہ زادی صاحبہ کیساتھ آپ کے صاحبزادے بلند اقبال کی شادی کیا ایشیسی سچ ہے تم اسوقت اپنے ہوش میں نہیں ہو؟"

ایشیسی "نہیں میں نے شراب کچھ ایسی زیادہ نہیں پی ہو جو خدا نخواستہ میر دماغ میں خلل آگیا ہو اور نہ ایسی بات ہی کی میں متا کرتا ہوں جبکی نظر دنیا میں نہو؟"

ولین مٹی ان "برہم ہو کر) ارے پاجی۔ تیرا لڑکا اور انجناب کی شانہ زادی۔ تو اپنی چھت نہیں جانتے؟۔ ہماری برابری۔ یہ عولے۔ یہ رانے۔ لانا تو میری تلوار؟"

عقدہ میں اول تو انسان یوں ہی بے قابو ہو جاتا ہے۔ آدمی کے ہوش و حواس بجا نہیں رہتے عقل جاتی رہتی ہے اور پھر اسکو کچھ نہیں سمجھتا۔ اسپر شرار کا نقشہ دین ٹی ان کے حق میں اور بھی دشمن سمجھا گا ہرگز نہ سمجھو گے دھواں مجھ سے شعلہ نکلنے لگے جھکی وجہ سے آنکھوں کے سامنے غفلت پرے پڑ گئے۔ اچھے بُرے کی تمیز جاتی رہی اور اُس نے اُسی طیش کی حالت میں تلوار اٹھا کر ایشیہ کے سینہ میں جھونک دی۔“

ایشیہ کے طرز معاشرت چونکہ اچھا نہ تھا اور ولین ٹی ان کے غضب کی آگ شعلہ مار رہی تھی اس لئے کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ ایشیہ کی جان بچاتا۔ ولین ٹی ان کے معاہدہ لے ایشیہ کی جان لینے میں اپنے مالک کی مدد کی اور سب خواجہ سر تلوار میں کھینچ کر دوڑ پڑے اور ایشیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

ایشیہ چونکہ بہت بڑا فریبی چالاک اور ہمارے دوست کا جانی دشمن تھا۔ اسوجہ سے ہمتو اس امر سے بہت خوش ہوا کہ آج دنیا کو اس کے مکر و فریب سے نجات ملی اور وہ بھی اس طرح قتل کیا گیا جس طرح اسے جان کے مرحوم باپ یانی فیس کی جان لی تھی۔ لیکن یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ سلطنتِ اٹلی کے حق میں ایشیہ کا مارا جانا کتنا تکدیفہ اور مضر رہا۔ اٹلی کی انتظامی حالت پر جہاں تک ہم غور کرتے ہیں وہاں تک ہمارا خیال یہ کہ یانی فیس اور جان کے بعد اس میں سب سے زیادہ سلطنت کا سینھاٹنے والا ہے۔ اب بجز ایشیہ کے اور کوئی تھا۔ گو وہ اچھا تھا یا بُرا۔ لیکن پھر بھی اسکی وجہ اور سلاطین کی نظر دین اٹلی کو بظاہر ایک قسم کی ضرورت حاصل تھی۔ اور اس اعتبار سے ہم ضرور سیدھا راضی ہو سکتے ہیں کہ سکتے ہیں کہ تمام عمر میں ولین ٹی ان کی تلوار اٹلی بھی تو کس شخص پر اگر مینوشی سے ہمیشہ ایسے ہی بُرے نتائج پیدا ہو چکے ہیں اور شرابی کی نظر کو آسمان بھی اونچی نکلتا اور نقشہ کے عالم میں بہت دور کی سیر کر آئے۔ لیکن کسی کام کے انجام پر کبھی نظر نہیں جاتی۔ اور وہ خیال نہیں کرتا کہ میں کیا کرتا ہوں اور اسکا نتیجہ کیا ہوگا ایشیہ کے اس ناگمانی قتل نے کو عام طور پر لوگوں کے دل پر کوئی زیادہ اثر نہیں پیدا کیا مگر ان البتہ وہ وحشی لوگ لپکڑ کر رہے جنکو ایشیہ کی ذات سے خاص طور پر تعلق تھا یا جو اس کے نوکر تھے۔ لیکن کبھی اختیار میں کیا تھا جو کوئی دم مارنا۔

اس واقعہ پر ابھی شور اُڑا نہ بھی نہیں گذرا تھا کہ ملکہ ملڈیٹریا کے امراض میں ترقی ہوئی اٹلی لٹی سانیہں لیتے لیتے پھیرا چھل گیا۔ اور وہ گذرگاہ میں مستقل طور پر بلغم کے رہنے کی جگہ ہو گئیں جنہیں نچرل طور پر ہو آئی آمد و شد بہت ہی بد دم ٹوٹ گیا اور بالآخر اسکو بھی ناگزیر مر جانے پڑا۔



جو ہر شخص کے لئے ایک بار ضرور ہوتا ہے۔

یون تو آیا وقت ملتا نہیں ہوا اور پلیڈیا کی عمر بھی بہت ہو چکی تھی مگر نظا ہر سبب اس کی جان بچا رہی تھی اور مختلف دواؤں کی بھرمار اور علاج میں ہی بے انتظامی خود سری اور بے انتظامی ہوتی جو مرض متعدی کی طرح مسلمانین اور امر کے گھر گھر پھیلی ہوئی ہو اور جس نے بہت سے بڑے بڑے لوگوں کی عزیز جانیں مفت مفت لئے ہیں۔

پلیڈیا کو عورت تھی مگر پھر بھی اس کے دماغ میں ایک قسم کی انتظامی قوت تھی جبکہ اسے اس سلطنت کا کاروبار اتنا بڑا بھلا چلنا جاتا تھا۔ لیکن ابتداء سلطنت کا خدا ہی مالک ہے۔ ولین تھی ان کے ہرگز اس امر کی امید ہی نہیں ہو سکتی کہ وہ ایسی بڑی سلطنت کا کام سنبھال لیگا۔ وہ تو دنیا میں بہت پیدا ہی نہیں ہوا ہے اور اس کا دماغ عقل اور انتظامی قوتوں سے بی طرح خالی ہے جس طرح آج کل کے اکثر ناول پوٹیکل۔ سوشل اور مارل نتائج اور مضامین سے خالی ہوتے ہیں اس کے علاوہ اس کی آرام طلبی اور مٹی ہوئی اس کو کب اس امر کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنی پرانی عادتوں کو پھر پھر ملکی معاملات کی طرف متوجہ ہو۔ اور ہو بھی ایسا ہی کہ پلیڈیا کے مرتبہ میں تھی ان خوب کھیل کھیلا اُس نے بعد ازاں جو ان کے لحاظ اور خیال سے اتنا کم سیدھ رہ چھپا کر پوری ہوتی تھیں اب علانیہ طور پر کھیلنے لگیں تھیں۔ کونکشی انتہائی درجہ پر ہنچ گئی ہو اور اُسی کے ساتھ وہ خراب خصلتیں بھی ترقی کر گئی ہیں جیسا کہ وہ ان کے ساتھ چلی دامن کا ساتھ ہی اب جرم مخمور پڑا رہتا ہو اور رات دن انھیں پری سیکرنا دینا ان سے محبت رہتی ہو جیسا کہ نشی انکھڑیاں اور بھی اُس کو مست اور متوالا کئے دیتی ہیں۔

## نوان باب

عدو شو و سبب خیر گر حث را خواہد

وہ خوشی بھی دید کے قابل ہو جب ہوتا ہو شاد  
مضطرب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھ کر

دو ہر کا وقت ہے۔ آفتاب کسی معشوق کے جو روئے تم کے سلسلے کی طرح نصف انہما کے اس خط پر پہنچ گیا ہو کہ جس سے اب اور زیادتی عقل کی طرح فرض ہی نہیں کر سکتی۔ اس کی کریمیں اپنے بھگن عالم سے ان کی گرمیاں دکھلاتی ہوئی ساکنان ملا راعی سے خدا جانے ایسی کیا نازہ خیر لکیر اس وقت سیدھی سیدھی زمین کی طرف آرہی ہیں کہ خاک میں ملے ہو کر لگتے ان کے ذرے بھی بڑے آن بان کیسے

میں نے کہا کہ اگر وہاں سے کوئی شخص نکلتا ہے تو اسے مار دیا جائے گا۔

وہی ہو کر میری اس امید پر خوش ہیں کہ اسے زیادہ آفتاب میں تیزی ہوگی اور اب جو گھڑی  
آئیگی اچھی ہی آئیگی۔ ہوا بھی بدلی ہو اور ہر چیز کا سایہ بھی کچھ پیٹ سے پاؤں نکال چلا ہو جو  
اس وقت کم ہوتے ہوئے اُن ملکوں میں تو بالکل نیست اور نابود ہی ہو گیا ہو گا جو خط استوا کے  
نیچے یا اس کے قریب واقع ہوئے ہیں اور جو درمیان اب ہاں مغفود ہو گیا ہو گا۔ تو شاید ہر نام کچھ بھی  
باقی نہ بگیا ہو۔ ہر طبقہ اور ہر مرتبے کے آدمی اس وقت آفتاب سے منہ چھپائے ہوئے۔ آرام اور کسرت  
سے اپنے اپنے مکانون میں بیٹھے ہونگے۔ مسافروں کو اگر بات نصیب نہیں ہوگی تو وہ بھی اب  
تھک کر کسی یا دو درخت کی چھاؤں میں دو گھڑی سستانے کے لیے ضروری بیٹھ گئے ہوں گے۔  
ہاں شاید ان غم نصیب عشاق کو بد قسمتی سے یہ موقع نہ ملا ہو جو کسی کی تلاش میں بڑی سچائی  
کے ساتھ ساری دنیا کی خاک اڑاتے پھر رہے ہوں۔ مگر میں امید ہے اب بھی ہر مقام کی امید ہے  
ہونگے یا اگر یہی نہیں تو پادوئے چھالے اور چھانوکے ساتھ کاشو کی چھڑے عاجز اگر وہ نہیں آتی  
شہر گئے ہونگے کہ دم بھر کہیں بیٹھ کر کائنات نکال لیں لیکن ہاں البتہ ایک ہمارا وطنہ خیال ہوا  
اس وقت بھی عرف کے چھوٹے چھوٹے پڑنے دہشت جان کر ساری دنیا میں ہونے لگا کہ اب پھر فرانس  
کی طرف چلا ہو اور فرانس کی شرفی حد زمین پھر تیار ہوا جاتے جاتے اس مقام پر پہنچا ہو جان کر یہاں  
دون مغرب کی طرف ہٹتے ہٹتے بالکل کوہ سورن کے قریب پہنچ گیا ہو یہ پانچویں یا ششام واقع ہو اور  
اس طرح دیرانے دون بھی کچھ توڑے فاصلے سے مشرق کی طرف شہر جنوب کی طرف ہٹتا ہوا آتا ہو اور  
شمال کی طرف جا کر بحر روم میں داخل ہو جاتا ہو یہاں کے کچھ طرف ایک بہت بڑا کاف دست  
میدان ہو جاتی قسمت ہو کر نظر کو کچھ اس طرح کا انتشار ہوتا ہو جس طرح ایک خیال کو امکان کی غیر ضرور  
فضا میں مجرہ پٹا ہوتی ہو اور اُس کے پاس دیر دور کو آسمان کے جھلکے ہوئے کنارے دیکھنے والی  
نظر کو بھی دھوکا دیتے ہیں کہ وہ ساری زمین ایسا انداز ہو جسکا محیط پچیس ہزار میل کے قریب  
اور وہ جو چھائے ہوئے غبار کے اسطر جانے کیا کچھ دھندلاؤ دھندلاؤ سا چاروں طرف معلوم  
ہوتا ہو بس یہی اس آسمان کے کنارے ہیں جس انداز اس دنیا کی طرح بہت کڑے رات دن گردش کیا  
کرتے ہیں۔ آسمان کے کناروں سے نہ نکلنے والا غبار اگر اتفاق سے کبھی نکلتا ہو تو یقیناً اسکا ٹھکانا ہے  
یہی مسیح میدان نہیں ہوتا ہو گا اور یہاں ہی جب ایسے کچھ میدانوں میں پہنچے ہوں گی تو یقیناً خوب ہی مل کر  
خاک اڑاتی ہوگی مگر اس میدان میں شمال کی طرف کچھ معمول ہے۔ یہی غبار اٹھ رہا ہو جو زمین کے آسمان



اگر بڑے بھڑوٹے کو ٹوٹو تو چھوڑ دیا اور زمین پوش بچھا بچھا کر اُس میں پر مٹھ کے گھر چھوڑ گئے اور اپنے دُست  
 سایہ گئے چوتھے تھے۔ کوئی گھوڑو نہ کو نہ ملائے لگا اور کوئی پانی کی تلاش میں ادھر ادھر چلا گیا۔ اور اب جو ہم  
 جان کی موت دیکھتے ہیں تو حقیقت میں کیس طرح بچاؤ ہی نہیں جاتی زمانہ کے انقلابات نے اسکی  
 صوت بدل دی ہے اور کچھ اس طرح ہاتھ پاؤں بے قابو کئے بیٹھا ہے کیجیاں معلوم ہوتا ہے۔ رنج اور غم نے  
 بڑی مہر جی کیساتھ اسکی اُس نظارت کو رنگ بنا کر اڑا دیا ہے جو حضرت عشق کی سست بڑے پیچھے رہی ہے  
 رخساروں کی ہڈیاں اُن کی ہڈی ملی رگوں کو دکھائی ہوتی نکلتی ہیں جھلکے اندر تو جی جگہ پر وہ اپن بھری ہوتی  
 تھیں جو جذب اور ضبط کی وجہ سے سینہ میں گھٹ گھٹ کر جھٹ کھائے دل کی طرح بالکل تلی ہو گئی ہیں۔  
 اچھین اپنے اشکو کا خزانہ خالی کرتے کرتے اب اس طرح خشک ہو کر رہ گئی ہیں جس طرح نرس کا کھٹلایا ہوا  
 چول جین پختہ سے رطوبت کا ایک قطرہ تک نظر آئے گا۔ اُس طرح پر تھکے ہیں اور خشکی کی وجہ سے ہلکے  
 سخت برگشتہ کی طرح اور بھی بھر گئی ہیں جن میں بہت دنوں پہلے انسوں کی پانی لگایا تھا اور وہ کچھ سیدھی ہو گئی  
 تھیں جان نے نیٹھے بیٹھے پہلے ایک مرتبہ بڑی حسرت اور ابوسی کیساتھ ٹھنڈی سانس لی اور بچا پتا  
 سرگھنہ پر رکھ کر اس طرح اپنے دل سے کہنا شروع کیا اب کمان ہونڈ میں اسی دنیا کی تو خاک چھان آیا۔  
 آپس کے ایک ایک دوسے کو دیکھا۔ پر ویش سے یہاں تک کی خاک اڑائی۔ فرانس میں بھی شاید کوئی ایسا  
 مقام ہو گیا ہو جان انکو تلاش کیا ہو مگر آہ کہیں تپ نہیں نشان نہیں آئی کی طرف بھی ہونا چاہیے شاید  
 وہیں کڑک رہی ہوں۔ لیکن ہاں پہنچ کر کئی زندگی بہت دشوار معلوم ہوتی ہو وہاں اُنکی جان کے سب  
 کجعت و دشمن ہی دشمن ہیں۔ (یادو سنا ہے میں) کہیں ہوں اب میرے ہاتھ سے لیکن۔ نہیں مل سکتیں (اپنے  
 ہمارے ہوں بہت پُر افسوس مجھے میں) کہیں پھر اب تم لوگوں کی کیا رائے ہو۔ اتوں میں دیکھا ہوں کہ ہر  
 قدم پر نا اُمید ہی کا سامنا ہوتا ہے اور جی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہوں ابوسی ہی ابوسی نظر آتی ہے  
 جان کی یہ یادو سنا تقریر سن کر کسی کے پاس اب کوئی معقول جواب تھا۔ سب سر جھکا کر خاموش  
 ہو رہے اور اسوقت انکی صحت دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کی ہمتوں کا صاف جواب دیا  
 گواہی دین کی کیسبتیں سستے سے ستمزدہ اور غم نصیبی کا دل کیسے مضبوط ہو جاتا ہے۔ مگر جو ٹوٹیں  
 سستے سے حسرتوں کی اس نازک حاجی سے زیادہ انکا دل نازک تھا جاتا ہے اور سبق اقلی اسد جیڑ جاتی ہے کہ  
 ذرا سی بھی اپنے خلاف میں کوئی بات سنتے ہی ٹپ ٹپ آنسو نکل ہی تو آتے ہیں۔

ہمارا دوست اول تو روہی قدرت کی طرف سے کم نصیب یا غم نصیب پیدا ہوا تھا۔ ہنونا کے جانے ہی  
 عیش و آرام بھی اس کے پاس سے چلے گئے تھے اور ہر طرف سے رنج و غم کی دوش دیکھ کر مبراہر متعلق بھی

مقاؤں کو جواب دینا تھا مگر ان ساتھ کے یہ چند جان نثار ہی ایسے تھے جنہوں نے اب تک اسکو لاسا دیا  
 کہ ایک ہم سنگ سلسلے پر کھاتھا لیکن اسوقت ان سب کا سکوت دیکھ کر اسکی اس محنت کی کمر بالکل  
 ٹوٹ گئی جو آدمی کے دلین جگہ پا کر اس کے بہت مشکل اور اہم کاموں کو اس زیادہ آسان کر دیتی ہو جتنی  
 عاشقوں کے نزدیک جان دیدنیہ اسے اپنی مہموم امید کو دیکھ کر وہ گھبرا جاتی ہوئی اس کے خاندانے  
 دل سے اس طرح نکل رہی ہو جس طرح جانمندی کے وقت اس طرح خدا جلے گا ایسا صبر اختیار کر سکتا ہو  
 کہ اسے اختیار اسکی آنکھیں بند ہو گئیں سر ایک ہاتھ سے کیلو دوسرے ہاتھ سے تمام کر لیا اور جب تھوڑی  
 دیر میں کچھ طبیعت سنبھل تو جوش خود نکال کر بدو است و حشر چلا اور گریہ پاکی و حشر ان اڑنے لگیں۔  
 جان کا یہ حال دیکھ کر سب دوڑ پڑے بہت منت ساجت کی اور مشکل اس کے بگڑے ہوئے کو کھینچ  
 سنبھالا اور پھر اس طرح عرض کرنے لگے حضور ایسے نا امید کیوں ہو ہیں کسی کو شش کبھی رنگان نہیں  
 جاتی۔ اگر خداوند سبحان ہمارے بزرگین اور روح القدس کی عنایت ہمارے شامل حال ہو تو کبھی  
 کبھی شاہزادی صاحبہ کو وہ عورتیں نکالیں گے۔ ہماری اسوقت کی خاموشی کچھ اس پر ہی تھی کہ ہماری  
 بہتیں اب بست ہو گئی ہوں اور یہ کو باب شاہزادی صاحبہ کے ملنے سے نا امید ہو گئی ہو بلکہ اسوقت  
 ہمارا سکوت فقط اسوجہ سے تھا کہ ہم سب اس امر میں غور کر رہے تھے کہ آپ کے سوال کا کیا جواب دینا چاہیے  
 ایسی قوی جواب آپ عرض کریں کہ جس سے آپ کی تسکین ہو سکے۔ آپ خوب اچھی طرح تعین کر لیجئے کہ ہم  
 وقت پر خدا دینے والے اور آپ کا ساتھ چھوڑنے والے آدمی نہیں ہیں۔ ہم نے آپ کا تک کہا یا ہو اور ہم کھلا  
 دین گئے کہ ہم حلال ملازموں کو اپنے آقا کے دل و تحت کے ساتھ کس طرح جان نثاری کرنی چاہیے  
 دل ریش اور دل شکستہ آدمیوں کا یہ عام قاعدہ ہے کہ جب اپنی طرف کسی بندہ خدا کی توجہ دیکھتے ہیں  
 یا کوئی اُسے ہمدردی کرتا ہو تو فوراً انکا دل بھرا آتا ہے۔ جان بھی اسوقت اپنے ہر اہم و حق گھٹکو سنکر  
 بیچیں ہو گیا اور گویا بولتے اب اسکی آنکھیں خشک ہو گئی تھیں مگر کچھ بھی خدا جلے گا کہ ان دو چار  
 قطرے رطوبات کے آنسو نہ کرے اختیار اسکی آنکھوں سے نکل آئے اور یہ ان کو بوجھ کر اس طرح کہنے لگا ہاں  
 تم لوگوں کی محبت و وفاقت میں تو کس طرح کاشک و شبہ نہیں ہو مگر تقدیر کو مجھ سے لاگ ہے۔  
 زمانے کو دشمنی اور آسمان کو سیر ساتھ مخالفت ہے۔ پھر ایسی حالتیں تم کیا کر سکتے ہو۔ اور میں کیا کر سکتا  
 ہوں۔ (تھوڑی سانس لیکر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ تم لوگ میرے ساتھ باقی خراب ہوتے ہو  
 جا کر اپنے اپنے گھر میں آرام سے بیٹھو۔ اور مجھ کو خدا پر چھوڑ دو۔)

یہ باہوسی کے پردے کھلے ایسے تھے کہ کوئی ان کو نہ دیکھ سکتا اور پھر اس کا دل اسے قابو میں نہ رہتا گوشت  
مضبوط دل کے تھے گریہ سنتے ہی ہر شخص کا چہرہ غمین ہو گیا۔ سب پرے ہاتھ اٹھا کر اسی چالنی میں سب  
تھام کر بیٹھے اور جان کی جان پر تو سوقت ہو گزر گیا اس کو کچھ وہی خوب جانتا ہوگا۔ یا کچھ  
وہ جان سکتا ہی جسے کبھی ایسا واقعہ گذرا ہو۔

اس حالت پر اسی قہوڑی دیر بھی نگذری تھی چند ہی منٹ ہوئے تھے کہ ان کے ساتھ دواوینے ایک شخص  
اگر علیحدہ ایک درخت کی اکو سے ان لوگوں میں سے ایک شخص کو بلایا جو بیان جان کے پاس تھے  
تھے اور کانین کچھ آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگا۔ یہ باتیں جس سب سے کے ساتھ کی جاتی تھیں۔ اس کے  
اعتبار سے تو ان کو کوئی دوسرا شخص سن نہیں سکتا تھا۔ مگر بیان جو شخص سن رہا تھا۔ اور جو کہ ہاتھ ان  
دونوں کے چہرے کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حیرت اور تعجب ان دونوں کے دل و زہن پر اتنا ہی طر ح قائم  
کر رہا تھا کہ اس کے ساتھ بیٹھ کر اب جو کوئی انکی بھیا تک صورت دیکھتا تو وہ جان کے پاس سے ٹل کر  
یہاں چلا آتا ہو اور دو باتوں کے بعد اس کی بھی یہی صورت ہو جاتی ہو جہاں اس سے پہلے دواوینے تھی جان  
کی وہ انکھیں جو سوقت ساری ٹیلی سے پھری ہوئی گواہی میں کی طرف جھکی ہوئی تھیں جہاں اپنی  
جان لایا کا قہر دکھاتا تھا مگر سوقت اس کی موڑا ہ نے جو اس کے منہ سے نکل کر سیدھی آسمانی طرف جانیو  
تھی بے اختیار اس کی نظر کو اوپر اٹھایا اور اسی حالت میں اسے ان لوگوں کو اس غیر معمولی انتشار میں دیکھ کر  
کیوں! کیا ہو یہ آہستہ آہستہ باتیں کیسی ہو رہی ہیں اور یہ گھبراہٹ کیسی؟ اور وہ سب لوگ بچا  
اس کے جواب میں کچھ کہیں جان کی طرف بڑھے اور ایک شخص ان کے سر پر گئے لگا یہ حضور علی! اے  
صراط (جنوب کی طرف اشارہ کر کے) اس غرض سے گیا تھا کہ اگر بیان کہیں پانی ہوتا تو ہم سب لوگ  
اپنے گھوڑوں کو بھی بلا لیتے۔ میں اس تلاش میں تھا کہ اس محل کی طرف فضائے آسمانی میں چکر لگاتی ہوئی  
آبی چڑیوں اس امر کا پتہ دیا کہ شاید اس طرف کوئی بھیمل یا دیا ہو اور میں اس طرف بڑھا ابھی میں قہوڑی تھی  
آگے چلا تھا کہ میں چند آدمیوں کو اس محل سے نکلے ہوئے دیکھا جن کے ساتھ بہت گھوڑے تھے اور وہ اس طرف  
بڑھے جس طرف پانی ہوئی نسبت میں گمان تھا۔ یہ لوگ آلات حرب کے بالکل مسلح تھے اور انکی ہاتھ  
وضع تیار ہی تھی کہ قینا وہ ایطالیہ کی طرف سے کہیں۔

جان (بے پروائی کے بھین) اٹھ اٹھتے کوئی لیکن اٹلی کے آدمی! بیان کمان لے لے! کہیں میرا گھوڑا  
کوئی ٹکریں چھرتے ہوں۔ اچھا تم میں سے ایک شخص اگر زراخبر تو لے آئے مگر بہت پوشیدہ طور پر خبردار کوئی  
دیکھتے نہ پائے نہ وہی میں سے دیکھ کر چلا آئے کہ کون لوگ ہیں اور کتنا انکی جماعت ہو؟ اور اس حکم کے

ہوتے ہی فوراً ایک شخص اپنی ہیئت بدل کر اس کی طرف چلا ہوا تھا اور جگل نے دریا میں غرق تھا۔  
اب یہ سب اس جانیو اس کے انتظار میں یہاں کھڑا ہے ہیں کوئی دھڑکتی آواز سے سڑک کی طرف  
جھانکنا ہوا اور کوئی دھڑکتی آواز پر چڑھ کر جگل کی طرف نظر ڈال رہا ہے ہر شخص کے دل میں ایک قسم  
کا گھبراہٹ ہو رہی ہے اور ہر آدمی کے دل میں ایک عالم میں ادھر ادھر میں ایک خیالی جانا ہوا ہے  
اور ہر آدمی کے دل میں ایک عالم میں ادھر ادھر میں ایک خیالی جانا ہوا ہے۔  
پیدا ہوتی ہو اور یہ دل تمام کر رہا تھا ہے۔

یہ سب اسی انتظار میں تھے کہ جانیو الا شخص بانٹا ہوا آیا اور نہایت گھبراہٹ کے لمحے میں اس طرح  
کئے لگا دھڑکتی آواز ہو رہی ہے۔ ہوشیار۔ وہ سب اب اپنے اپنے گھر میں سو رہے ہیں  
میں ابھی طرح دیکھا یا بیشک وہ ایسا لہری کے رہنے والے ہیں اور میرا خیال ہے کہ شاید وہ خاص  
ایشیہ ہی کے لوگ ہیں جن سے بعض بعض کو تو میں خوب ابھی طرح سے پہچانتا ہوں۔  
جان (حسرت کے لمحے میں) خاص ایشیہ کے ملازم زادہ بیان کمان! اور تھے کس قدر؟  
وہی شخص حضور یہ تو میں معلوم کہ بیان یہ لوگ کس طرح آئے حضور نے اس کی ممانعت فرمادی  
تھی کہ کوئی دیکھنے نہ دے وہ نہ شاید یہ بات بھی معلوم ہو جاتی۔ مگر شام میں میرے نزدیک سو سو اس سے  
تو کبھی طرح کم نہ ہوئے۔ اور سب مل کر ان حضرات کی ایک بات مینے اور وہاں بہت تعجب خیز دیکھی کچھ  
سمجھ میں نہیں آتا تھا جانتے کیا امر ان کو محکوم کے ساتھ چند عورتیں معلوم ہوتی ہیں بیچ کبھی  
دیکھا نہیں مگر ان کے رونے اور چیخنے کی آواز بتا رہی تھی کہ بیشک یہ عورتوں کی آواز ہو اور بعض  
بعض وقت تو مجھ کو کچھ ایسا اندیشہ ہوتا تھا کہ وہ بولی چیخ رہی ہے اور کچھ کسے جاتی ہے؟  
جان۔ (بات کاٹ کر) "ویلی؟"

وہی شخص مجھے نہیں۔ ویلی بیان کمان!۔ اور میں تو کسی کو دیکھ بھی نہیں پایا مگر ان  
استاد تو فرم کر گئے کہ وہ آواز ویلی کی آواز سے مشابہت تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہی چیخ رہی  
اس شخص کی تعجب خیز تقریر سنا کر جان کی کچھ عجیب حالت تھی حیرت نے اس کے دل پر قبضہ کر کے رکھے اس کو  
بالکل حیرت کا پتلا بنا دیا تھا۔ ہاتھ جس جگہ کھاتا تھا وہاں اٹھ نہیں سکتا تھا اور کچھ کچھ کولے کاٹھ پھل  
اور کبیرا دیکھ نہیں سکتی تھیں اور وہ خیال عجز میں آسمان تک پہنچ جاتا ہوا اس وقت اس کے دل سے دل  
تک نہیں جاتے پاتا تھا۔ گویا اس کو ایک کی ناکامیابیوں نے ہنسیا کے لئے کی طرف بالکل اٹھ کر دیا  
مگر شوق اور محبت کا خدا بھلا کرے کہ ویلی کا نام سننے ہی ہنسیا کے لٹنے کی آید پھر نئے سرے سے لیلیو

پیدا ہوئی اور یہ اس شخص سے کہنے لگا: "اور کین ہماری پیاری شہزادی کی آواز بھی سنی تھی؟ سنی تھی تو بتا دو (افسوس نا تو رہا تھا اگر) ہاتھ پیاری آواز آہ آہ آہ ان کانوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ اور

اس شخص سے کہنے لگا: "اور کین ہماری پیاری شہزادی کی آواز بھی سنی تھی؟ سنی تھی تو بتا دو (افسوس نا تو رہا تھا اگر) ہاتھ پیاری آواز آہ آہ آہ ان کانوں تک نہیں پہنچ سکتی؟ اور

وہی شخص یہ نہیں حضور اور وہاں وہی کے ہونیکا بھی کسکو علم و یقین ہو۔ میں نے تو فقط آواز کی مشابہت دکھائی تھی۔"

اس شخص کا یہ فقرہ ابھی ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ انھیں کے ساتھ وہیں سے اس ایک شخص نے خبر دی کہ کے لیے ایک اونچے درخت پر چڑھا ہوا تھا کہ وہاں ہاں ہاں میں تو سوار وہ کیا جگہ تک آئے کھانا شروع ہو ہیں اور اس طرف کو ابھی آئے ہیں۔ ابا کوئی سو ڈیڑھ سو سوار ہیں۔ ہوشیار ہو جائیے۔" اور یہ کہ وہ جلدی جلدی درخت سے نیچے آئے آیا رہے اپنی اپنی تلواریں بٹھال لیں اور اپنے اپنے گھوڑوں کی باگیں ہاتھ میں لیکر دھڑکی آئے اسے اُن سواروں کی طرف دیکھنے لگے جو اب کیتھہ قریب آئے تھے۔ جان اس وقت بہت غور کے ساتھ انکی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور جب اسے سبکو ایک سرسری نظر سے دیکھ لیا تو یکبارگی بے اختیار اسکی زبان سے نکلا: "میشک یہ ایٹالیہ ہی کے سوار ہیں۔ میں نے ان کو پہلے دیکھا ہی ہے۔ سبالتیس کے ملازم ہیں جو ہمارا چاتی دشمنی کر سکیں۔ مین دو گھوڑے خالی کیوں ہیں۔! ان پر کوئی سوار نہیں ہوتا۔ اور ٹاپو کی آواز کے ساتھ یہ بچے اور بچے کی آواز کیسی آتی ہے!۔ مگر وہ بچ والے گھوڑے خالی نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ انپر کچھ قیمتی مال اور اسباب ہاں جو احتیاط اور حفاظت کے خیال سے حلقے میں لے لیا گیا ہے (تھک کر دیکھتا ہے اور پھر کہتا ہے) انھیں اسباب نہیں ہے۔ آدمی ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید گھوڑوں کی پیٹھ سے باندھ دیئے گئے ہیں۔ خدا جانے یہ پیچھے کون ہیں۔ شاید یہ رونے اور بچنے کی آواز بھی انھیں کی ہو۔"

(بہت غور سے دیکھ کر اور کان لگا کر) وہ آواز آئی افو کہ قہ در دناک ہو۔ میشک کسی عورت ہی کی یہ آواز ہو۔ اون (بہت غور سے منکر) حقیقت میں یہ تو وہی ہی کی آواز معلوم ہوتی ہے میشک کیسے بامیں! ذرا تم لوگ غور سے دیکھنا تو سہی۔ یہ کیا معاملہ ہے میری نظر اسوقت مجھ کو بہت مبہوک کر رہی تھی (آنکھیں ملکر) مجھ کو اسوقت کچھ نظر نہیں آتا۔ میری نظر اسوقت غلطی کر رہی ہے (گھبرا کر) خلو خدا کی قسم اسوقت میں جس طرف دیکھتا ہوں پیاری شہزادی ہی کی صورت نظر آتی ہے۔ اُف کسوقت میری آنکھ کو مجھ سے مذاق ہو گا (رنگ لک کر) ہائے کین ہی تو آئے، کی پیٹھ سے بندھی ہوئی نہیں ہے (اور آگے بڑھ کر) میشک ہی یہ وہی۔ وہ دیکھو مسطاف وہاں سے کہ پیٹھ سے وہی جگہ سے ہوتی ہے



وہ جوان پائس گھوڑے کی گردن پر ٹپک رہی تھی اور یہ کمر بستہ بے نصیاری کے ساتھ آگے قدم بڑھا رہا تھا۔ ہوش جلد ہی اسکاتھ بچ گیا اور کما میٹھو کے لئے تھوڑی دیر میں پھر کچھ جھپٹا کر ہزاروں پائس ایچ اندیشہ کا مقام نہیں لے را اور قریب آجا وہیں پھر کچھ لینگے۔ اب جانے کہاں ہیں سکران جلدی اور جیڑ گوا کے ساتھی اسکو لاکھ طرح سے سمجھاتے تھے مگر جان کے سر پر اسوقت عشتی کا جن ہوا تھا وہ ان ہاتھ پھڑا کر اسطرح آگے جانے کا قصد نہ کرتا تھا جسطرح اسوقت اسکا دل اسکے سینے سے نکلا جاتا تھا۔ اس میں کے دیکھنے والوں کی نظر حیرت کا بہت بڑا ذخیرہ اسوقت انکے دل کو دے رہی ہوگی اور بہت تعجب کے ساتھ کہہ رہے ہونگے کہ ہلو ریا بیان کہاں! اور ان لوگوں کو کوسطرح لکھی ہوئی ٹوٹا کھانڈ سے بادشاہ کی سخت حفاظت میں تھی اگر آپ نہیں جانتے اور ہم بھی ابھی کچھ یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔ مگر ان دیکھے ہوئے بدشاہ شخص جو وہی کے بائیں طرف گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا اسکو تو آپ کیسے پچھانتے ہونگے۔ اور اگر اسکی پہلی صورت آپ کے ذہن میں باقی ہو تو ہم بتا دیں۔ یہی شخص ہے جس سے ایک مرتبہ ایشیس یونان میں سربراہ بہت تپاک کے ساتھ ملا تھا اور پھر دوسری بار اس ایک شخص کے ہاتھ فرانس سے خط بھی بھیجا تھا اور فرج طلب کی تھی اور کیا عجیب کہ فرج بھی ہی فرج ہو جو ایشیس نے اپنی زندگی میں یونان سے بھیجی تھی اور یہ سب فتنے بھی اس کے اٹھائے تھے ہوں مگر آہ! یہ کچھ کیسے کہتے ہیں معلوم کہ انکے پیچھے ایشیس رکیا گندی۔ ایک نامور دیکھسک ہو اور یہی وہ بدشاہی شخص ہو جو تاجروں کے بھیس میں ڈانٹا کوٹا رہا انڈ کے ہاتھ بیچ گیا تھا اور عجیب نہیں جو یہ سب کارروائیاں دیکھسک نے ایکے ذریعے سے کی بھی ہوں۔ آپ نے اسکو دیکھا بھی! وہ جو شاہزادی ہنر پارکے گھوڑے کے گھڑی طرف ہو۔ یہ وہی آفت کی پرکالہ ڈالیا ہو جو بہت چال چوسی کے ساتھ ہنس ہنس کر ہنوریا سے ہانپا کیا کرتی تھی۔ لیکن یہ سب بڑی قیاسی باتیں ہیں اور انکے صحیح ہونے کی نسبت ابھی ہم کوئی اپنی رائے قائم نہیں کر سکتے۔ مگر ان اسافر دور کیسے کہ اس عورت کا ڈنبا ہی چاہیے جو کوئی بات نہیں ہنسی کرتی ہی نوہو عضو عضو سے شوخی مچتی ہو۔ آنکھوں کو کسی جگہ قرار نہوا اور جو ڈانٹا کی طرح یک یک کسی کے مزاج میں بسوج پیدا کرے۔ لیکن اس کے سوار ہنر پارکے کو سیدھا اپنے حلقے میں لئے ہوئے اس طرف چلا آتے ہیں۔ ایک طرف تو وہی بہت گریہ ناری کے ساتھ چیخ رہی ہو۔ دوسرے طرف زمانے کی تسانی ہوئی ہنر پارکے قطار رو رہی ہو۔ ان جہاں کو باجی پر جوش گریہ کہ کچھ رحم آجائے تو غشی اپنے زہم ہاتھوں سے اسکو ہلکا کر ہوش کر دیتی ہو۔ یہ وہی ہے۔ ہاں! کچھ کیسے ہوشیار ہوتی ہو تو غندی غندی سانسین لیکر بہت حزمین آوا زمین اسطرح اپنے لئے کشتی پر ڈانٹے خدا عاقل کرے اس فانی سوار زادی کو

اس نے تو غضب ہی کر دیا۔ آہ۔ آہ۔ جگوا آب پھر پوتا جانا پڑا دیکھے وہاں ہنچکے گا لگندقی ہو کچھ نہیں  
 موت جگوا کشان کشان اکے بان لئے جاتی ہو۔ دین کی مٹی میرے مقدسین بھی ہو۔ مگر وہ کہتے خوش  
 نصیب پیدا ہوتی ہوئی ہوں۔ دینا میں کم نصیب بہت ہونگے مگر مجھ سے زیادہ کوئی بد نصیب نہ ہوگا۔ کوئی  
 اتنا ہی۔ حد سے پر حد ہوتے چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑا ہی ہوا ہوتا ہو۔ ہائے پیارے  
 جان کی خبر نہ ملی۔ خدا جانے کہاں ہیں کہاں نہیں۔ اے میرے بخت ختم ہو گیا۔ اے فلک اب تو کچھ  
 جبر و ستم سے باز آجس میرے ظلموں کی اتنا ہو چکی۔ اے روح القدس بیٹا اپنے گناہوں کی سزا بھی طرح پالی  
 اتنا مجھ پر رحم کر۔ اے خداوند یسوع میری مدد کو پہنچ۔ اے بھلی درجن آپ ہی میری خبر لیجئے۔ ہائے کوئی  
 نہیں سنتا۔ کسی کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ آہ بڑے وقت کوئی کام نہیں آتا۔ اے میرے پیارے جان تم بھی  
 مجھ سے بخیر ہو۔ کیا تمھارے دل میں بھی میری محبت باقی نہیں رہی دیکھو تو تمھاری سبکین تو بڑا اسو  
 کس طرح جا رہی ہو۔ آہ وہی ہاتھ خلکو تم بہت نازک بتاتے تھے اس وقت سخت سخت اور بھاری بھر پور  
 سے بندھے جو گئے ہیں۔ قیدیوں کی طرح جا رہی ہو ذرا اوروں کو بخش نہیں کر سکتی۔ اور کہاں جاتی  
 ہو؟ اسی جگہ جانا اس کے پڑا رہا جان اس کے حق نکالیں گے جس میں تمھارے لئے کاشوق اور تلے  
 کی حسرت اس طرح بھری ہوئی ہے جس طرح اس کا دل درد سے۔ آہ ایسے مقام پر ظالم لئے جاتے ہیں جان  
 اس کی بہت پر کوئی چار آنسو بھی گرا نہ لائیں ہو پیارے جان۔ ہنور کیا کو لگ رہا تھا تو بچاؤ ورنہ ناہ  
 تمھارے ہاتھ سے اس طرح جاتی ہے جس طرح اپنی زندگی سے۔ آہ ہمیشہ کیلئے جاتی ہے پھر تھک لے گی اچھا  
 اس قید میں نہیں چٹا سکتے تو اگر اس طرح اپنی پیاری موت تو دکھا دو۔ یہ حسرت تو نہ رجائے ہو کہ  
 اگر وہ بیان کہاں! میں کس باتیں کرتی ہوں۔ آہ خدا جانے وہ کہاں ہونگے اب ان سے ملاقات  
 ہو چکی۔ بس قیامت میں ہو تو ہو

ہنور یا یہی باتیں اپنے دل سے کر رہی تھی۔ دیکھو کٹا نا اور ایشی کے فوجی سوار اس کو طے میں لئے  
 ہوئے خوش خوش چلے جاتے تھے کہ میں اس وقت پر جبر یہ اس ٹیلے کے برابر پہنچ گئے تھے جان کے ساتھ  
 والوں نے دھتے ہو کر کچھ تو ٹیلے کی اس طرف سے پیچھا کر موت کی طرح سے انا کو گھیر لیا اور جان باقی  
 طرف چند سواروں کے ساتھ اگر بلائے ناگانی کی طرح ان پر لوٹ پڑا۔ دیکھو کہ اس کے ساتھ  
 والے اس اتنا دے بخیر تھے کہ دفتر چاروں طرف کچھ ہوئی تلواروں کے حلقے میں اپنے آپ کو  
 بھسا دیکھا گھبرا گئے۔ گھبراہٹ میں ہاتھ تلوار کے قبضہ پر چھوڑتے تھے اور پڑا تھا پر تلے پر اور  
 سب کے ہوش و حواس اسی طرح مٹ گئے تھے جس طرح ان کے چہرے نازک۔ کہ ہمارے دوست اور اس کے

سپاہیوں پہنچتے پہنچتے دس پندہ کے سر قلم کر دیئے مگر گھبرائے ہوئے لوگ پھر سنبھل گئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر پڑی بھاری کے ساتھ لڑنے لگے۔

میشک جان کے چوٹ کھائے ہوئے دل نہیکے لئے یہ وقت بہت نازک تھا۔ ایک طرف تو وہ صبر و جبر اسکی ساری قومیں سلب کئے دیتا تھا جو اسوقت وہ اپنے دل پر کر رہا تھا اسکی آنکھیں بھی چاہتی تھیں کہ کھلی باندھ کر منو یا کی پیاری اعلیٰ دیکھا ہی کریں۔ اماں تو نے پڑے تھے طبیعت دل کی طرح نکلی ہی جاتی تھی۔ دل خوشی سے اگر دم بھر چپ رہتا تھا۔ تو کبھی کبھی پھل پھل رہتا تھا غصے کی آواز آتی تھی ہنسی کے پاس کی طرح چھٹی جاؤں اور دشمنوں کی تلواریں ہاتھ ہاتھ بھر کر لیا بین لگائے ہوئے اسکے آگے بڑھنے سے منع کر دیتی تھیں۔ فتح اور شکست کا فیہ اختیار ہی سہاڑا کھنکھانے میں تھا اور امید ہر کے مختلف خیال اسکے کے ساتھ بہت بڑا سکو کر رہے تھے۔ ہنسی کی بے بسی دیکھ دیکھ کر اسکا دل بھرا رہتا تھا یہ غریبی بڑی تھی لیکن اسنے سنبھالنے میں وہ ساری قومیں معرفت تھیں بلکہ موقع محل کے اعتبار سے اسوقت اسکی شجاعت کا ذکر کرنا چاہیئے تھا۔ ویلی اور ہنسی کو تو اب تک اسکی غریبی نہ تھی کہ یہ کس لڑائی ہوئی ہو وہ تو دیگر گمانی سے اسکو بھی بھلا سکتی تھی تھیں مگر اب ویلی نے جان کے دایک سوار فکو دیکھ کر ہچان لیا تو وہ انکا نام لے لیکر بہت پرورد اور سے بکھارنے لگی۔ گویا یہی لڑائی اور انتشار کی حالت میں کون کیسی آواز سن سکتا تھا اگر اتفاق سے جان کے دایک سوار فکو ویلی کی آواز پہچان لی اور بڑے جوش اور بھاری کے ساتھ سیدہ سپو کو ڈھونڈا میں تھیں تھے اور تلواریں مار رہے ہوئے اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ویلی اور ہنسی کے گھوڑے تھے اور اب ہنسی کو بھی یہ یقین لگ گیا کہ اسے ایک باؤسی گارڈ کے سوار ہیں۔ سرسبز تھا کہ حیرت سے اسنے ایک انگی طرف دیکھا بے اختیار مدھی اور بھر ٹھنڈی سانس لیکر بہت عزیز آواز سے کہا کہ وہ کہاں ہیں اور کیسے چکے جواب میں ان سواروں کو بھڑانے کے کچھ کہنے کا موقع ملین ملا۔ کہ اسوقت لڑ رہے ہیں۔ ویلی و ہنسی کو ایک شخص تھا اور بڑا چالنے والی نے جوانی کے دم خم میں باقی رکھے تھے مگر اسوقت وہ بھی ہنسی کو ہوشوں کو راہنما بناتے دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے جوان ہو گیا تھا۔ اپنے سواروں کو لگا لگا اور خود تلوار کھینچ کر ہاتھ پہنچ جانے والے سواروں پر پڑی بھاری کے ساتھ وار کر لینگا۔ جانے دو مسکے رفیق بھادر کو اسوقت بہت بڑی طرح چھینے چوتھے تھے مگر پھر بھی حق یہ ہو کہ انھوں نے خوب ہی ڈاؤ شجاعت ہی خوب ہی دشمنوں کے حوالے کیے خوب ہی لڑے آخر کار انکی سرفروشی اور جانا بازی نے تھوڑی ہی دیر میں اس کو دیکھا تو دیکھ کر ہنسی کا دھی لڑنے کو کہنے لگے کہ اگر اور ملک الموت نے جلد ہی ہاتھ بڑھا کر اسے ہی من لیا جان لی گویا اسوقت دشمنوں کی بہت یورش ہوئی اور جان کے دایک جان نثار سپاہی کام بھی آئے مگر

وہ اسے دوست کا ایک جانبہ زور و شغور کو مارتا پٹا اور دیتی اور ہنویا کو اپنے ساتھ اس خیال  
 باہر نکال لے گیا کہ بوا اس وقت کی چلتی ہوئی تلوار میں شانہ زوری کے نازک جسم کے ساتھ کچھ بڑا سلوک  
 کرنا چاہتے اور یہاں سے نکل کر ان دونوں کے گھوڑوں کو ساتھ ساتھ اپنے پیٹلے کے پاس جا کر ٹھہرا۔  
 وہ چھوٹے قلعے میں بیچ رہے تھے تو جان کی طرف فوجی قوت بہت کم تھی مگر یہاں یہ بات ضرور تھی کہ جتنا  
 اس طرف جوش تھا اتنا دوسری طرف تھا اور یہی ہمارے دوست کے پاس ایک ایسی طاقت تھی کہ جبکہ  
 زہد و غیرہ اس قدر فوج سے ہمارے ساتھ لڑ رہا تھا اور نہ اس کا بیٹا بول اپنے لور کے ساتھیوں کے  
 نکلنے کے لیے مضبوطی اختیار کر رہی تھی بلکہ جماعت اور ان کے نکلنے کے گھوڑے ہرگز اس قابل تھے کہ وہ کسی  
 دشمن کے لشکر سے جھڑپ نہ کر سکتے تھے بلکہ ہم میں اور یہی بھی چونکہ کسی تھی بیچ و غم نہ جکا خون سا تھا وہ  
 سب اس وقت کی خوشی و غم کی چھاتی پر چڑھ کر چھین رہا تھا اور اس داغی کیساتھ وہ آواز رہا تھا کہ  
 دیکھئے نالہ عرض کر رہے تھے لیکن میں نے کہا کہ ایک کی ڈاؤ اور دو کی چار چھ ہیں تم میں آدمی ڈیڑھ سو  
 آدمی لگا کر یہ ٹھکانہ بنا کر رکھتے تھے۔ جان نے غور فرمایا کہ یہ بڑے بڑے کھانے کے ساتھ ہونے والے کھانے کی مقدار  
 ہو چکی ہیں اور دشمنوں کو مارنا تو دوسری بات ہے اب انگوڑی جان بچا بھی خصل ہو گیا ہے۔ وہ اپنے بھائی  
 کیلئے بار بار سخت کھڑے کرتا تھا بہت ہمارے ہوئے تلوے جوش بھی دلاتا تھا اگر اب کیفیت یہ ہو گئی تھی کہ اپنے  
 ساتھیوں کی پریشان حالت دیکھ کر خود ان کے حواس متشوش ہوئے جاتے تھے اور بار بار وہ اپنی بھڑائی کی  
 قہر سے دیکھتا تھا کہ شکست کی ڈراو فی حتمین اس کے سامنے پھر رہی ہیں اور اس کا خیال تھا کہ اس کے سب جاننا  
 سپاہی اب کوئی دم میں اس کی اپنی جان کی قربانی کیلئے کر دیں گے کہ کیا اگر شمالی میدان کی طرف کچھ  
 گرد و غبار بلند ہوتا شروع ہوا جو رفتہ رفتہ اس طرف کو بڑھتا ہوا آ رہا تھا۔ اور جب غبار مقدس قریب آیا  
 کہ قوت باور کے آنکھوں سے نکلنے والے تار نظر اس کے اندر کیوں تو دو طرف کچھ جو سپاہیوں نے دیکھا کہ ایک مسلح  
 فوج شمال کی طرف سے آ رہی ہے اور جنوب اور مغرب کے گوشے کی طرف جا رہی ہے۔ یہاں گھوڑوں کے ہنسنے  
 کی صدائیں اچھلنے و پھٹنے کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ سارے دشت میں پھیل رہی ہیں جگہ جگہ دھواں  
 نئی فوج چلتے ہوئے دھواں گئی اور یہاں جگہ کا زور گرم دیکھ کر اس طرف کو مڑی اس فوج کی جماعت چھاننا  
 ہزار بارہ سو سے کی طرح کم تھی جو آتے آتے یہاں کچھ گھوڑے فاصلہ پر آ کر گھمڑی اور پھر اس سے  
 دوسرا لشکر اس طرف کو بڑھے یہ نگہ باریاں کے دونوں طرف سے لڑنے والے لوگ اس امر کو خوب بھی طرح جانتے  
 تھے۔ کہ اس غیر ملکی لشکر کوئی ہمسے واقف ہے اور نہ کوئی بھونچا ہو گا اس کے ساتھ اس کے ہر ایک کی مدد  
 اس کی کسی قسم کی مدد کوئی نہیں ہے۔ دشمن یہ اس کے ساتھ ہی انھوں نے انیس کی فوج دانہ تو یہی تھیں



میر و میں جیتے ہی آئے ایشیں کی رہی سی فوج میں بل چل ایدی موت کا باز گر رہ گیا۔ ملک الموت  
دونوں ہاتھوں سے رو میں جلدی جلدی نکالنے لگے قتل عام ہو گیا۔ اور دم بھر میں جان کے ڈھنڈو  
ہیں ایک بھی ایسا نہ رہا کہ بریو تا میں اس واقعہ کی کسی خبر تو دیتا۔

جان یہ سب کیفیتیں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا مگر اسکو اتنا تک یہ نہیں معلوم تھا کہ فیضی مددگار آگئی  
اور یہ کون خدا کے نیکدل بندہ ہیں جنہوں نے ایسے نازک وقت میں بلا شاسانی جبر ساتھ اسطرح ہمدردی  
کی مگر جب اسنے دیکھا کہ دشمنوں کا قلع قمع بھی طرچ ہو گیا ہو تو گو سب پہلے اسکا دل بار بار یہی تھا  
مگر اتنا کہ وہ کسی طرچ جلدی جا کر اپنی ساری شانہ وادی کی صورت دیکھتا لیکن نہیں معلوم اسوقت آئے  
اپنے دل پر کیا ہو گیا کہ اپنے رفیقوں کو شانہ وادی کے پاس جانے کا حکم دیا اور خود اسکا شکر ادا کر کے اپنے رفیقوں  
کی طرف سے کھوئے کو بڑھایا۔ میر و میں نے جان کو کو کبھی دیکھا تھا اور نہ اسوقت کچھ ایسی ظاہری شان  
شکست ہی تھی کہ جبکہ اسے وہ اپنے ساتھیوں میں کوئی امتیاز رکھتا تھا لیکن اہل اہل اور سرداری کے لٹکا  
چھپنے نہیں ہیں خاص خاص قریب میر و میں اسکو دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا اور جان قریب پہنچ کر میر و میں سے  
اسطرح کہنے لگا۔ اسوقت جو ہمدردی اور سلوک آپنے میر کا تھا کیا ہو اسکا شکر ادا کر کے اپنے رفیقوں کے پاس لے گیا  
ہیں نہ دنیا میں ایسے بڑا احسان کسی نے ہی کیا ہو۔ اور نہ ایسے احسان کا کوئی شکر ادا کر سکتا ہو جس سے یہ  
کہ آپنے ہمیشہ کیلئے بھوکہ بندہ بن گیا اور وہ گردن آپکے سامنے کیسی طرح نہیں اٹھ سکتی جبر احسان کا لکھن  
من بوجہ آپنے اسوقت رکھ دیا لیکن اسکی ساتھ میں آپکے نام نامی اور اس امر سے بھی مطلع ہونا چاہتا ہوں  
کہ وہ کیا ایسا سبب قلع جس نے خود بخود استقلال کو میر جان پر حیران کر دیا؟

میر و میں نے جان بیشک آپ میری صورت بادل آتشوں میں نے بھی اسے قبل شاید آپکے نہیں دیکھا  
تھا مگر میں آپکے نام سے واقف ہوں اور کیا تعجب آپ ہی مجھے کیسے واقف ہوں میرا نام میر و میں ہو  
میر و میں کا نام دو کے ساتھ ملکر اس کے کانوں کے پردے کے پاس پہنچا تھا کہ جان بے اختیار کھڑے سے کہہ پڑا  
اور اسکی ساتھ میر و میں بھی۔ دونوں بے لگتے۔ اور پھر جان نے اسطرح کہا کہ خدا خد کو جاہ و جمال ہو  
مجھ سے کہہ دیجئے آپ بڑی نیکو ازلی فرمانی جو اسطرح میں وقت پر پہنچ گئے جہاں سب کو قہر اور قہر قہر قہر قہر قہر  
پہنچ جاتے تو انکی مملکت آج خاتمہ ہی ہو جاتا تھا۔ مگر خد کو تو فرما لیں! انکو یہاں کس طرح لے گئے؟  
میر و میں نے یہ ایک مدت طویل نہیں فقہ ہو کسی وقت فرصت میں میں نے کو تو دنگا لیکن اب آپ  
پہلے شانہ وادی عاصم سے تو ذرا مل آئیں۔

جان! (ایتے دلیں) ایں یہ انکو اسطرح سے میرا حال معلوم ہو گیا! اسدھر بھگا کر جی جان مل لوگا!

میر ولسؒ یا اللہ تو ایسی جلدی کیا ہے میں تو کہتا ہوں یہ سب باتیں میں انکو بتا دوں گا  
 مگر آپ اُن سے مل تو آئیںؒ  
 جان کا وہ خیال جو اب تک کچھ عجیب کشش میں بھنسا ہوا تھا طرف سے منہ مڑ کر اشتیاق کے ہاتھ پھیلائے  
 برسی شیبائی کے ساتھ ہنوا کی طرف چلا۔ شوق نے کچھ دل سے کہا۔ اُس اور صراط سینہ کے اندر کچھ خوشی  
 سے اُچھل رہا تھا۔ اس صراط خود بخود شوق میں جھرمٹنے اسکے قدم اس طرف اٹھنے لگے جس طرف ہنویا اور کبھی  
 کے گھومتے کھڑے تھے اور اسکے بندھے تھے ہاتھ پاؤں کی وہ زنجیریں اور سیان جلدی جلدی محال ہی تھیں  
 جھلکے کھولے جانے کیلئے لطیفانہ کیوڑ سے اب تک کسی کو موقع نہیں ملا تھا ہنویا جھوٹے قید بند آزاد ہو رہی تھی تو  
 گو یہ سب لڑائی وغیرہ کے واقعات اسکی آنکھوں کے سامنے ہی گذر گئے تھے مگر اپنی تقدیر کی طرف سے اب تک وہ  
 کچھ ایسی بدگمان تھی کہ یہ سب باتیں اسکو خواب خیال ہی معلوم ہوتی تھیں اور بار بار وہ سب کی طرف دیکھ  
 دیکھ کر اور ایک ایک نام لے لیکر بھی پوچھتی تھی کہ میں کہیں خواب نہیں دیکھتی ہوں؟ خدا کے لئے سچ بتانا۔  
 وہ کہہ کر دلیں جان سے جلد نے کاشتیاں بڑھا ہی بے صبر کی زیادہ ہوتی ہو اور شریں تمام کر رہی کسی کو  
 ”کہاں ہیں؟ اب تک آئے نہیں!“ اور بتانے والی انگلی کے اشارے سے بتا دیتے ہیں۔ دیکھئے حضورؐ  
 آتے ہیں۔ وہ یہ جاتی طرف بڑے شوق کی نظر سے دیکھتی ہو اور کھڑکھڑا جانے کیا اسکے دل کی حالت ہوتی  
 ہو کہ اسکی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسوں کی دل ہلا دینے والی آواز سننے والی ہوئی آنکھ سے بے اختیار آنسو گرنے لگی ہوتی  
 ہمارا دست اپنے میقارہ لگو کسی مشوق کی طرح اپنے پہلو میں بٹے ہوئے کچھ عجیب دوق شوق میں جلدی ہانکنا  
 پیادہ پا اس طرف رہا ہو۔ اسکا دل ہو کہ اسوقت نظر سے بھی پہلے ہنویا کے پاس پہنچ جائے گا خدا کہتا ہو۔  
 خوشی آنکھوں کی راہ سے اگر دلیں جاتی ہو اور دل سے دماغ میں جھتی ہوئی اسکے رنگ و بو میں سرایت کئے  
 جاتی ہو منی منی خواہشیں اسکے دل کے شیشے شربت اس کو خوشگوار کے جام بھر بھر کر ملا رہی ہیں میں  
 بہت سے خون شدہ پرفانی مٹاؤں کا فرہ ملا ہوا تھا۔ اور یہ انکو پی سیکر تھوڑا کئی طرح جھومتا ہنویا کی طرف  
 جا رہا تھا۔ دل میں شہر تھا۔ طبیعت میں کیف آنکھوں میں نشہ۔ نشہ میں ترنگ اور پسینہ خود کی حالتیں  
 پاؤں ہاتھ کبیر تھا اور پڑا کبیر تھا۔ ہوا شوق میں قدم تو بہت بڑھا بڑھا کر کہ پاؤں کھڑکھڑاتی تھی کہ اس  
 ارادہ کی طرح اسکو میں نہیں دیتی تھی۔ اور ہائے اس میاں کی مسافت کو بھی خدا جانے ہو وقت اسے کیا  
 دل لگی سوچی تھی کہ جینو کی زلف یا انکی ہونانی۔ چاہئے دلوں کی شب بھر یا انکی بدگمانی اور یہ بھی میر  
 ہمارے خیال کی طرح ختم ہی نہیں ہوتی تھی مگر خدا خدا کر جب اس مسافت کو بھی ان کو زیارت ان لوں پر  
 کچھ رحم آگیا اور جان آئے آتے تھوڑے فاصلے پر وہ گیا تو اب ہنویا بھی اپنے اختیار سے باہر ہو چکی۔ ہاتھ

پاؤں بھی اب کھل گئے تھے گھوٹے سے اترتی اور جان کو انسان خیزان اپنی طرف آتے دیکھ کر صلی بنیں  
 دوڑی۔ اسکے صفت و نعمت نے قہقہے ہی دور تک ابھی ساتھ دیا تھا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا سر سے  
 چکر کھایا اور یہ دونوں ہاتھ سے سر تمام کر سیکھ گئی پھر اٹھی۔ پھر بیٹھی۔ پھر چلی۔ اور جان اپنی پیاری محبوبہ  
 یہ خطراری حالت دیکھ کر قریب ہی تھا کہ اس مسافت سے تنگ کر خودی کے عالم میں بہن گر پڑے مگر  
 ولین بھگے ہوئے شوق نے اس کی اس وقت بہت دھنگری کی یہ گرتا پڑتا ہنس بیا کے قریب پہنچ ہی گیا اور  
 ہنسا اس کے پاس۔ ایک نے دوسرے کو پہلے شوق بھری نظر سے دیکھا پھر زبرد آواز سے چیکر دئے اور پھر  
 ہاتھ بڑھا کر کچھ اس اعتبار سے کیا تھا کہ لپٹ کے لکھجی کے پچھڑے اگر بے بھی ہونگے تو اس طرح اور سی شوق  
 ایسے وقت میں ترستی ہوئی آنکھیں گولطیف نظارہ لوٹنے کی بہت شایق ہوتی ہیں مگر خدا جانے وہ دونوں  
 اس وقت کس لطیف کے فرسے لے رہے تھے کہ دونوں کی ندیدی آنکھیں بند ہو گئیں قصداً اس کے کچھ کلی تھیں تو یہی  
 کچھ کچھ تیلیاں شوق دید میں نہر کرتے کرتے اور چڑھ گئی۔ ارمان تنناؤ نکلو مایا کتا دے رہے تھے اور قلبی توجہ  
 قریب اسی حالت کی ایک کیفیت طاری تھی جو شادی مرگ میں ہوتا ہوا جاتی ہو دونوں کے اعضا میں ایک  
 قسم کی بیخوشی کی کیفیت پیدا ہو گئی تھی جس کے ہاتھ گئے میں پڑ گئے تھے وہ اس طرح حاصل تھے اور جس کا تھوڑا سا  
 پہنچ گئے تھے وہ وہیں اکٹھے ہوئے تھے۔ ہاں سینہ میں کلیو تو ضرور اچھل ہاتھ اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہاس  
 لینے کی آواز بھی کچھ بونہی سی آتی تھی کہ بخوبی اپنا کام کر گئی دونوں طرف کیا رنگی اعضا میں بقا غرض  
 ہوئی۔ پاؤں دو لگائے ہاتھ تھوڑے اور دونوں ہوش ہو کر ایک اس طرف ایک اس طرف تڑپ سے زمین  
 گرے۔ میر و میں دوہری یہ سب کیفیتیں دیکھ رہا تھا اور گواہ تھے خدا ان کو اس امر کا موقع دیر ہا تھا کہ یہ دونوں  
 عرصے کے چھوٹے ہوئے بے حجاب ہوا کراچی طرح سے مل لیں مگر جیسے ان دونوں کو غش کھا کر گرتے دیکھا تو اپنا  
 گھٹا اڈوڑا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا اور دیکھا کہ دونوں خاک چڑھیں حرکت پڑے اور ان کے ہلوی ان کے ہوش  
 میں لانے کی تدبیر میں کرتے ہیں جلدی جلدی امتحان ہوا دیکھی ہاتھ پاؤں سہلانے گئے جس سے تھوڑی  
 میں ہنسیاں تو ہوش میں آکر اپنی آنکھیں کھول دیں مگر خدا جانے جان پر اس وقت غش کا کیسا سخت  
 دورہ تھا کہ گورمروں کا دل عورتوں بہت قوی ہوتا ہو مگر وہ کی طرح ہوش میں نہیں آتا تھا ہنسنا چاہت  
 ہوش میں آئی تھی اس وقت اسکی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ اس نے بہت جگہ لپٹ کے ساتھ پہلے اپنی  
 ڈھونڈنے والی نظر سے چاروں طرف جان کو دیکھا اور اسکو ہوش پڑا دیکھ کر گھبراتی ہوئی اٹھی اور جان  
 کے پاس آکر اس طرح اپنے نازک نازک ہاتھ سے اسکو جنبش دینے لگی جس طرح سونے کو کوئی ہلا کر کھا رہا  
 اس وقت نہ کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہاس بیاں کے منہ پر نکلا اچھل ہی تھیں اسکے منہ پر سانس والی آنکھیں



جان کے منہ پر پانی کے چھینٹے سے رہی تھیں اس کے سر کے لاتبانے کھلے ہوئے بال جہاں وقت اس کے  
جھک جھک کر دیکھنے میں مجھے تنگ ہے تھے جان کے سینہ پر پڑے جو جان کے ہیوش دنگو سلاڑی  
تھے اور زلف غبرین کی خوشبو ہوا میں مل کر نکلنے کا کام سے رہی تھی۔ خدا خدا کہ بہت مشکلوں سے  
جان اس کے کھولی مگر نظر ٹھکانے نہ تھی۔ پڑے پڑے آنکھیں پھر اگر ادھر ادھر کچھ دیکھا اور پھر گھر کر اس نے  
کہا یہ پیاری شاہزادی۔ پیاری شاہزادی۔ جس کے جواب میں ہنسنے لگی اپنی لگتی ہوئی آواز میں کہا جان  
میں حاضر ہوں آجے شاہزادوں اور جان کیسے اٹھ بیٹھا اور کہا پیاری شاہزادی اپنی شاہزادی  
آپ بھی روت (ہاتھ میں ہاتھ لیکر) کہاں تھیں؟

ہنور یا اس کے جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ جوش گریہ اور گندری ہوئی مصیبتوں نے یاد کر اس کی  
زبان تھا مٹی اور یہ زار قطار روئے لگی۔

حسینو کی ان پیاری پیاری آنکھوں میں جن میں عشوہ و ناز یا غصہ کے بہنے کی خاصیت ہوتی ہوئی کوئی شہزاد  
آنسو کو کچھ کہتا ہے؟ اور پھر اس کے چاہنے والے کی آنکھیں جان اپنی پیاری شاہزادی کے سر پر دنا دیکھ  
انتہا سے باہر ہو گیا وہی کسی کا نازک نازک ہاتھ جاسکے ہاتھ میں تھا اپنے سینہ پر رکھ لیا تھا اور اس سے  
بہا کر سننے والے بھی دل پکڑ کر روئیے بیرونی سے جب دیکھا کہ روئیے سننے سے سسکیوں پر زبوت آگئی یہ آواز دیکھا  
تا کہ سر پر نہیں تھا تو اسے سامنے آکر کہا ہمسٹر جان یہ بیچ و غم کا روانہ نہیں ہو چکی کہیں انتہا ہی نہ ہو  
خوشی کا رونا تھا ہو گیا بہت روئے۔ اب امام سے شکریہ کہنے کے لیے خدا کا شکریہ کہ اس نے دین کو چھوڑ دیا  
جان کو بیرونی بہت ملنا دیا اس تھا مگر جب انسان کا دل ہی قابو میں نہ تو وہ کیا کرے اس کے روتوں میں  
مطلق کی نفی تھوڑی اور استقامت کر کے بعد بیرونی سے پھر اس امر پر مجبوت ہو کر ان کو مجبوت کرے اور پھر اسے جان  
سے مخاطب ہو کر اس طرح کہا کہ جناب اگر آپ کا اپنا خیال نہیں ہو تو کیا انکا بھی خیال نہیں ہو اس تہی ہوئی تہی  
اور ملتی ہوئی دھوپ میں یہ بچاری صدمہ انگلیفین اور مصیبتیں اٹھائے ہو اس طرح بھی ہیں اور آپ کچھ بڑی  
اگر آپ کا بھی ایسی ویسے نہیں بھڑکے اور بھڑکے دل دینے والی نہیں ہو تو کسی ساید اور مجہ پر حاکم نہ تھے۔

جان یہ تقریر سن کر کچھ ہوشیار ہوا اور بیرونی سے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ بھی کھڑا ہوا۔ ہنور یا بھی اب بیرونی  
کے حال سے کتنی واقف ہو گئی تھی وہ بھی جھک کر آداب سیما سے بھلائی اور پھر اپنے قرار پائی کہ کسی ٹیل پر  
تھوڑی دیر پھر کر علیہ میں جو اسے حق میں ہی حکم رکھتا تھا جو کوہ سینا پر خرت موٹے کے حق میں۔ سب کو دیر نہ  
ہو کر ٹیلے کی طرف چلے تھے۔ اسے فرش دان بچا یا گیا جس پر بیرونی سے جان اور ہنور یا تھے مگر سب چپ چپ  
بے دہائی اپنی پراش آنکھوں سے دیر نہ کر کے دیکھ لیتے ہیں پھر آنکھیں بھی کر لیتے ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی سانس لے رہے

ہیں اور کچھ نہیں کہتے میری وہی حالت دیکھ رہا ہوں چاروں طرف سنا آچھایا ہوا ہے تھوڑی دیر تک تو بیان میں حالت رہی پھر کچھ لحاظ و شرم کا پڑا اٹھا اٹھا سطح باتیں شروع ہو گئیں۔

جان: ہاں۔ پیاری شاہزادی یہ کیا ہوا تھا جو اس طرح ایک ایک آپ غائب ہو گئیں؟  
ہنسوہا: (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) کیا بتاؤں میں آپسے رخصت ہو کر آپ کے پاس پہنچی۔ ہارٹ کے حال پر جان کی وجہ سے آپ کا حال چونکہ میں مجھے بالکل معلوم نہیں تھا اس وجہ سے مجھ کو بہت افسوس ہوا اور میں نے میکسس اس امر پر مجھ پر کیا کہ وہ جا کر ہارٹ کے شرفی جانب (یعنی کی کیفیت دیکھیں اور مجھ سے آگے بیان کریں) جان: (بات کاٹ کر) ہا میکسس کو دینے نہیں دیکھا وہ کہاں ہیں؟  
ہنسوہا: (خوشی کے لیے مین) کیا وہ اب کو مل گئے؟

جان: نہیں مجھ کو کیا خبر! میں تو ان کو تمھارے ساتھ کر دیتا تھا۔!!  
ہنسوہا: ہاں میں عرض کرتی ہوں نا میں میکسس ہارٹ کے اس طرف گئے اور میں دیلی اور خدا بخشے بالٹک ہارٹ کے اس طرف تھے؟

جان: ہاں بالٹک کی نقش کو تو میں نے دیکھا تھا مگر دیلی کہاں؟ اور یہ کہتے ہی دیلی نے سامنے آکر دوپٹہ سلاسا کیا اور روتی ہوئی جان کے قدم پر گر پڑی۔ جان نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر اٹھایا شفقت سے اس کی خیر عافیت پوچھی اور پھر ہنسوہا کی طرف مخاطب کر کے کہا: ہاں پھر کیا ہوا؟  
ہنسوہا: میں بھاری گار سائڈ اپنی فوج کے ساتھ آگیا اور بلائے ناگہانی کی طرح ہیر ٹوٹ پڑا؟  
جان: (حیرت کے لیے مین) کیسے قد خشن آواز سے یہ کون مار ساند؟

ہنسوہا: وہی نا جس کا ٹولوز میں دار السلطنت ہونا۔ آپ تو اسکو جانتے ہوں گے؟  
جان: ہاں ہاں میں سمجھا جنوبی فرانس کا بادشاہ۔ مگر ایس باچی کو کیا سوچھا۔ فوس وٹن ہوا ہاں پھر اس کی کیا کیا؟

ہنسوہا: (بے حد غلامی و تلواریں کھینچ کھینچ کود پڑے۔ جیت لڑے۔ مگر کچھ نہ جلی بالآخر بالٹک پابا مارا گیا۔ مگر ایسی اور پھر ساند چھوڑ دیلی کو ٹولوز لگیا۔ میں اس وقت پھر مجھ کو آپ کا اور میکسس کا کچھ حال معلوم نہیں؟  
جان: یہ آخری جملہ مگر سائلے میں آگیا اور میکسس کی مفتوحہ انگریزی نے اس وقت کی اس کی خوشی میں ایک قسم کی بے لطفی پیدا کر دی۔ اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر کہا: (خسوس) میرا تو خیال تھا کہ وہ تمھارے ساتھ ہی۔ ہائے مدتوں کا رفیق چوٹ گیا اور پھر کیسا رفیق؟ جان: ہاں۔ اس لیے پتہ دوست کہاں تھے ہیں۔ تو یہ: اس جملے کے ختم کرتے ہی کہتے اس کی انگلیوں آسٹو ٹپک پڑے اور



اور خفا ہو کر ادھر ادھر گھوم پھرا گیا۔ ہنویا کے منانے کے لیے گو بہت سے طریقے اس وقت جان کے  
 ولین جوش مار رہے تھے۔ مگر فیہ و میں کا لحاظ تھا اور وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ بالآخر نہیں با گیا  
 اور اس طرح جان لے گیا۔ تو کیا آپ خطابی ہو گئیں؟ بھلا خنکی کی اسپین کیا بات تھی  
 ادھر دیکھئے غصہ ہو کر ڈالئے۔ ہاں اس کیز کا نام کیا تھا؟ اور خدا جانے آنکھ کے اشارہ نہیں  
 کیا کیا کہ کیا۔ کس طرح خلاص کرانی کہ ہنویا مسکرا دی اور اس طرح بولی: "اس کا نام ڈالینا تھا  
 اور وہ جب سیکر پاس آئی تو بہت غصی طور پر مجھ سے کہا کہ میں انکے پاس (آپ کا نام لیکر آئی  
 ہوں اور اس غرض سے انھوں نے مجھ کو بیان بھیجا ہے کہ کس طرح میں نکو بیان کا لہجہ ہوں"  
 جان: "غصہ سے اپنے ہنچہ چاکر! انہوہ حرامزادی نے غصہ ہی کر دیا۔ خدا کی قسم میں خبر بھی نہیں  
 ہنویا یہ ہاں۔ ہاں یہ تو اب بعد کو مجھے معلوم ہوا مگر آپ خیال کر سکتے ہیں کہ میں امید ہی اور سیکر کے عالم میں  
 سیکر ایسے اور علی کے لیے یہ کیسا مژدہ جانتا تھا اور اسکے باور کرنے میں مجھ کو کتنا شک پیش کرنا چاہیے تھا  
 ایسی حالتیں کہ ایک ظالم کے بدست چہین چسپائی تھی اور مجھ سے اکثر گذشتہ واقعات بھی سچ سچ بیان کئے تھے  
 میں سچ کہتی تھی مجھ کو اسکے کا بالکل یقین آگیا اور میں ہانے نکال سکا کئے کی حکروین ابدن سلطان سچا  
 رہنے لگی۔ گواہی موجودگی میں بعض بعض ایسے موقعے ملے کہ وہاں باسانی لکل سکتی تھی مگر ڈانٹا ہی ہی فکر  
 میں تھی۔ اسے ایک عرصہ تک مجھ کو آج کل پر رکھا۔ آج پانچاں وڑی کہ اس نے خوش خوش اگر مجھ سے  
 کہا کہ ہاں آج چلنے کا موقع ہو۔ آدمی بھی آگیا ہو اور وہی بھی موجود ہو بس آج شب میں لکل چلے گا میں  
 اسکے فن فریب و واقعہ تھی نہیں اسکے ام میں لگی اور اسکے کئے کے موافق عمل درآمد بھی کیا گیا۔ آدمی رات کے  
 وقت ہم تینوں چھوٹے چھپ چھپا کر دھانے نکلیں اور تھوڑی دیر چلنے کے بعد ہم کو ایک شخص ملا جو غالباً ہمارے اپنے تھوڑے  
 میں تھا وہیں پر ہم بیکو سواری کے لیے گھوڑے بھی ملے اور پھر وہی شخص ایک راستہ پر چلایا میں نہیں کہہ سکتی کہ اس وقت  
 مجھ کو کس قدر خوشی تھی اور میری دلکی کیا حالت تھی ہماری مصیبتیں اور تکلیفیں میں لگی تھی اور میں خیال کرتی تھی کہ  
 شاید ارحم الراحمین کہ مجھ پر آگیا ہو گواہی اس انجان شخص کی شکر کو دیکھ کر بعض قسم پر بات کاٹنے کی طرح میرے  
 دل میں چھلکتی تھی کہ کوئی ایسا آدمی میرے لیے کے لیے نہیں ہو گیا جس کو میں جانتی تھی مگر میرے خیال کرتی تھی کہ  
 شاید کس صحت ایسا نہ کیا ہو گا۔ باور میں اس پیکر پہنچتی تھی مگر ہار وہ ظالم ہی کہہ دیتا تھا کہ یہ ملنے سے تھوڑی  
 فاصلہ پر میں میں غلو ش ہو رہی تھی پھر وہ چلتی تھی اور مجھ کو ہی پہلا جواب ملتا تھا۔ یہاں تک کہ ہی شوقی  
 امید میں ابدن گھوڑے دوڑاتے دوڑاتے چاقی گند گئے اور پھر کل ظلم کے قریب میں لکل شکر کو دیکھا جو اب اس  
 یہاں نہیں اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہے جان ابھی ظالم میں تھی میں آہ یہ ہے جان زہد بلڈ ڈانٹو نے اب کر ڈر رہا

سے رکھ کر چکا کر کے لگاؤ چکر میں بیٹھ کر کیا کہ یہ پانی کا سکہ دیکھو یہی میرے بند ملک پر سلام ہو کہ لکڑی  
 اور ہار می کیا تھ جو غریب یا گیا اور شکر ایشین کجنت کا ہر چکر گزرا کر کے لے آیا اور دیکھ کے لیے۔ یہ سب کراؤ  
 چیلے کے گئے ہیں۔ سارا ب کیا تھا میں اتنی تھی جس میں تھی چلائی تھی۔ مگر وہ ظالم کب سستے تھے۔ میرا ہاتھ پاؤں پستلو  
 سے باندھ دیئے اور اب یہ کجنت کجواں حسیہ سے کیونائیے جاتے تھے کہ خدا نے ملک کو بھیجا ہے

ہنویا ہے گذشتہ واقعات بیان کر رہی تھی آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور جان اپنی شعلی نظروں سے اس کے اُس سہا  
 چہرے کی بٹائیں کر رہا تھا جبکہ گرد و خراب کو آنسوؤں نے اب بالکل چھو دیا تھا۔ دلیں ایشیں اور نارواؤں کو سست  
 کہتا جاتا تھا اور زیبا پڑھائے۔ اور افسوس کے کلمے جاری تھے۔ ہنویا اپنی تقریر کرنے کے بعد تھوڑی دیر خاموش بیٹھی تھی  
 سانس میں کمی رہی اور پھر اُس نے اس طرح کہا کہ ہاں یہ مائیں میرے بعد آپ پر کیا گذری کہاں کہاں گئے اور کیا مزاج آیا ہے  
 جان (ایک شخص نے) سانس لیکر کیا بتاؤں کیا سارا اور مجھ کیا گذرا۔ سستی جھبی کر گئی اٹھائی  
 افتاد تھی جو پڑی اٹھائی ہے بس مختصر چکر لکھالید کی فوج کو شکست دینے کے بعد جب میں نے آپ کے آپس کے اور  
 کہیں پر نیا پائو کیا بلکہ میری بدگمانیاں اور پھر پڑے خیال کجواں کہاں کہاں گئے۔ باہک کی کش کو دفن کیا  
 اور ایک جگہ آپ کی پڑی ہوئی ٹوپی نے جھکوا دیا کہ آپ اس طرف کہیں گناہ گئی ہیں لیکن فقط ایک ٹی پی سے کیا پڑے  
 تھا گاؤں گاؤں شہر شہر کی خاک چھا تھا اگر آپ کہیں دلیں۔ اتفاق سے آج اس طرف نکلا تھا اور اُٹنی جائیگا  
 قصہ تھا کہ خدا کی کچھ رعایت ہو گئی ایشیں کا شکر دیکھا اور دلی کے پڑے پڑے کی آواز نے کانوں میں بچھا کر شک پیدا  
 کیا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آخر سے آپ ہی ہیں اسکے بعد پھر کچھ ہوا وہ سب آپ کی آنکھوں کا دیکھا ہوا تھا سب شہر  
 صاحب کی بعض گردن کی کہ کیا مصیبتیں تھیں اور کیا کیا خدا کے حق یہ ہی کہ میں ہی سادست جان تھا جو اب تک  
 زندہ ہاؤر نہ ہو معیت سامنے آتی تھی خدا کو وہ ہر کھار تھیم جان کی جان ہی لینے کا سامان درتیا کرتی ہوئی تھی  
 لیکن اب آپ لکھیں۔ اب مصیبتیں کوئی چیز نہیں سباحت سمبل ہو گئیں۔ اب دنیا میں مجھے زیادہ کوئی خوش نصیب  
 خدا نے پھر ٹھٹھل ڈر کر کہا کہ اس کا شکریہ ادا کروں لیکن میں شک نہیں کہ اس وقت میرے کلمے  
 جاننا پر ساری طرح پھنس گئے تھے اور شاید بہت مشکل پڑ جائی اگر حضور (میر و بس) کی طرف اشارہ کر کے) تو خور می ڈر  
 پہنچ نہ جاسے (میر و بس) مخاطب ہو کر اگر حضور یہ تو فراموش نہ آپ اس وقت یہاں کس طرح پہنچ گئے ہوں

میر و بس (ایک شخص نے) اب اس کو جو عرض اتفاق کے اور کیا کیا جائیے سانسے اس طرح بیان پہنچے اور آپ کے بیان کی بے شک عظمت  
 خبر تھی بات فقط یہی تو کہ ابھی حال میں مجھ سے ایک مہتر شخص نے اگر بار بار اندر کے متعلق یہ روایت بیان کی کہ وہ لہو نہ کہیں  
 آپس کے طرف سے دو عربین پر لایا اور میں نے ایک مہتر شخص نے اس سے پہلے چکر لکھ کر کہا کہ ابھی اس کے حسن چہرے  
 کی تقریر اور آپ کے پاس انکا غائب ہونا اس لیے تھا اس وجہ سے جھکوا اور اس کا شک گذرا کہ کہیں آپ ہی نہیں

بلا توجہ سے دل سے محالوس امر پر اختیار ہو کر دیکر جھلجھلکی اپنے اس ہواج ساتھ بھڑکی کر لڑی مری سلسلے اور  
 مری اور میں طرح لٹ لٹا گیا فوراً سر سے ٹوڑ کر کی طرف اس طرح سے کوچ کر دیا اگر لڑی الواقع وہ جان ہی کی مجھ بھڑکنا  
 جو تو میں کسی طرح سے ہی آؤ لگا میں ہی ادا وہ سے آ رہا تھا کہ یہاں یہ لڑائی بھیجی اور پھر دریافت کر نیسے یہاں  
 ہوا کہ خدا کے فضل سے اپنے نون صاحب میں موجود ہیں

جان : (ہاتھ جوڑ کر) خدا حضور کو سلامت رکھے۔ میں آپکی اس غائبانہ اور عزیزانہ حمایت کو کمال کا شکریہ ادا کروں  
 بیشک صاحب دل ہوتے ہیں۔ تم کو خبر ہو چکی ہو کہ میں کس پر ہم آہی جاتا ہوں

جان کی تھر تھر خیم ہوئی تھکے بعد بنو یانے میں میری دوس کا بہت شکریہ ادا کیا اور میرے بادی گرو کے لیے بے سوا لپ  
 کو پاس لٹا کر بہت شفقت اور محبت سے ایک ایک کا مزاج پوچھا اور ان میں سے جو اپنا نام پھر ذکر حق اخلاقت بالکل ادا کر  
 تھے انکو دعا فرمے یا کیا اور ایک ایک کو یاد کر کر انکو نہیں آتو پھر لاتی اس کام سے جیسا کہ فرصت ملی تو پھر مری  
 ہوئی انھیں میں دین کی طرح لکھی۔ نہ کہ ایک سر کو دیکھتے لیکن جو دیکھتے دیکھتے جب تک کہ کسی بیارنا توں کی طرح  
 نیچے گر پڑتی ہیں یا میرے میں کے لحاظ سے شہر اگر خود ہی پہنچ کر لی جاتی ہیں تو کچھ عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ دونوں  
 طرف ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں لیجاتی ہیں اپنے اپنے ہونٹھ و آستوں و آب پئے جلتے ہیں۔ سینہ میں پھر پھرتا ہوا  
 دل بے اختیار دونوں ہاتھوں و باا جاتا ہو تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ سب کچھ ہو گیا۔ اس وقت ہے لیکن اس کے  
 بعد پھر میری دوس کو یہی رائے ہوئی کہ اب یہاں چلنا چاہیے میکس کی تلاش کے لیے کچھ پاس ہی ہیں۔ رونا  
 کر دیئے گئے اور پھر اس وقت سب میری دوس کے ہمراہ اکابر پیرس کی طرف اپنے اپنے گھوڑوں کی بالگ اٹھا کر

## دسواں باب

کچھ تاریخی باتیں

جو کوئی حد سے بڑھا اسکی خرابی آئی  
 خاک پر لڑتے ہیں یار کے گیسو ہو کر

ہے یہ کوئی تین اعتدال میں عیسوی جزیرہ۔ دل بھین لینے والے حسین جب حد زیادہ ظلم کرتے ہیں تو پھر  
 عاجز اور تنگ آکر یا تو ان کے چاہنے والوں کی طبیعت ہی بڑھ جاتی ہے یا خفیہان بہتے سے وہ بچا رہے قینیای  
 نہ جاتے ہیں۔ خوشی کا جب ہے ہنسا اور ہوتا تو شادی و نکاح کا دورہ ہو جاتا ہے۔ انتظار جب تک ہوتا ہے تو  
 اسکا اظہار عمل یا سے بھی نہیں ہوتا۔ لیکن وہ مقررہ وقت سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اب اسکی کہیں ہنسا

ہی نہیں ہوتی ہے تو ہر وہی انتظار موت کا مزہ بھی چکھا دیتی ہے ناکبندوں کے  
 غم کو گرا دے بال و بال ووش بیکر بل کہا تو ہو کر جب کو یوں تک پہنچ جاتے ہیں  
 تو ہر کمر کی خیر نہیں ہوتی اور حال جب حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے تو اسکو لوگ مسہ  
 کہتے ہیں یوں تو آرام طلبی دین یعنی ان کی گٹھی ہی میں پڑی تھی اور اسکے جملہ درہی ہکو  
 کسی کام کا نہیں کہا تھا مگر پلیسٹیا کو مرنے ہی وہ بالکل آزاد ہو گیا اور اسکے خود بخود  
 بادشاہ ہونے سے ہکو بھی طرح اس امر کا موقع دیدیا کہ وہ اپنی ناجائز خواہشیں خوب ل  
 کو کر لگاؤ۔ حیرت ہے تکلف احباب کے جھگڑنے سے ناچ رنگ کے جلتے سڑاب کباب  
 کی صحتیں بے تکالہ ڈر رہتے۔ جام چمک ہے سے اور شیشے کی پری اپنا لال لال  
 غضب کا شورش رنگ کہا تھا کہ سب پر بخود کا انہوں نے پڑھ رہی تھی۔ یہ تو عام  
 قاعدہ ہے کہ جب دخت زر سے لاتدن صحبت رہتی ہو اور اسکا کشہ دماغی گذرگا ہوں  
 میں بی طرح چکر کھاتا ہو تو درحساب انڈیشہ اٹھا کر بالاسے طاق رکھ دیا جاتا ہو اور بھی  
 جی چاہتا ہو کہ سوقت کوئی ایسی پری پسکیزان میں نسل میں ہوتی جسکی رنگت اور شوخی ایسی  
 شعلہ و آگ بہو کہ اسے دیکھنے سے ملتی ہوتی تھی۔ گھوٹ گھوٹ کے بعد گزرب کیلے کیسے لب لباب  
 ہوتا اور نہ میں مست اور مجبور آنگین جب نیچے سے اوپر اٹھتے تو سانس دہی نشلی انکھیاں  
 ہوتیں جہیں جوانی کا نشہ سیرج بہر اہوتا ہو باحی طرح جام بلورین میں سرخ شیشے شراب  
 شراب کی حادث جب میں نشی ان کو بہت بڑھ گئی اور خون کی جگہ رنگوں میں بادہ احمر  
 دوڑنے لگا۔ تو اسکی عیاشی کا مزہ بہت بڑھ گیا تماشہ بھی کرتے کرتے پرانی پوسٹوں  
 پر اسکی بری نظر پڑنے لگی اور ریا کو اپنی عزت آبرو بچانی مشکل ہو گئی۔ پلیسٹیا کے  
 مرنے پر بھی تو آ زمانہ ہی نہیں گذرنا تھا کہ اسکے ناباک عشق نے روم کے ایک بہت بڑے  
 معزز خاندان کی بالکل بے عزتی کر دی۔ اسکی بے تکلفی کی صحتوں میں اکثر بڑے بڑے  
 کی بیوی کے حسن جمال کا تذکرہ آیا جو آج کل روم میں اول درجہ کی حسین صورت خیال  
 کھاتی تھی اور روم میں چونکہ پردہ کا مطلق ردواج بھی نہ تھا اسوجہ سے اسکو اس  
 امر کا بھی موقع مل گیا لاسکی انگلیں اچھی طرح اس بات کی تصدیق کر دین جو اسکے  
 حسن و جمال کے متعلق اسکے کاؤن نے سنا تھا۔ دین نشی ان اسکی پیاری صورت  
 دیکھتے ہی سو جان سے اسکا والدین ہا گیا پہلے طرح کی خفیہ کارروائیاں کی گئیں۔

بہت دور سے ڈالے گئے لیکن جب ان سے کچھ کام نہ نکلا اور وہ غاندنی پار سے اٹھ کر  
ان تدریج سے ہلکے ہتے نہ بڑھتی تو اس نظام نے پرنس میکسیس کو اسی شاہی سرد  
حکم سے بھی دنیا میں کہیں پناہ نہیں ہو اس امر پر غور کیا کہ وہ اپنی پیاری بی بی سے سوٹ بڑا  
ہو۔ اور اس امر کا مطلق خوف نکلا کہ ایسے صریح ظلم کا نتیجہ کیا ہے گو اس جبر کا ردائی سے  
دین ٹی ان کو اپنی تنہا پر کامیاب بنے نہ کا تو اچھی طرح مع ملگیا مگر اس ناجائز حرکت سے تمام  
روم میں ایک قسم کی عام نفرت پھیل گئی اور ہر جگہ اسکے نظام اور جبر کے چرچے ہونے لگے۔  
وہ تو زبردست تھے۔ بیکس تھے کچھ کر سکتے تھے مگر ان سب کے برابری اور تنہا ہی کی دشمنی  
رات دن مانگا کرتے تھے اور وہ بادشاہوں کا بادشاہ اچھی طرح سمجھتا تھا جو ظلم۔ جابر  
اور بڑے ہی بڑے بادشاہ کو بھی دم بہرین اسکے اعمال کی اچھی طرح سزا دے سکتا ہے یعنی خدا  
پرنس میکسیس کو اپنی بی بی کے چوٹنے اور بی بی کے ساتھ اپنی عزت و آبرو کی بربادی اور  
تباہی کا سخت صدمہ تھا اور وہ رات دن اسی فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ کیسی طرح اپنے زبردست  
حریف سے اپنا عوض لے۔ بہت سی فکریں کہیں بہت سی تدبیریں کہیں مگر کب طرح خدا  
نیکلا تو اس نے ان وحشی سپاہیوں کو دوبارہ جوائنٹس کے ہزار سپاہیوں میں سے تھے اور انکی  
شجاعت اور بہادری کے خیال سے ان کو دین ٹی ان نے خاص اپنے ہاڈی گاڈ  
کے رسالہ میں بھرتی کر لیا تھا۔ پرنس میکسیس نے ان کو انکے براے افراد آفائیسر کا جن  
یاد دلایا اور اپنی برادر باقوں سے رفتہ رفتہ ان کے دلیں ایک نیا جوش پیدا کر دیا  
اور وہ دینی اس امر پر تیار بھی ہو گئے کہ وہ انیس کے قصاص میں دین ٹی ان کا  
خون بہا دیں۔ دین ٹی ان اپنی بیکس کا عیاں طرح کے ظلم کو رہا تھائے تھے محض  
آئے دن ٹیکس بندہ رہتے تھے۔ اور رعایا کو ڈٹ ڈٹ کر خوب مزی اور اڑا رہا تھا  
جلا منی اور بد انتظامی سارے ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ خلقت لٹ رہی تھی اور وہ  
یہ جانتا تھا کہ یہ جو۔ یہ ظلم۔ اور یہ رعایا کی آہ و زاری اور ہر جگہ کی۔ رات دن  
جوش تھے پری خون سے صحبت تھی بہت اہمیت پر وقت اختلا تھا اور ان  
صحتوں سے اگر کبھی جی گہر جاتا تھا تو کیل تلمشوں کی طر تھی اہم ملک کی  
خبر گیری سے کچھ مطلب نہ تھا لیکن اس کے کہل تاشہ دیکھ کر خدا کی آتش غضب  
بڑک رہی تھی اور قصاص کی جان لینے کیلئے اسکی گھاٹ میں لگی ہوئی تھی۔



ایک بدوز آسمان پر بدقون کا چھایا ہوا ابر غم آملی والو نے برس کر کھل گیا تھا ہوا بلیٹ  
 گئی تھی اور کسی کے آخری وقت کی طرح تھوڑا سا دن باقی رہ گیا۔ دیو پ میں اسی ظالم کے  
 اٹھے ہوئے دنگ پھل پھلا مگر لگ گیا تھا جسکو کسی زندگی میں تو عین مرتے وقت وہ بھی تھا  
 سے ہٹے بڑی اعمال یا دے گئے ہوں اور جانکشی کی سختی ان اور خدا کی خوف اسکو ہر وقت  
 بالکل زرد کئے دیتا ہوا۔ اور نیلے نیلے آسمان پر شفق کی سرخھی دیکھنے والوں کی  
 نظر میں کسی ہونو والے خون کے نال بد کا سامان دکھا رہی تھی۔ آفتاب کے مرجع بنکر  
 سرخ خونی لباس پہن لیا تھا اور نیلے پیلے کچھ مختلف رنگوں سے رنگی ہوئی وہ قوس کیسے کافیا  
 اور انکے لئے سامنے آسمان پر کبھی ہوتی تھی جکوال زمین کی پرورد اور ستارے جو دنگی آگ  
 پیدا کیا تھا اور جو ہم شاہد کی طرح برقع چھین کی اور وہی چھتا مگر حسین ابھی ہوا اسکی دہ زنگار کی آواز  
 چھتا ہو لیکن ہر وقت قوم ضرورت اور مناسبت کے اعتبار سے دھنک یا کمان ہی کہیں گے۔ سیا  
 وقت عموماً تفریح کا ہوتا ہوا اس بدست اور بچہ دین ٹہنی ان نے بھی خدا کا آج کیا جاتی  
 ہوئی دنیا دیکھی تھی کہ شراب کباب کی صحبتیں چھوڑ کر قصر شاہی سے باہر نکلا اور جہان فرخ  
 قواعد کر رہی تھی وہ جا کر تماشا دیکھنے لگا۔ سیاہی مائل کلبے کلبے میدان میں اپنے اپنے  
 ہنر دکھا رہے تھے۔ نشانے یزوں سے اڈا رہتی تواریں اپنے اپنے کتبے جو ہر کما  
 رہی تھیں کہ کیا رنگی سیاہیوں میں کچھ اشارے بازیان ہوئیں اور ہر وہی جوشی لوگ  
 اپنی تلواریں لے لے بلے آسمانی کی طرح دین ٹہنی ان پر ٹوٹ پڑے جن کو بڑے عیس مسکھنے  
 ایش کا خون یاد دلا کر پہلے سیاہی طرح آمادہ کر رکھا تھا سب بان بان کرتے ہی ابھو اور  
 مایہ نوالے اپنا دار اور تلوار میں اپنا کام کر گئیں۔ دین ٹہنی ان رخی ہو کر زمین پر گر پڑا اور  
 ٹپ ٹپ کر دم ہر مین دین اسنے اپنی جان دیدی جسکے لٹاس نے اٹلی میں قیامت پر پا کر رکھی تھی  
 اور اس عجب غیر واقعہ سے جو خوشی ساری اٹلی میں پہیلی وہ اسکے بعد انوالے ان بادشاہوں

۱۱۵ گذشتہ زمانہ میں ریلوے کے ایک سیس اور ہوا میدان کاظم تھا جو فوجی کیسلوں اور فوج کے  
 قواعد کے لئے مخصوص تھا ۱۲

۱۱۵ یہ واقعہ ۱۲ مارچ ۱۸۵۵ء کو ہوا اور سطر ج دین ٹہنی ان ترو کا خاتمہ ہوا کہ تیسوڑ و سیمیں نرگ  
 کے خاندان کا آخری بادشاہ تھا ۱۲ دیکھو ٹوڈنٹ گین صفحہ ۲۶۳

کے لئے پوری نصیحت تھی چنانچہ سلطنت اور رعایا کو ساتھ بڑا داس قابل مکنہ چاہیں  
 گا مکی رعایا ان کی سچی جان نثار بنے دنیا کو دارالبحر امن بنے مگر یہی اکثر دیکھا گیا ہے کہ عیسائی  
 انسان کرتا ہے دیا ہی اسکے سامنے بیان ہی آجاتا ہے۔ دین ٹینی ان کے مرتبے ہی پڑ نہیں  
 سیکسٹن نظام کے تحت سلطنت پر بیٹھ گیا اور ناپا جو بعض لینے کیلئے دین ٹینی ان کی  
 بیوہ یوڈوڈ کو کیا اس امر پر مجبور کیا۔ کہ وہ اسکے ساتھ شادی کر لے پر راضی ہو چکا۔ یہ دل کو ٹپتی  
 ہوئی باتیں نہیں ہیں بلکہ یہ وہ گزشتے ہوئے سچے اور عبرت فرخندہ خات ہیں جنہیں ہر شخص کو سبق  
 لینا چاہیے اور جب کوئی کسی پرسی طرح کی ناچیز زیادتی اور کسی قسم کا ظلم کرے تو اس کو  
 اس بات کا بھی خیال کر لینا چاہیے کہ اگر دیا ہی معاملہ اس کے ساتھ ہی ہوا تو یہ کیا ہوگا  
 دین ٹینی ان کی بیوہ یوڈوڈ کو کیا کی رگون میں چونکہ شاہی خاندان کا خون دد رہا تھا اس  
 سے وہ بڑوڈ نہیں سیکسٹن کے ساتھ عقد کرنے پر راضی نہ ہوئی اور بہت پوشیدہ طور پر  
 اپنی بربادی اور تباہی کا حال داندال کے بادشاہ جسٹرک کو لکھ کر نہایت عاجزی  
 اور ہنس کے ساتھ اسکی امداد اور دستگیری کی خواہشمند ہوئی۔ بڑوڈ نے اس خفیہ ساردار ایون  
 سے بالکل لاپرواہی اور اسکیساتھ ساتھ ہکا طریقہ حکومت بھی کچا ایسا خواب تھا کہ اٹلی کے عہد  
 اس سے خوش تھے یہ خدا کی دین تھی کہ بے محنت اور جانفشانی اسکو ایسی بڑی سلطنت  
 مل گئی تھی مگر وہ اسکی قد نہیں جانتا تھا وہ رویوں پر حکمرانی اس طرح کرنا چاہتا تھا جطوری  
 کوئی فاتح اس ملک پر حکومت کرے جس کو اسنے خاص اپنی کوشش اور اپنی تلوار کے  
 زور سے لیا ہو۔

ملکہ بلیسیڈیا کی نا تجربہ کاری اور بائی فیس کے باہمی مخالفت کے جھگڑوں کی  
 وجہ سے اہل دندال کی سلطنت آج کل سمندر سے کہ واپس تک پہنچ گئی تھی۔ ایون  
 نے پیکر کو اور نوکیا کے اکثر صوبہ برباد اور تباہ کر دیئے تھے اور جسٹرک کی  
 فتوحات کے پھر یہ کسلی میں بڑے آن بان کے ساتھ لڑ رہے تھے کسی بکری طاقت بھی اچان  
 تک ترقی پر تھی کہ کارہج سے ملٹر مین سی (مجرم دم) تک اسکے شاہی احکام کا کوئی  
 رکھنے والا نہ تھا اٹلی کی تباہی کے اخبار جب تک کے کان تک پہنچے اور یوڈوڈ کو کیا

ہنوز یہ سب ان بڑے شہروں کے نام ہیں جو اس سے پہلے ملائیم ٹیڈ کے دائرہ سلطنت میں داخل تھے

کی وجہ سے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتا تو پیر کیا تھا ملک گیری کا حوصلہ بڑھ گیا۔ نئی نئی  
 خاکشیں دل میں پیدا ہو گئیں بہت خوش ہوا۔ اوردہ مستحکم اسکو یاد آگئے جو رمیوں نے کسی پہلے  
 زمانہ میں کاربج والوں پر کی تھی۔ نو آبیار ہو گیا۔ رانی کا سادو سامان درست کیا پڑھیں میکس کی  
 سلطنت کو ابھی پورے تین مہینے ہی نہیں گزرے تو کلاس کچھ جی جاندن نے اگر دہان ٹاؤن پر لنگر کیا  
 یوڈو کسیا گویہ خبر سنا کہ بہت خوش ہوئی لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ ۴ جو کوئی ایسا عجیب جان کو قتل کیا  
 پڑھیں میکس جنرک کا نام سنا کر گہرا گیا۔ جو اس جگہ پر دربان ہوش کی طرح تنہا ہو چکا تھا  
 وہ اپنے طرز معاشرت اور اس برتاؤ کی خوش آغوش تھا جو اس نے رمیوں کے ساتھ کیا تھا اور فوج  
 کی طرف سے بھی اسکو یہ امید تھی کہ یہ اساتہ دیکھی اور میں جنرک کے مقابلہ کر سکوں گا۔ ہانتہ پادن پول  
 لگے ادا اس گہرا ہٹ میں بہت نامردی کے ساتھ اسکو یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ چپ کر کسی  
 طرف کو باگ ہی جائے تو بہت ہی اچھے لیکن یہ سب بھی نامردی کے خیال تھا اور ہوا وہی  
 جو ہونا تھا۔ وہ اپنی جان چھپا کر وہ شہر سے اگلا نکل کر ایک ٹرک پر چار ہاتا۔ نہ ساتھ تخت تھا  
 نہ سر پر تاج تھا مگر ان افسوس اور ندامت کی ہوائیاں منہ پر چوٹ رہی تھیں اور ادا  
 ساتھ ساتھ رفاقت میں تھا کہ دشمنوں نے پہچان لیا۔ تلواریں کھینچ کر دوڑے اوردہ ہر  
 میں اسی زمین کو اس کے خون سے رنگیں کر دیا جس پر اب وہ خور کے اوردہ قدم تک نہیں کھتا  
 تھا۔ دو چار زخم کھا کر زمین پر گرا اور پھر ٹپٹپٹ عزتی کے ساتھ اسکی افش گیسٹ کر دیا  
 پھر میں بینک دی گئی۔ اس واقعہ کے تیس دن فاصلہ والا سلطنت رہو تاہم دشمنوں کا  
 بوش ہوا۔ شہر لٹنے لگا۔ آدمی بیدار قتل ہو نکلے اور بیشک حشی لیرے رمیوں  
 اچھی طرح کاربج کا عوض لے لیتے اگر پاڈوری یو کا جلال اسکی عظمت ادا اسکی عزت  
 تقریریں ہوتی پر جنرک کی آتش غضب کو چھینے دیکر ٹھنڈا نہ کر دیتی اور وہ  
 رمیوں کی خطا معاف نہ کر دیتا۔

خدا خدا کر ملک میں امن چین پیدا ہو تو دلیں اپنی ان کی پیوہ یوڈو کے ساتھ جنرک  
 سے ملنے گئی لیکن کسی کو کسی کام کرنے کے بعد اس قدر ندامت اور افسوس

۱۵ پڑھیں میکس کے قتل کے پندرہ دن جب جنرک آسٹریا کی طرف سے آکر اس  
 بلاخفاقت شہر لہی (ٹلی) پر حملہ آور ہوا وقت بالخصوص روم کے بعد اردن کے پناہ سے

ہوگا جھڈیو ڈوگسیا کو جنس رک کچا پاس جا کر سوا۔ بڑی بے عزتی کے ساتھ اسکا سارا زیور ادا کر لیا گیا وہ اسکی دونوں بیٹیاں بھی اسی مال و منال کو ساتھ بری طرح سے جہاز میں بھر گئیں جو اٹلی کی خزانہ میں لوٹ مار سے بچ رہا تھا اور ان کا ردہ اینٹوں کے بعد جنس رک سب کو لیکر کا سچ کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ وہ حال تھا جو اٹلی کی سلطنت پر گذرا اور بیشک یو ڈوگسیا وینس و جینو کی قید میں رہ کر اپنی زندگی سو گزر رہا جاتی اگر مشرقی روم کا بادشاہ اسکا نانا میتو ڈو سیس ایک کثیر رقم دیکر بہت عاجزی کے ساتھ جنس رک سے صلح نہ کر لیتا۔

## گیارہواں باب

اے فلک رشک سے نہ جل مر رہا  
پچھ کر ملتے ہیں ایک مدت

برسات گذر گئی ہے موسم بدل چکا ہوا اور گر میوں کی اس گرمی کو جو رہ زہجران کی پیش سے کچھ ملتی ہوئی تھی سیر نے برسات بھرا اپنے اکسودوں کے چھینے دو تیرے تو اب سقد گرم کر دیا کہ جہاز کا موسم آچلا۔ گلابی گلابی سردی پڑنے لگی اور جلد کے مسامات بند ہو جائیں گے اور اندر حرارت کچھ اسی طرح ترقی کر چلی جس طرح عالم شوق اور اشتیاق میں اس بھجران نفیس گھر بھر خوش نصیب شخص کئی پر ترقی کرتی جاتی ہو چکی شام وصال ست دنوں کے بعد خدا خدا کر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱ - ایک مجمع مغز پا ڈیر نکلا جنکا پیٹو اور گر کوہ پادری لیونا اسکی بلا

اور رہنے دستی خجیاب (جبرک) کی جو نریری کو کم کر دیا اور داٹل کر بادشاہ ڈاٹلی داوان ان لوگوں کی جان بخشی کا وعدہ کیا جو تیار کر دینے سے لیو کی ہزار ہوشمر کرنے حلالے اور قید لگوا دیا اور تکلیف نہ پہنچا کو ہی مان لیا۔ مگر صا اور مری الفاظ میں یہ دیکھ نہ تھے اور نہ اسی طرح علیہ آمد کیا گیا جس طرح پا ڈری کی خواہش تھی۔ تاہم پا ڈری لیو نے ملک کو بہت ماندہ ہو گیا اور سنی و جبرٹلی اور ٹلی کے پیو داٹل اور مدد کی ماحاز خواہشوں کے اس قدر نشانہ بنے جھڈر کہ جشی کا تیرج کی تباہی کا ان سے عوض لینے کے لئے

یہ نوٹ مارچ وہ رات دن ہی ۱۲ - اسٹوڈنٹ گیس -

آب قریبی کی پور سے پھر کا وقت ہے اور وہ زمین چہر آفتاب کی کرین ایسی توڑی دیر  
 پہلے خوشی میں آجے تا کہ کشتی میں جو بار کبھی کر رہی تھی۔ اس پر پھر نچاڑنے سے لگا کر شرجیا تا  
 ہوا مغرب کی طرف سے چلا آتا ہے۔ ہوا کسی پھران نصیب داشت یا ارمان بہرے دل کو دلوں کی طرح  
 بہتری اور دوسرے سر کا اتنی دقت کا ڈھلا ہوا دن کسی کو شوق اور بے صبری کو دیکھ دیکھ کر جلدی جلدی  
 بہا لگا ہوا جانا ہوا اس میں جہاں پوری ہنس کی گھر پر توڑنا زنی آتی جاتی ہے جس کا ابھی وہ دیر کا آفتاب  
 کی گرمیاں دیکھ دیکھ کر ذرا سامنے نکلا آتا تھا۔ آدروہ دل تنگ کلیان ہی اب خود بخود مسکراتے  
 دیتی ہیں جو ابھی ٹنگین اور بڑھ رہے دلوں کی طرح گردن جھکائے بیٹھی تھیں۔ پیرس کا سٹہ  
 یوں قدیم سی ہو کر گن خدا جانے کیا ہو کر ساراشہ رشک ارم بنا ہوا ہے اور کوچہ و بازار کچھ  
 اس طرح رونے پر ہر جھڑک ایک نئی ذیلی دلس کو ہونا چاہیے۔ ٹھٹھا چاچا جام گلاز کا یوں  
 اور ٹرکوں پر لٹکے ہوئے ہیں اور ان کی دہشت میں اس وقت جس قسم کی خوشی ہو رہی ہیں ان سے  
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج میان کسی ایسی خوشی کا گزر رہا ہوا ہے۔ جو بہت دلوں اور ان بہرے  
 دلوں میں بہت دہشت ہے اس طرح ترقی کر گئی ہے جہاں شوق بڑھتے بڑھتے کچھ مشتاق آدمی  
 کو بھر تن شوق بنا دیتا ہے اور عشق کی آگ بڑھتے بڑھتے انسان کو خاک سیاہ سین  
 تو دیوانہ مزد بنادیتا ہے ہر طبع کو جو بڑے بڑے آدمی مراد و عورتیں بچے اور بڑے  
 جوق جوق پیرس کی گلی کو چون سے نکل نکل کر اس ایک بڑی سڑک کی طرف بڑے  
 ہوئے چلے جاتے ہیں جو شہر سے نکل کر دیاسین کی طرف لگتی ہے۔ آگے طرہ کر  
 اس جانیوالی سڑک کی روشنائی ہو گئی ہیں جنہیں سے ایک تو سید ہی خاص  
 وریاسین کے ساحل کی طرف جانیوالو نکلی جاتی ہے اور دوسرے بائیں ہاتھ کی طرف  
 مڑ کر ایک عالیشان عمارت کی طرف لگتی ہے جو نیلے نیلے آسمان سے بائیں کرتی ہوئی  
 دوسرے سید سائے میرا پس اور کو نظر آ رہی ہے اور اسی طرف یہ سب جانیوالے  
 پہنچ جاتے ہیں۔

یہ عمارت جس میدان میں واقع ہو۔ گھنسی وسعت ہماری نظری طرح سے محض مرزد ہے  
 مگر اس وقت یہاں آدمیوں کی کثرت کچھ اس درجہ بڑھ چکی ہوئی ہے کہ یہاں سے وہاں تک  
 جانیوالی نظر کو قدم قدم پر ٹوک رہی کہاتے ہوئے بڑی روک ٹوک کے ساتھ پہنچنا نصیب نہ ہو  
 یہ جانیوالے جاتے جاتے جہاں عمارت توڑے فاصلہ پر پہنچتے ہیں وہ دیکھ کر ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ یہ جانیو ایک جگہ بزرگ کرکچا دہراؤ ہو جاسکتے ہیں۔ اور بچ کی طرح قالی  
ہو جاتی ہے جسکی وجہ نزدیکی جو بچکر یہ معلوم ہوتی ہے کہ سڑک کے کنارے کنارے خوشی  
لوگ دور دیر صفین باندھ کر سڑک سے مین اور وہ عام لوگوں کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ فیجی لاگو لگا  
سلسلہ خاص اس مقام سے شروع ہوا ہے جان پر ایک بہت بڑا آہنی پھانگ لگا ہوا ہے یہ پھانگ  
گو یا اس عمارت کے احاطہ کا صدر دروازہ ہے جسکی چار دیواری کیلئے آدمی کے مطابق بہت نفیس جنگلا  
بھی فوج کیل گیا ہے جو چاروں طرف زمین کو کیسے بلند سنگی دیوار نصب کیا گیا ہے جسپر ایک قسم کا  
سپیڈ سپید پراہوار پیش نظر کو کچا سی طرح بہلا معلوم ہوتا ہے جس طرح یورپی عورتوں کے چہرہ  
پر سپید سپید پوٹر۔ اس جگہ کی مشہور زمین کا نہایت ہموار سطح تختہ ہے جس پر بہت لفافے  
سلسلہ ہری ہری گھاس جانی گئی ہے اور اس کے برابر ترانے اور سبز رکھنے میں خدا جانے  
کس قسم کی کوشش کی گئی ہیں کہ مردم دیدہ کو جان بوجھ کر سہل بھی دیکھو کا ہوتا ہے کہ ہری ہری گھاس  
کا یہ فرش بچا ہوا ہے اس سبز تختہ کے درمیان میں بہت لفافے کیسا آنتہ بعض بعض جگہ  
چمن ہندی بھی کی گئی ہے مین طرح کے پول اپنی اپنی خوش رنگوں کو کچھ سی طرح دکھا رہی ہیں  
کہ نظر دیکر ہر چہرے کا نام ہی سنیں لیتی اور دیکھنے والی انگڑی کھینچتی ہے دیکھتے کچھ سی طرح دکھا رہی جاتی  
ہے جس طرح وہ سامنے سے نہ سکی کہنا ہوا پول۔ دیکھا؟ روئین بہت صاف ہیں اور آہر  
صدر ہمارا درمورقین ہاتھوں میں ہاتھ دے بہت آزاد کی گستاہت ہستی ہوئی ٹھل رہی ہیں اور  
انکی نظا ہری شان و شوکت اور ادونکا قیق لباس تیار ہوا ہے کہ یہ سب پیرس کھا لیا دیکھتے ہیں  
اس سبزہ زار کے وسط میں سنگ مرمر کی ایک ستیل مگر بہت خوشا عمارت واقع ہے جو  
شاہی گرجے کے نام سے مشہور ہے۔ اسکا صدر دروازہ مغرب طرف ہے۔ چیت لگی ہے جسپر چار برج  
مستطیل واقع ہیں اور ہر چون پر کچا کلس کے طلائی صلیبیں لگی ہوئی ہیں جو اس وقت کی دھوپ  
میں کچھ دھبی بار دکھا رہی ہیں جو چاندنی رات میں کسی کی نشان آلودیشا فی ہاتھ کی تمللا  
تلا کر آمیزائی کروں اور ٹھکتے ہوئے ستاروں کی جھانکوں میں کسی خوش نصیب کی انگڑی لگے  
بچے چکا چوند پیدا کر جاتی ہو۔ آفتاب کی شعاع ابڑیڑتی ہے اور آدھ صدر کرستین سی طرح  
پیدا ہو کر ترپ جاتی ہوں جس طرح ہستی عالم میں کسی کے نور کے گلے سے ہستی کی ایک  
لٹکنے والی سالنکس کے پاس سے پیارے پیارے آبدار دھنوں سے نور کی صد با شعاعیں تاترا  
اور اکوٹ نکلتی ہیں۔ اگر اس گرجے میں آگے بچے چار درجہ ہیں جگہ چار درجہ

سنگ رھام گروں اور خوشاستون پر کام ہیں۔ زمین چوڑی کی چوڑی اور درو دیوار میں  
 پھر کاری کا نایت نفیس کام ہو جایا حضرت علیؑ کو مختلف سنوں کی تصویریں بنی ہوئی ہیں کین  
 کین بریلی میں مگر کئی ہوئے ہیں اور کین ہوس دان کی تصویر بنی ہوئی ہے جس پر حرقہ کرنا سب سے چرخ چار  
 پر ہوئے تھے۔ اس گرجے میں داخل ہو کر سب سے پہلے ایک کمرہ بطور رآمد کو ملتا ہے۔ اس کمرہ میں  
 ایک بڑا کمرہ اور پھر اس کے بعد ایک بہت وسیع لال شاہی۔ بال خاص بادشاہ اور شاہی خاندان کو دگوئی  
 نشست کے لئے مخصوص ہے جس کی آرائش میں بہت نفاست کام لیا گیا ہے۔ چت میں چار جہاز آویزاں  
 ہیں جو ہوت کی صنایع میں سے اعلیٰ درجہ کے فنکار ہو سکتے ہیں۔ دیوار پر بہت نفاستا ف  
 نگاں نظر آتے ہیں اور خوشامیخ اور بڑی بڑی کرسیاں کا عکس گراہتہ بنا رہی ہوئی ہیں پھر شاہی  
 خاندان کو دگوئی کرسیاں ہیں۔ اس لال کمرہ ایک رجا اور ہر جوان سب درجن کی سی قدر بلند کی  
 داغ ہوا ہے کہ ایک طائر کی شکل سے ہے اور یہی سب درجن کی سی قسم کا اقیانوس دیدار ہے  
 اس کے گوشوں میں مذہبی طرف تو حضرت علیؑ کی وہ مبارک تصویر ہے جو سنگ مرمر سے تراش کر  
 نہایت نفاست گماہت بنائی گئی ہے اور دوسرے کونے میں اس پاک نبیؐ کی سنگی شبیہ کی ہے  
 جو ہوئی درجن کے خطاب سے مخاطب ہے اور جس کا نام مریمؑ ہے یہاں دین عسویؑ کا دی اور حضرت مسیح  
 کا جانشین بشب و دن افزہ ہوتا ہے لیکن یہ مکان ابھی اپنے کیس کے خالی ہے اور نہ ابھی کین کی دشا  
 وقت کا یہ معلوم ہوتا ہے مگر ان گرجا کا گنبد بن کر رہا ہے اور سب سے پہلے ان کیس کے کسی ایک  
 کر رہی ہیں۔ اس انتظار میں ہی ہوئی دیر ہی نہیں گزری تھی کہ ٹھوکر کی رعبدہؑ میں کانوں میں  
 آئے لیکن اور اسی کو بعد سامنے سے ایک سالہ سواروں کا نظرایا جو برہنہ تلوار میں علم لٹی ہوئے  
 گھوڑے دوڑتے چلتے تھے اور ان کے حلقے میں ایک گاڑی تھی جس میں چار گھوڑے لگے تھے اور جو بہت  
 تیزی کے ساتھ اس طرف آ رہی تھی یہ گاڑی نقش کی سی قدر مشابہہ ہوا اور اس کی تیاری میں بہت  
 کچھ اہتمام کیا گیا ہوگا۔ مگر یہی اس میں وہ نفاست لگنا جو کل کی سادی ختن میں پائی جاتی ہے  
 یہ گاڑی آتے آتے اب بالکل ایک گرجے کے قریب آکر رک گئی ہے سو اس طرح چوڑ کر۔ ادھر  
 ادھر ہو جاتے ہیں اور اس پر بانج عورتیں آتی ہیں جن کا اعلیٰ درجہ کا لباس۔ ان کی ٹاہری عظمت  
 اور شان اور اکوڑ پر ہر کوئی حیرت منج تیار ہیں کہ خلیہ خاندان سے ہیں۔ یہ سب صورت  
 مشکل میں ایک سے ایک بڑی بڑی ہیں مگر سب سے زیادہ جن وہ عورت ہے۔ جوان سب کے بیچ  
 میں ہے۔ وہ جس کے پیچھے ایک عورت گس رانی کر رہی ہے۔ اس کا لباس سب سے زیادہ

پر تکلف ہو۔ اور اسکی پیاری صورت کی زیبائش میں بھی کس قدر معمول سے زیادہ تکلف کیا گیا ہو۔  
 ایک نسخہ بول جو اچھی طرح کہلا بھی نہیں پڑی تھی سینہ پر اس جگہ رکھا گیا جو جان پر وہ دابر تھے ہو کر  
 جو بن اگر دل تنگ نہ تھے کی طرح نہیں تو اسی اعلان ہر کی کی طرح شرم و حیا سے محرم میں چھپے ہوئے  
 بیٹھے ہیں تنکا شوق اسکی طرح رو کر نہیں نکلا اور وہ بے اختیار جانتے باہر ہوا چاہتی ہیں۔ صحت کا  
 پر ہوا اور کسکنا والا حصہ پر جان کلفی اور کلفی کی اس فرقی شرم و حیا سے گریز لگے ہوئی میں بہت لال  
 لال بول لگو ہو کر ہیں جو اس کیل سو خاوند کو شش کی اور ہی بہا ہوا ہوا کما رہی ہیں۔ مگر اسکی  
 صورت تو کچھ کو آشنا معلوم ہوتی ہو! انا یہ تو ہندو یا ہو۔ پیاری ہو رہا۔ چار سو دو کی مجھ سے۔  
 بیٹک ہی ہوئی۔ اور بھلا اس صورت شکل کا دنیا میں کون ہو سکتا تھا۔ منور ہوئی ہو دیکھئے نا  
 وہ جو اسکے بھو بھو موت ہو رہی وہاں ہی تو ہے۔ مجھے پہچان لیا۔ مگر یہ تو نہان تھا کیسی! ا۔ کا وہ  
 جاننا وہ عاشق جس سے بہت تمنا اور شکوک کہ وہ ملنا نصیب تھا کیا ہوا۔ مجھے تو ان دونوں  
 کو ساتھ ہی پیرس کی طرف آتے چھوڑا تھا۔ کیا نفرتہ انداز فلک سے خدا کی ہستہ ہر کو دیا کر دیا  
 ہاوی کو ایسا ہوا تو غضب ہو گیا۔ اور غضب ہی بڑا غضب مگر جان کی عدم موجودگی میں یہ کیا  
 عروسا نہ وضع کیسی۔ یہ فوق البطک لباس پہننے وارہ۔ اکیس میرو دیس تو کوئی چال نہیں کی  
 اسکی میطرح عنایتیں اور بلا ہر قدر صریحانیاں طبیعت میں منور شک سے کرتی ہیں کہیں اس  
 جان کو ساتھ دغا تو نہیں کی اور ہنور یا کو اپنے ساتھ عقد کر لینے پر مجبور تو نہیں کر دیا تو لیکن ایسا  
 نہیں ہو سکتا۔ میری دیس اگر ہنور یا کو اس عروسا نہ لباس پہن لینے پر مجبور کر دیا تھا تو وہ  
 اسکے دل کو مجبور نہیں کر سکتا تھا آپ اسکے پیار سے کچھ کو نہیں دیکھتے۔ کیا بات اس سے  
 تھا اور نازک جگہ کو بچے خون کیسا لہر لے رہا ہوا اور خون کے ساتھ شش غشی کی نشانیان  
 کیسی ترانی ہوئی بہتی ہیں۔ آنکھوں میں مستی۔ مستی میں سرور۔ ہو طو نیر مسکراہٹ اور مسکرا  
 میں کچھ ایک قسم کی آئی ہوئی حیا کیسا کچھ غضب کی ہی ہو خدا کو ہستہ خدا کو ہستہ اگر اسکا چاہو  
 اس جہاں ہو گیا ہوتا تو اسکے چہرے کی یہ صورت نہ ہوتی۔ ان آنکھوں میں حسرت اور افسوس ہوا  
 جہنم سے وقت سے طرہ سرور ہوا اور آنسو آنکھوں سے ٹپکے ہوئے۔ یہ دھم آون کی کہیں یہ صورت  
 ہوتی ہو۔ توبہ۔ اہا ہر جان اور اسکے ساتھ کیوں نہیں ہے آخر یہ تھا کیوں ہوا اور وہ۔ نا گیا  
 ہمارے ہی خیال کو حرکت کا پٹلا بنا ہو کر تھا کہ ہر ٹپکے کی وہی آوازیں جو پہلے آئی تھیں انے لیکن  
 اور انہوں نے ہمارے دلوں کو اور دلوں کو ساتھ آکھ اور کانوں کو جی اس طرف متوجہ کر دیا۔ بھی تھوڑی دیر





مجتہ زیدون کے بارے میں معلوم ہو گیا کہ ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے ملک میں رہ رہے ہیں۔ لیکن یہی ہی طرح سر جاکے مگر دل پکڑے ہوئے ہیں۔ جن صاحب حضرت عشق نے انکو پہلے انکسینہ میں پاک اور صاف کیا تھا سو اب اسے ان دونوں کو طبع منعقد ہو جانے میں خوشی کی اور سارے شہر میں اس زمانے کی رسم کو موافق انکو عقد کی تاریخ مشترک کی گئی۔ جا بجا اشتہار قائم ہوئے اور آج خدا خدا کہ وہ مبارک دن ہی آگیا۔ جن میں وہ دونوں منعقد ہوئے۔ شہر کے آرائش میں جو عقد ساز اور سامان آئے دیکھا تھا وہ سب اسی فیصل میں تھا۔ یہ سب ہی اور خدا ایسا ہی کر کے مگر عفت کا خزانہ رکھی۔ اس کھجک لقمہ درمیان آئے ہی جب دل میں خیال آتا ہی تو بڑی خیال آتا ہی سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مانون سے سنتے ہیں اور کچھ یقین ہی آجلا ہی مگر جب ہم اپنے دوست کی محبت کی طرف خیال کرتے ہیں تو سب کچھ جو بھی معلوم ہوتا ہے اگر جوش میں تو دل میں کچھ کچھ شک ہے مگر وہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اچھا آؤ گے کہ انہیں ملین تو سنی کہیں بیان ہو کیا رہا ہے اگر عقد ہی تو مضبوط ہو جائیگا۔ اور اسی خیال کے آئینے ساتھ ہی گرجے کہ اندر سے کچھ سر ملی صدا میں ہمارے مانون میں آتی ہیں اور ہم اندر جا کر گویا دیکھتے ہیں کہ کچھ جو کچھ آؤ تو یہی گہری ہوئی کہ میں اور سب ایک دوسرے کو خداوند۔ روح القدس اور جناب جبریل کی شان میں بڑی ذوق شوق کو ساتھ کچھ شہار گار ہوئے ہیں اور وہ سر ملی آواز میں سن سکر سنگی عمارت ہی اپنی صدا باز گشت میں آئی اسادہ کہ رہی ہے۔ اس گانے میں وہ خوش گھوڑتیں ہی شریک ہیں جو اپنی دلفریب رشتے ساتھ آواز ہی اس قدر دلکش کہتی ہیں کہ روح تن ہی لافیتار بانگ کی ہی تو آتی ہے۔ انکی پیاری اور سر ملی آواز میں کچھ ملنے سے اور وہی اس گانے کا لطف وہ بالا ہو گیا ہے اور بیان کا یہ رنگ دیکھنے سے کچھ اس امر کا یقین کی ہوتا ہے۔ کہ بیشک تیری دوست کی آج شادی ہی جان اور ہنوز بلکہ جری بخوشی آرائی ہوئی پرتی ہو اور وہ اس خوشی کے نشہ میں چور ہو گیا ہو۔ میں اس سرسبز مغزے ہمارا دل لے ہی رہا تھا کہ کیا رہی آیتا ہی خادم گہرا ہوا اندر داخل ہوا اور میرے دیکھ سامنے ہاتھ باندھ کر چلے گئے ساتھ نہرا ہو گیا۔ سلطان نظر المیرتہ ادنیٰ اور خادم کو اس طرح بیوقوف حاضر دیکھا کہ انکو اشاری ہی پوچھا یہ کیا ہے جسے جواب میں بہت گہرا ہوئے۔ مجھے میں خادم کی زبان سے یہ ادا کیا یہ خصوصاً جونی وائس کا وٹا ہی طرف سے ہی ایک سفیر آیا ہوا اور اس وقت حضور میں بار بار ہونا چاہتا ہوں اسکو بہت سمجھا یا کہ اس وقت یہ حق نہیں مگر وہ بہت بعد ہوا اور اسی امر پر صراحت کر رہا ہے کہ شہر میں مکن ہوا ہی شرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم

خادم کی یہ باتیں خدا جانے کس غضب کی بہتیں کہ صد ہاؤ گشت کے لئے سنگی عمارت کی یہی زبان گنگ ہوئی ہو سنا کہ جو میں سنا تا پہل گیا۔ بے شب کی دعا پڑھتی ہوئی زبان جو سلفہ شہنشاہ خداوند کے سامنے ہی نہ چپ ہو والی تھی چہرے سے منہ میں رک گئی۔ میری دس ہی مانتوں کے نیچے انگلی مار کر چپ گیا جان اور پتھر یا کچھ پر چڑھ گیا نہ چوڑی گھنٹیں۔ ادھر لکھا وہ نگ جو خوش کے ماری متا جلد ہی اتر آیا پوچھ کا بڑا تھا اسی طرح فی ہو گیا جس طرح نگ اپنے میں شب میل کے صبح ہو جا کہ صبح کا تارا زمین بہت اد بجا دیکھ کر کوئی تو گہرے پٹ میں پنگ سے اٹھ کر تو کہہ دل ہی کر دی نہ ملی ہی دوا دینہ پرا کہ خدا حافظ کتا ہوا دلی بن سو رہا جو اندر کوئی آ کر کجا رہا نہ صرف حسرت اور سوکھ دکھنا ہی رہا۔ گو جس طرح کہ انیکا مطلب مردوں یا چھوٹے سمجھ گیا تھا۔ اور اس کا قصہ نہ کہ عقد سو فادع ہوئے بے مدیر سے ملیں میری ہر چیز جو امرار نے بالآخر اس کو اس امر پر مجبور ہی کر دیا وہ ہیئت اس کو بیان کیلی اجازت ہے۔ سیرا اندر جانے شاہی اور سب سلام کیا اور پھر طرح کئے لگا دیں میں بہت اد کے ساتھ پہلے خدا ناما کی اس اس طرح کی معافی چاہتا ہوں جو ہر وقت کی میری عجلت نے حضور کے ایک نیک کام میں پیدا کیا اور شاید میں ایسے لے ادنی کا کہی ہر نگ نہ تو اگر میں یہ سمجھتا کہ توتوری دیر کے بعد ہر جے کچھ عرف کرینکا موش ہی رہ گیا۔ مجھ کو شاہ ٹار سا لٹنے حصہ میں ایک خاص تکلیف دہی کیلئے بیجا ہی۔ اور یہ خط دیا ہوئے اور یہ کمر اس نے ایک سرعہ رفتار پیش کیا اس میں معمولی نمید کے بعد لکھا تھا ہم کو بہت محنت اور کوشش سے ایک نہایت حسینہ اور جلیلہ رمی عورت ملی تھی جو ایک بیک ہمارے کا شانہ دل سے اس طرح خائب ہو گئی جس طرح ہم سے صبر قرار۔ لیکن اب ہم سنتے ہیں کہ وہ اب آپ کے ظل عاقلیت میں پہنچی ہو اور آپ کو عنقریب کسی شخص کے ساتھ منعقد کرینو اے ہیں۔ ہمارے آپ کے قدیم زمانہ سے دوستانہ مراسم چلے آتے ہیں اور اسی سبب ہر کوئی امید کرے کہ آپ کو ہمارے خاطر سے ہاری پاس ٹو نور روانہ فرادینگے۔ میری دس نے اس خط کو ایک سرسری نظر سے دیکھا اور سکا کرا سکو ہاری دوست کی طرف بڑھا دیا۔ جان اور ہنور یا و دون اس وقت سخت انتشار میں مبتلا تھے عین خوشی کی وقت میں ٹار سا لٹ کا نام اور نہایت اس سیر کی یہ جلدی۔ آفت ناگہانی بنکر ادھر شوق بہرے نارنگل کے ساتھ دہی سلوک کر گئی جو ایک گئے لوالا بہا طریشہ آلات کے ساتھ کر جاتا ہے۔ کلیجہ ہر ایک ہو نیلگا۔ افسر کی دل سے آٹھ کر منہ پر چا لگی۔ خون رنگن میں گردش کر رہے اور روح

خوشی کی طرح جسم میں بہنے سے رک گئی۔ لائین لائین سانس لین وہ بھی رن کر کے  
گرتی پڑتی منہ تک آنے لگیں اور ان دونوں کو میسوم ہوا کا ایک قسم کا پھلاڑا دنگو سون  
پر ٹوٹ پڑا۔ دل کو انقباض سے دو ماغ میں اڑھو بچا جو اسل پٹی راہ اور بیٹے اپنی راہ  
اسی طرح کہیں گئے جس طرح کوئی کسی سے کہو کہ بڑی خود دار کی ساتھ کبھی گیا ہو۔ ناگ کے  
باس سے پیشانی میں بل پڑنے شروع ہوئے اور پیشانی کے منہ پر پہنچا لگا اچھا اسی طرح سے  
ہو گیا جس طرح ساحل کو قریب آنے والی موجوں کا جھگڑا ہو جاتا ہے خط پڑنے کی بد  
قریب ہی تھا کہ جان کا عقد جان کی زبان سے کوئی سخت کلمہ نکلا ہی دے کہ مرد پیش  
اس کے جبر کا بدلہ ہوا رنگ دیکھ کر سیر سے کہا یہ تم اس رومی عورت کو بچا تو جو جتنے بائیں  
تمہارے بادشاہ اینجانے کو لکھتے ہیں؟

سفیر: جی ہاں۔ حضور میں انکو بھانپتا ہوں (ہنوز یا کیرف اشارہ کر کے) وہ ہیں  
وہ بیٹی ہیں جکی ڈی میں بہت سب کو بگڑا دیں ہے۔  
میر ولس: یہ بھی جی ہاں۔ مگر تم انکو جانتے ہو۔ یہ ہیں کون؟  
سفیر: وہ حضور عالی اور تو محکو کہہ رہا ہوں۔ یہ وہی ہے جس نے ہمارے بادشاہ  
سلامت اب کی مرتبہ جب پردیشیا کو سفر سے تشریف لاتے تھے تو انہیں کے دامن میں انکو  
کسین لگائیں تھیں۔

میر ولس: اور تم یہ سن جانتے کہ ملک بلبیسیہ یا کی شاہزادی۔ دین طنی ان تہر  
شاہ طنی کی بہن اور ہمارے وزیر السلطنت مسٹر جان کی محبوبہ دل آرام ہیں۔ خدا کو آگاہ  
کہ بچے اور نہ مسٹر جان نے انکو تمہارے بادشاہ کو گھر سے اس طرح نہیں لگا لایا جس طرح وہ  
انکو آپس سے بہا گئے اور جان کی برادران جان کے ساتھ ایک ایسا جراسوک کیا تھا کہ اگر  
ان کا مشتاق دل اس عکاس کو برداشت نہیں کرتا۔ اپنی جان سے گدرا جاتے تو کچھ عجیب  
نہ تھا یہ شاہزادی صاحبہ کی شیس کی فوج خفیہ طور پر آپ کے بارگاہ کو گھر سے نکال  
لی گئی تھی اور آپ کو خبر بھی نہ تھی کہ جان کے دلی ستوی نے رہنا بلکہ عین ایسے وقت پر انکو  
سہو بچا دیا کہ فوج شاہزادی کو تھامے ہوئی طلی کی حد دین داخل ہی ہوا چاہتی تھی اور  
انہوں نے اس وقت اپنی جان پر کسبل کر شاہزادی کو جبین لیا ایسی مالت بین انصاف کا  
بہت بڑا خون ہو گا اگر جان کو اس حقائق کی طرف سے آنکھ نہ پڑا کر آپ کے بادشاہ کی

خود کو نظر کیا اور دین خیال سے پہچان کر جھک کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر  
 نہیں دھکیلا بلکہ جان چپ بٹھا ہوا مسن راہتا۔ چپش اور غصے کے ہر جوش کے  
 ساتھ طرح طرح کی برکات و طبیعت کے لیے تیار کر دیئے اور انھی آواز سے کہہ کر یہ بادشاہ کو کمال  
 خاموش تھا میر وہ نہیں جانتا اپنی تقریر کو ختم کیا۔ اس وقت جان کی جان میں جان آئی  
 افسانہ لطیفان سے بدلا اور فریبی جوت برتجیب۔ ہدایت اور فوسن اپنی گردن کو جھکا کر بگیا  
 ہر سادہ جوشن ایک دم کا سکوت پیدا ہوا جانا ہوا اور اس کے بعد بیک زبان سے کہانی  
 مقدس کتاب بخیل کی آئینہ نگاہی ہیں جو سننے والوں کو کانوں پر چڑھ کر اپنی  
 عظمت جلال سے دیکھ کر اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہیں۔ ہر کد کد باریکی ہر بیان سناتا  
 پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے گھٹنے سے اتر کر سیون پر ٹپک جاتی ہیں اور اس وقت سب کے  
 ہاتھ لگا کر دیکھ لیا کہ کھڑا آئینہ جان کا کچھ عجیب ہوا دکش سین پیدا کر دیتا ہے جہیں ہا  
 وہ نایب نازک کلاکیان اور نہ نہی ہاتھ میں بھی شامل ہوتے ہیں جن پر شاید خدا کو بھی  
 کچھ کچھ آہی جاتا ہو گا۔ شب کے اشالیسی جان اور رہنور یا اپنی اپنی کر سیون سے اٹھ کر  
 کسیرا در آگے بڑھ کر کھڑی ہوتے ہیں اور بچپ کے حق میں ہمارا دل بجا اختیار  
 اس وقت ہی کہتا ہے کہ خدا اسکا سہارا و ان مشاققون کو ہاتھ ملا دیتا ہے جو جکا دل  
 پہلے پہلا ہوتا اور جو ایک دم سے کہ ہاتھ کو اپنی کلیجہ میں رکھ لے کر آرزو مند ہوتے  
 آہستہ آہستہ اپنی ہمتی بلکہ برہنہ میں گردہ دونوں عاشق و معشوق ہاتھ میں ہاتھ دے  
 ایک نفس شوق کو عالم میں کھڑے ہو کر ہیں جکے سینہ میں اس وقت خوشی کو کلیجہ داخل ہا  
 تھا۔ دل سینے میں ہاتھوں پر رہتا تھا۔ دل میں شوق کو دلوں آئینہ ہوتی۔ تمنائیں ڈوٹی  
 پڑتی تھیں مدتوں کر چپ بیٹھے ہوتے ارمان لڑ لڑ کھڑا ہوتی ہو کر دوسرے آتے تو لاجبی  
 لالچہ سائین جو شوق کی طرح بڑھ رہی ہیں مبارکباد دین کیلئے در دل پرست  
 دیں تھیں۔ اور طبیعت سہما لڑ کیلئے چکے چکے خدا جاتا کہ ہاتھ باد باکر آئینہ میں  
 کما جاتا کہ شوق کو مارے اور ہی ہاتھ سے نکلا ہی جاتا تھا جان کی صورت دیکھ کر قابل تھی  
 اسکا رنگ تاندا ورہ چہرہ جکا رنگ حضرت عشق زمندنگا کو جس لیا تھا جہیں آہ  
 زور در دتھن کی رنگ کا شہر ہوتا تھا جو خزانہ صفا دھما دھما کر بالکل چلے اور اسی  
 ساتھ مشک بھی ہو کر کئی سو وقت نہیں پھولوں کی طرح سرخ سرخ معلوم ہوتا تھا جہاں

موسم بہار کی سنگ پا کر کھل گئے پلو۔ سرخ سرخ خون دل کی و بشارتی حرکتوں سے لہر لہتا ہوا صاف جلد کر نیچے پیر رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ خوشی اور خوشی کی ساتھ ساتھ ران سپرٹ کر دو کو دی پر پڑی ہوئی جو جھڑک بھری بارہن بلبلی ایک نکل سوا کر چھپا ہوا دھڑک بھری کی شاخ پر بیٹھا جاتے ہوں وہ دونوں اسی طرح ہاتھ پکڑے کھڑے تھے کہ کیا بارہن ایک مسخ شخص سے کھاتا ہوا اس گرجے میں داخل ہوا اس کے میلے کپڑے کھو گئے اور وہ بال اور اس کا اعتبار تو دھڑک بھری ہاتھ کی شخص خرم اور سخت زمینوں کی خاک اڑا تا ہوا ابھی بیان ہو چکا ہے۔ یاتے آتے ایک مرتبہ بے اختیار چچ مار کر جان کے قدموں پر گر پڑا سب کی نظر میں حیرت زدہ ہو کر اسپر گر پڑیں اور ہر شخص بڑا ہڈی سے یہی کہنے لگا کہ کوئی ہے۔ ہموقہ بڑا دل کو ناظرین کا بھی یہی سوال ہو گا۔ اور یہی حیرت انکو بھی دامنیگر ہو گی مگر اب ہم تہائے دیتے ہیں۔ یہ آئینہ لاخص ہمارے دوست جان کا جالہ شارہ میں چا میکس مسخ جوان دونوں کی جستجو اور تلاش میں اب تک سرگردان اور پریشان پڑا کہ میرے دس کر طرہم ان دونوں کے مل جانے کی خبر نہ کر سکو پیرس میں تے آئے اور پیرس میں ابھی داخل ہوتے ہی اس نے یہ سنا کہ اس وقت شاخ ہی گرجا میں دونوں کا عقد ہو رہا ہے اور وہ بیٹھتے ہی سیدھا بیان چلا آیا جان پہلے تو اس کو اپنے قدموں کی طرف جھکتے ہوئے دیکھ کر چھوٹا مگر بہرہجان بنا اور میکس میکس کہہ کر بے اختیار اس سے بیٹ گیا۔ ہر طرف سے خوشی کی غرے بلند ہو گئے۔ گو مدت کے چھوٹے ہوئے میکس کا دل ابھی یہی چاہتا تھا کہ وہ جان سے خوب دل کھو کر ہر وقت ملے مگر ہنوز اسے ملنے کا طرہ ہوا اشتیاق بھی ایک طرف دل میں جوش مار رہا تھا۔ جسکی وجہ سے یہ جان کو چوڑ کر ہنوز یا کو لپٹ گیا اور انکی مذہبی آزادی اور رسم نے انکو اسل کی اجازت دے دی کہ وہ اس طرح عام طلبے میں بے تکلفی کے ساتھ لپٹ کر لیں۔ ہنوز یا۔ ہاں اور میکس کے محبت بے دونوں میں فرط طرب اور جوش سر سے اڑتے ہوئے ابھرے آنگھوں سے آکھنکے نکلنے لگے۔ گو یہ خوشی کا رونا تھا مگر بہرہ بے موقع تھا۔ زبردستی طبیعت سنبھال گئی اور میکس نے گہر گہر ہنوز سے بے چارے آپ کا مزاج کیسا۔ آپس میں آپ کہاں غائب ہو گئی تھیں؟

ہنوز یا۔ ہاں ابھی ہوا کیا بتاؤں کہ مقدمہ کمان کمان لگیا تھا۔ مگر خدا کا لاکہ کہ کراہ کر تم کو

ذیابہر نصیب ہو گئی وہ امید تھی تو خاتمہ ہی کر دیا تھا کہ جو پہلی حالت وہ تھا اس میں ٹھیک بیان کر دے گی۔  
میکسکس نے اپنے دو لاکھ گیس میں کئی کے قابل ہی نہیں کہا تھا اس میں فی ایک کمرہ کے چار کمرے ہوں گے۔  
گلیاں پر چڑھ کر پوچھا ہی کیا اور خیر خدا مبارک ہو کہ وہ فرمایا ہے کہ ان جسمانی دنیا کی حالت میں جہان آیا۔

جان بھر سکے کہ ابھی جان آپ کی غایت سے یہی شغل میرا ہی تھا۔

جان اپنے حالات کچھ بیان کرنا ہی چاہتا تھا کہ میریوں نے کہا یہ بیکار کسب ایک سرگرم حال شغریے بہت  
مشاق و تفریح جہان اتنے دنوں میں کر چکا ہوا تھا اور ہی آپ بیان کچھ نہیں کرے اور لکھ کر میکسکس کو پیش کر دیا  
اشارہ کیا اب چھپتا ہوا سا کوئی بے پروا ہو گیا ہو تو کچھ ہو گا ان اودھ دونوں میں ہر دو کمرے کے کمرے میں چھپو تو کسی کو  
نہیں پڑتا اور وہ کچھ ہوا تو کسی کو نہ پڑتا میکسکس کی آمد کی وجہ سے وہ بھی تھا اپنے قاعدہ کے کوئی  
ان دونوں میں مسافرت اور ان مہولی تو کچھ تھا کہ کیا جگہ بنا کہ مسافر کو خوش اور محبت پہنچے اور ہر ایک کو اپنے  
دل اور نگاہوں سے دیکھتا تھا اس کے بعد کچھ نام لگایا جیسے حاضرین میں کوئی سوز و گداز کی شہادت لکھی گئی اور  
جب کچھ نام کی طرح لکھیں ہو گئی تو جان اپنی ہونوریا سب سے ہاتھ دے تو کسی خوشی خوشی کر رہا ہر ایک کے اس وقت  
قاعدہ سارا کھٹکتی تھا کہ وہ دونوں فوراً سوار ہو کر اپنے کھلیں کی طرف چلے جاتے۔ جو جان نے بہت اوج سب سے پہلے اپنے  
محسن و شاہد کو اجازت چاہی اور اس کے بعد دونوں اس گاڑی پر سوار ہو گئے جیسے جہان سوار ہو کر آیا تھا اور ان میں سے  
ساتھ میکسکس۔ ملی اور اسے ساتھ کر جان شاد سوار ہی اس کے پیچھے سوار ہو کر چلے گئے جاتے ہی اور سب ہی  
اپنی اپنی راہ ہو گئے میرے دوسرے اپنی اپنی ایوان سلطنت کی طرف سوار ہو گیا اور مار مارا کھڑکی پر ہی تھا اور امید کی  
جوا لیا کہ اپنے اپنے کافان کو سنا اور ان کے پیچھے دیکھتا رہا وہ نہ ہو گیا۔ شاد مارنے سے موت پہنچتی ہو گی دھیک سزا ہوا  
سر پہ لیا ہو گا اور اس کی وہ ساری آرزو میں آئے ہو کہ کر رہی ہو گی جو ہو گیا ہو گا یا کہ میں اس میں آئے ہو کہ کر جان توڑ  
رہی تھیں اس خبر کو سن کر وہ کچھ کچھ ہاتھ پاؤں راتا اور سر پرچہ پاؤں خوشی کو ان پر ہوا کر کے اپنے کچھ کچھ اسکو ضرور  
تدبیر میں بتاتا لیکن یہ سواروں کو تھا بلکہ میں جو کھلا سکی گئی تھی میں نے کہہ دیا کہ ہر طرح کی کھٹکنا میں جو اور خیال کیا  
جاتا ہے کہ یہ بد مذہب ہے۔ ان اس طرح تو لڑا لڑا گیا اور سطح ہمارے دو مستعاران لکھے ہیں بہت کم عرصہ لگایا  
میں ہیں ہمارے دوست کی بھری کی طرح زندگی آپلی ہے اور اس دو کو گئی آڑی ہو تو اس وقت میں ہی ایسی تری کیا  
سطح وقت جانے پر امان لے لی تھی میں نے اس میں مل جل کر رہی تھی ایک کئی کی طرف جا رہی ہو اور اس کی خوشی کی طرف  
ایک شخص میاں میں ہے جو اپنے اپنے لکے کے آواز سے کہی گئی پیاری ہو گیا اور کچھ لڑکے اس کے پیچھے اسکو ہاویں  
بیش ہو گئی ہر ایک ہنسی مذاق میں وہ مسافر قلعے ہو رہی ہو جو یوں تو حقیقت میں کچھ تھی مگر آج کا کچھ شہنشاہ کے ساتھ  
جبر کر کے اس کے سطح طول و طویل ہو گئی اس سطح فراق کی گڑھی یہ میں نے کی زلف اور دیا اور کوڑا دیکھ خدا کا کر توئی بریں

یہ گاڑی ٹھیک کر کے پھر چلائی اور یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چلے گئے۔ ان کے سیون پڑے ہوئے تھے جو اس ٹھیک و ستر پر لٹے ہوئے تھے۔  
 قریب سڑکی پہنچی تو ایک تین سو پچیس بیس کی گاڑی شروع ہو گئی جو تلو تلو چل کر ان کے صوبہ کو بخود خواہ ایسے اصل اور تلو تلو کا دھنکا  
 میں ضروری یاد آجاتی تھیں۔ اسی دو دو تین تین ہوئی تھیں کہ میکس نے فوج ہوئے اور پھر حجاز کا توڑی ہوئے کے لیے  
 کیس قدر رنگ و جھٹکا بدلے یا جان نہ میکس کو ہاتھ پیر کہ بہت محبت اور عزت کیساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ اسی سڑک پر  
 مختصر طور پر بیان ہوئے لیکن اور گذشتہ واقعات یاد آکر ان کی آنکھوں کے آنسو بہا کر لگے اس طرح پر جب تلو تلو اور دھنکا گیا تو  
 جان نہ بہت زوردار الفاظ میں میکس کی ادنیٰ غائب ہو کر یاد آکر اس کی چھتیا اور تلاش میں ان تین جگہ کے پاس  
 پہلے تو میکس نے انکسار کرنا پسند کیا لیکن گاڑی توڑی ہی دیکھ کر خدا جان اس کو کیا خیال آیا کہ اس نے ہنس ہنس کر اس طرح کہا  
 میری تو حضور کی قدر دانی پر ہنسی اور میری خدمت ہی کیا لیکن اگر حضور قدر دانی فرما تو میں تو کیا میں اس قدر  
 جالفتاں اور خدمتوں کا یہی صلہ نہ کر سکیں غیبت میں حضور کا عقد ہو جائے اور میرا انتظار تک نہ کیا جائے۔  
 جس کے جواب میں جان نہ زحمت سے سر ہٹا کر کہا میکس تمہاری تمکانت بہت بجا ہے اور میں حاضر میں تم جلد چھوڑ دین اور  
 نظریں کر دین اس کا ستم چھوڑ لیکن اگر انصاف کرو تو شاید میں ہر معاملہ میں زیادہ خطا دار نہ نکلوں گا اسو بہت تمہاری  
 تلاش میں جان و مال بہت آدمی بھیج دیے تھے اور اس اعتبار سے یہ تین تہا کہ تم عقد کی تاریخ تک ضروریات پہنچ جائے گا  
 لیکن جب نہ آئے تو گویا تاریخ میں بڑی لگائی کہ خدا گواہ کہ میری یہ خوشی ہی تمہارا یہی دعائی کہ میکس تم آج بوقت میں  
 شریک ہو جاتے اور شاید اسی دینی دعا کا یہ اثر تھا کہ تم اس طرح میں عقد کے وقت پہنچ جاؤ گے جب کہ کسی بھی دوسرا تھا۔  
 میکس نے (دسکر) اسی جان یا لکے جان کا اثر تھا یا میری تمنا کا۔ لیکن جب میری شرکت کی دعائیں مانگی جاتی  
 تھیں تو کیا دعا کا اثر اس طرح یہ بھی تھا کہ باہر تھا کہ عقد کی تاریخ بدل جاتی۔ لیکن یہ کہہ کر کہ تمہا یہ جلد ہی تمہی میکس  
 جان نہ جان بانی کی تو یہ کہہ کر کہ ایک ایک منٹ مشکل سرگدڑتا تھا اور ایک ایک گھنٹہ کیل کیل میں سہل ہوئی تھی اور چنانچہ  
 ہماری حریفانہ فوج کی آہستہ سہی تھی۔ یہ انتظار فریق اور ہمیں صبر حق یہ کہہ کر کہ ہمارا یہ سہارا اور ہماری ہی چھتیا تھی کہ بردا کرنا  
 میکس نے بجا اور شاد ہو کر پھر۔ پھر آب مزے ہی تو دے ہی اٹھائے گا۔

جان نہ (ہنور یا سے مخاطب ہو کر) دیکھئے نذر الیہ صاحب! سنی جائے (ہنور یا کو خاموش دیکھ کر) مائیں یہ آپ  
 جب کسی بھی سہی ہیں۔ خیر تو ہے۔ کہ ہر خیال ہے کہ میں تو روز تو نہیں پہنچتا؟

ہنور یا نہ مائیں تو روز آؤ تو روز سے کیا مطلب؟

جان نہ آپ چہ تین تین گمان کیا کرنا یاد آکر کہ چاہے ہاں خیال کیا گیا تھا کہ میں ہر جہاں کی جگہ جگہ نہ تو ہے نہیں۔

ہنور یا نہ مائیں میں تو سب سے پہلے تو تھا اور میں چاہتا تھا کہ میں گمان کیا تھا کہ میں تو روز تو نہیں پہنچتا۔ کہ یہی گمان  
 جان نہ نہیں اس بات کو کہ میں نے اس کے غیبت میں ہر سہرے غیبت پر تھے۔ ہم ان میں بہت تلو تلو ہیں جو۔ وہ بہت خوش نصیب ہے۔





جائے کہ پھر مقرر ہوا کہ زیادہ آج اس سے زیادہ دنیا میں کوئی خوش نصیب نہیں۔ اللہ اکبر! انیس گناں میں  
شاہزادی انگوٹھی پہن کر اس عشق کی سخت منزل میں پار شاہی پہنچ گئی جی میری محبت کا ستارہ یا اودھن کی محبت میں  
ہو گیا۔ (ایک گندمی سانس لیکر) اودھن بیسیت اٹھانے کیلئے تو انسان پیدا ہی کیا گیا ہو مگر مان اپنی محبت  
البتہ قدر کا مال ہو کہ اپنے میرے ملک ل عزت اور کبر و برکت لڑی اور میرے ملک ملک کی خاک چھانے پھر میرے  
جان لے کر میں ایسا کیا تو کس کے لئے؟ اسی جن کی دیوی کیلئے جس کا جن دنیا میں دتا میری ل فریب صورت اپنی کیا  
تو کس دیکھنے والوں کے دلوں کو کھینچ لیا وہ سے کمال پستی تھی۔ وہ کون؟ جو آج میری پیاری پیوی بی بی پر۔ تمنا اور حال تو  
کوئی دیکھے۔ یہ صورت فیکل۔ یہ ہاتھ۔ یہ پاؤں۔ ہاے کین پیدا ہو سکتے ہیں۔ یا کسی کو نصیب۔ یہ ہمارے پاک عشق کا  
بیترہ تھا کہ آج ہم سطح پہلو پہلو بیٹھے ہیں۔ اس جلد پر پونچھ کر اس کی ہانک لیا غلام کی لکیریں لگا دیں اور گھر لے کر بیٹھے ہیں  
اب شام ہو رہی ہے اور اٹھنے لگتی شوق اور امان کو پرہ داری کو ساتھ لے کر کا موقع دینے کیلئے رات کی پہلی شرم کی طرح  
بڑھتی چلی آتی ہے سطح اورانی تناسل جوانی کا نشہ نکول ہو اٹھتی ہوئی اس کی باغی گدڑ کا بغیر نہیں پہنچتی جاتی ہیں اور وہ  
برانی آرزو میں جھک سکا دل لگی دار و درمیچ کا تھا وقت تیار نہ کر سکا کہنے سکا تو ہوئی چلی آتی ہیں کوئی شوق بھروسے  
تقاضے سے انگوٹھیاں اور انگلیوں پر جھانپاں لے لیکر شرم سواپنی گون چکا لڑیا اور کوئی اپنی لالچا لے ہوئی نظر تو کچھ  
اس طرح چٹا کیسا گھور رہا ہو کہ عیاذ باللہ مہم آتش شوق تیز ہوئی ہو اور اس کی گرماں کیلئے ماری کوٹھی کر لیا پھر  
کھانسن ل کر کونل کی طرح روشن ہو کر جاتے ہیں زمین اور تقاضے پیدا ہو جاتے ہیں طبیعت اختیار کر سطح نکلی جاتی ہے سطح کوئی  
کیسے انوشے۔ چیر چار شروع ہوئی ہوا اور ہاتھ بالی پر تھم ہو کہ کچھ عجیب کیفیت کیسا تھا دمٹ گزرتا انکو برآمد سے  
اٹھا کر کوٹھی کا اندر بیجا لے ہوا دروازہ انداز کی باتن شروع ہو جاتی ہیں۔ شمع شرم سے فالوس کا اندر پانی پانی ہونے لگا  
اور ایک بے تکلفی دیکھ کر شمع کی جلتی ہوئی نواد ٹپتے ہوئے دہن میں جاسو منہ چپا لیتی ہو۔ مہر پر رکے ہوئے بون مٹے  
گلدستہ خود بخود عرق نہامت میں نہائے جاتے ہیں۔ پھول خود بخود تون میں چپے رہتے ہیں۔ گلدستوں میں گزرتا  
پھول بڑی ڈھٹائی کو ساتھ گھر رہیں مگر سوس ہی قیاب ہو کہ اب کچھ کچھ کما ہی چاہتی ہے۔ انکی بدستیاں  
دیکھ کر دیکھ کر جلیں کسی سمت الست کی چکون کی طرح نیچے گرتی ہیں اور انکی ہوا سے شوق کا بڑا ہوا در دیکھ کر  
در درازے خود بخود بند ہو جاتا ہے ہمارے دوست کو یہ مبارک گٹری چو نہ کہ بہت جان لکھا ہی اور دلوں کے  
بعد نصیب ہوئی ہو معلوم نہیں کہ اب یہ کب برآمد ہوں اور کب بات کی نوبت آئے اسو جہ سے ہم خود ہی ان  
ایس وقت رخصت ہوئے جاتے ہیں اور رخصت ہی ہمیشہ کیلئے۔ مگر ہر جلتے جلتے ہی ہم یہ کہو جاتے ہیں۔ ہاں  
اے فلک رنک سے نہ مجھل مرنا  
بچے ملتے ہیں ایک مدت کے

بالتحیہ

# فتوح عبد الحمید خان

مصنف

نشی و جاہت حسین صاحب جھنجا نوی

جنگ یونان کا صحیح مرقع - ادہم پاشا کی سرکیت کوشمشین اور  
بالآخر سلطنت عثمانیہ کا یونان پر فتح پانا بہت خوبی کے ساتھ  
دکھایا گیا ہے۔ کتاب میں متعدد تصاویر اور جنگ کا  
ایک مکمل نقشہ بھی دکھایا گیا ہے۔ چھپائی لکھائی  
بہت اچھی ہے۔ قیمت فی جلد ۷۰

## فرمایش احباب

یہ مولوی محمد عمر ستور باؤنی کا بمیشل دیوان ہے جسکے اشعار  
دل کے ساتھ تیر و نشتر کا کام کرتے ہیں۔ پڑھئے اور  
لطف اٹھائیے۔ قیمت ۴۰

۱۔ نیچر مرقع عالم پریس ہر دوئی (اودھ) تھما

# ادبِ مرقعِ عالم کے نشیانیہ ہجرات

عبرت - جانِ بہنور یا کا دلچسپ قصہ قیمتِ ہر حصہ ہے

جعفر و عباسہ - جعفر و عباسہ کا عشق ..... ۱۴

حسن سرور - بالکل سچا واقعہ ..... قیمتِ ہر حصہ ۱۵

رام پیاری - حکیم صائمہ کا آخری بہترین ناول دھڑے ۱۶

اختر حسینہ - سنبھل کا ایک دردِ واقعہ تعلیم النساؤں پر بحث ۱۷

نیل کلسانپ - اتانی د کلیوٹیر کی حسرت بھری داستان ۱۸

دیول دیوی - خضر خان اور دیول دیوی کا عشق ..... ۱۹

گورا - ریوارسی ضلع گورگانوں کا سچا واقعہ ۲۰

دکھیا رائڈون کی رام کہانی .... ۲۱

۱۲

میجر مرقعِ عالم پر ہیں - ہر دونی

(اودھ)